مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (حدیث)

المتوسط

(فقہِ شافعی)

تالیف

احمداللہ (احمد جنگ)

ناشر

معہد امام حسن البنا شہید۔ بھٹکل

(سلسلۂ اشاعت نمبر: ۳۷)

نام کتاب	:	المتوسط
تصنیف	:	احمد اللہ (احمد جنگ) رحمۃ اللہ علیہ منشی فاضل، مولوی عالم سول سرویس
صفحات	:	۲۰۸
قیمت	:	۱۴۰ روپئے
تعداد	:	۲۰۰۰
ملنے کے پتے	:	مولانا ابوالحسن ندوی اسلامک اکیڈمی۔ بھٹکل پوسٹ بکس نمبر ۳۰۔ کرناٹک مکتبۃ الشباب العلمیۃ۔ ندوہ روڈ۔ لکھنؤ

ناشر

معہد امام حسن البنا شہیدؒ

پوسٹ بکس نمبر: ۱۳۰، نزد ٹیمپو اسٹاپ، مدینہ کالونی

بھٹکل 581320 کرناٹک (انڈیا)

فہرستِ کتاب

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی أشرف المرسلین سیدنا محمد وعلی آله و صحبه أجمعین۔

امام ابوشجاع

فقہ شافعی میں ''التقریب'' جس کا دوسرا نام ''غایۃ الاختصار'' ہے شیخ امام ابوطیب مشہور بہ ابوشجاع شہاب الملۃ والدین تقی الدین احمد بن الحسین بن احمد الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور اور نہایت مستند تصنیف ہے۔ شیخ موصوف نہایت باخدا، متقی، ناسک، صالح اور اپنے وقت کے امام مانے جاتے تھے۔ علم اور دیانت میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ قاضی تھے اور منصبِ وزارت پر بھی فائز ہوئے تھے۔ آپ کے تموّل کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مستحقین میں صدقات کی تقسیم کے لیے آپ کے پاس دس آدمی مامور تھے، جن میں سے ہر ایک، ایک لاکھ بیس ہزار دینار صرف کرتا تھا۔ آپ نے دنیا ترک کی اور بقیہ زندگی مدینہ طیبہ میں گزاری۔ مسجد نبوی کی جاروب کشی اور حجرۂ نبوی کی صفائی کرتے تھے، آپ نے ایک سو ساٹھ سال کی طویل عمر پائی اور اس کے باوجود آخر عمر تک آپ کا کوئی عضوِ بدن بیکار نہیں ہوا۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''**حَفِظْنَاهَا فِی الصِّغَرِ فَحَفِظَهَا اللّٰهُ فِی الْكِبَرِ** '' یعنی ہم نے ان (اعضاء) کی بچپن میں حفاظت کی تو اللہ تعالی نے بڑھاپے میں ان کی حفاظت کی۔ بروکلمان جرمن مستشرق نے آپ کی ولادت ۴۳۴ ہجری اور وفات ۵۹۳ ہجری بتائی ہے، لیکن شیخ بیجوری کا سنِ وفات ۴۸۸ ہجری قرار دیتے ہیں لیکن آپ کی درازئ عمر کی نسبت دونوں متفق ہیں۔ آپ کا مزار مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے

باب جبرئیل سے متصل جنوب مشرق میں واقع ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا نسب ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع ابن السائب بن عبید بن عبدِ یزید ابن ہاشم ابن عبدالمطلب ابن عبدمناف ہے۔عبدمناف نبی ﷺ کے چوتھی پشت کے دادا ہیں۔آپ بنی ہاشم کے خاندان سے ہیں۔تیسرے دادا شافع کی نسبت سے آپ شافعی مشہور ہوئے۔آپ غزہ میں ۱۵۰ہجری کو پیدا ہوئے۔جس سال امام شافعی پیدا ہوئے اُسی سال امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔آپ نے مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی۔سات سال کی عمر میں قرآن مجید اور دس سال میں حدیث میں موطا حفظ کیا۔

مسلم بن خالد زنجی مفتیٔ مکہ سے فقہ پڑھی،اور پندرہ سال کی عمر میں افتاء کی اجازت پائی۔مدینہ طیبہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے آپ کوتلمذ رہا۔مصر کی قدیم درس گاہ جامعِ عمرو میں چھ سال درس دیتے رہے اور یہیں مذہبِ جدید شافعی کی بنیاد ڈالی۔سلخِ رجب جمعہ کے روز ۲۰۴ہجری میں چون (۵۴) سال کی عمر میں وفات پائی۔پایہ تختِ مصر شہر قاہرہ کے جنوبی حصہ میں آپ کا مزار ہے۔

حدیث میں کمال

’’عَالِمُ قُرَیْشٍ یَمْلَأُ الْأَرْضَ عِلْمًا‘‘۔قریش کا ایک عالم اپنے علم سے روئے زمین کو معمور کردے گا۔محدثین نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں امام شافعی کی طرف اشارہ ہے۔

ربیع کا قول ہے کہ شافعی کے انتقال سے چند روز پہلے انھوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آدم علیہ السلام کی موت ہوئی اور جنازہ کی تیاری ہورہی تھی۔صبح اس کی تعبیر پوچھی تو جواب ملا کہ دنیا کے بہت بڑے عالم کی موت کی خبر ہے،تھوڑے ہی دن گزرے کہ امام

شافعی وفات پائے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خضر علیہ السلام سے شافعی کے بارے میں سوال کیا تو جواب ملا کہ وہ ''اَوتاد'' میں سے تھے۔ شیخ لکھتے ہیں کہ شافعی شریعتِ ظاہری کے ایسے پابند تھے کہ آپ کی طریقت کا باطنی مرتبہ آپ کے ہم عصروں پر ظاہر نہ ہوسکا تھا۔

شیخ ابوشجاع کے متن کی اہمیت وحیثیت

شیخ ابوشجاع کا متن شوافع میں نہایت درجہ مقبول رہا۔ اُسی متن کا اردو ترجمہ میں نے گزشتہ سال ۱۳۶۱ ہجری کو ''المختصر'' کے تاریخی نام سے شائع کیا۔ ترجمے میں بعض امور کا اضافہ میں نے ضروری خیال کیا اور مسائل کی اصطلاحی عنوانات کے تحت اس طرح ترتیب دی کہ پڑھنے والے کو مسائل کو ڈھونڈنے میں زحمت نہ ہو، عبادت کے ساتھ میں نے معاملات کے صرف وہ شعبے درج کر دیے جو فی الوقت رائج ہیں۔

ہر متن کے لیے ہمیشہ شرح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اُسی طرح ''المختصر'' کی اردو میں اشاعت ہوئی تو اس کی ایک مختصر اردو شرح کی ضرورت پیش آئی۔ ''فتح القریب المجیب'' جو شیخ امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن القاسم الغزی المتوفی ۹۱۸ ہجری کی تالیف ہے اور جس میں بغیر طوالت کے صرف ضروری اُمور کی تفصیلات ہیں میرے مقصد کے عین مطابق تھی، اس شرح کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بقول بروکلمان کم از کم پچیس دفعہ طبع ہوئی۔ سنگاپور میں ملائی زبان کے ترجمے کے ساتھ چھپی۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ فان ون برگ نے ۱۸۹۵ء میں شائع کیا۔ اس پر شیخ ابراہیم بیجوری نے ۱۲۵۸ ہجری میں ایک طویل حاشیہ دو ضخیم جلدوں میں تحریر کیا جس کا ایک حصہ حرم مکہ میں اور دوسرا مدینہ میں لکھا گیا۔ دوسرا حاشیہ احمد القلیوبی المتوفی ۱۰۶۹ ہجری کا اور تیسرا حاشیہ ابراہیم البرماوی المتوفی ۱۱۰۶ ہجری کا ہے۔ چوتھا حاشیہ جس کے مصنف کا پتہ نہیں گوتھا اور جاوا میں ہے۔ پانچواں حاشیہ محمد النووی الجادی نے لکھا ہے۔

کام مشکل نہ تھا، بقول ''**السعی منی و الإتمام من الله** ''۔ ارادہ کیا اور خدا نے پورا کیا۔ شیخ محمد بن قاسم غزی کی شرح مذکورہ بالا ترجمہ کر کے ''المتوسط'' کے نام سے اس رسالہ کو ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس میں ترجمہ کے علاوہ اس قدر التزام کیا گیا ہے کہ متن اور شرح میں فرق کے باوجود ربط قائم رہے۔ جہاں ضرورت سمجھی گئی، شیخ ابراہیم بیجوری کے حاشیے اور دیگر فقہی کتب سے مدد لی گئی۔ جس طرح ''المختصر'' کو متن کے اصول پر مختصر کیا گیا تھا اُسی طرح ''المتوسط'' میں یہ ملحوظ رہا کہ تفصیل میں طوالت نہ ہونے پائے۔ وما توفیقی اِلا باللہ۔ یکم رجب المرجب ۱۳۶۳ ہجری۔

طبع دوم

ابھی گزشتہ سال ''المختصر'' کو دوبارہ شائع کیا گیا تھا کہ ''المتوسط'' کے بارِ دوم طبع کی نوبت آئی۔ ''المختصر'' کی طرح اس میں بھی ضروری ترمیمات اور اصلاحات کیے ہیں، مگر پھر بھی طوالت سے احتراز کیا ہے۔ اس لیے کہ ''المبسوط'' کے نام سے اسی سلسلے کی تیسری اور آخری شرح انشاء اللہ المستعان بہت قریب ہے، برادرانِ ملت کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

احمد اللہ (احمد جنگ)

سوماہی گوڑہ، پوسٹ آفس خیریت آباد
حیدر آباد دکن، ۱۵ رجب المرجب ۱۳۷۰ھ

اقتباسِ آراء

۱۔مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی

آپ کی پہلی کتاب ''المختصر'' کو دیکھا اور اب اس کتاب یعنی ''المتوسط'' کو بھی دیکھا۔ اس بے علمی اور بدشوقی کے زمانہ میں فقہ شافعی پر جو محنت آپ نے کی ہے قابلِ مبارک باد ہے۔ کتاب کا بیان صاف ہے، مضمون صحیح اور درست ہے۔ یہ مختصر ابوشجاع احمد بن حسین کا ترجمہ بلکہ بہترین شرح ہے۔ لطف یہ ہے کہ احمد کی شرح احمد ہی نے کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف شوافع ہی کو فائدہ ہوگا بلکہ احناف کو بھی معتد بہ فائدہ ہوگا۔ اس کتاب کی لکھائی چھپائی سب اچھی ہے۔ اللہ مترجم یا شارح کو جزاء عطا فرمائے۔

۲۔مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب

رسالہ ''المختصر'' کے بعد آپ نے مزید شرح و بسط کے ساتھ ایک اور مفید رسالہ ''المتوسط'' تحریر فرمایا جس کا میں نے متعدد جگہ سے مطالعہ کیا۔ جا بجا معتبر و مستند کتب کے حوالے اور مفید حواشی نے اس رسالہ کی قدر و قیمت میں چار چاند لگا دیئے۔ **بارک اللہ تعالی لکم۔**

۳۔مولانا عبدالستار خان صاحب (مولف رسالہ جات دینیات شافعی بمبئی)

آپ نے ترجمے کے لیے جس کتاب کا انتخاب فرمایا ہے اچھا انتخاب ہے، مستند ہے، مسائل ضروریہ پر حاوی ہے۔ ترجمہ بھی ماشاء اللہ قابلِ تعریف ہے۔ حواشی سے افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ چھپائی کا کاغذ، طرز کتابت وغیرہ ظاہری اوصاف بھی نورٌ علی نور ہیں۔ ماشاء اللہ لا قوۃ اِلا باللہ۔

۴۔مولانا شیخ صالح باحطآب صاحب۔نظامیہ

''المتوسط'' کا میں نے بغور مطالعہ کیا اس کو اسم بامسمّی خیــر الامــور الوسـط کا مصداقِ اتم پایا۔ اسلوبِ بیان اس قدر بہتر ہے کہ نہ تو اطنابِ مُمل اور نہ ایجازِ مُخل۔ فجزاک الله عن الشوافع خیرا و أیدک نصره العزیز۔

۵۔ڈاکٹر مولانا محمد حمید اللہ صاحب

اُن خفیف امور کے علاوہ ماشاء اللہ بڑی نفیس چیز تیار ہوگئی ہے جو طلبہ کے لیے بڑی مفید ہے۔

٦۔مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی

''المتوسط'' نامی کتاب جو جناب کی ایک بڑی مخلصانہ علمی و دینی خدمت ہے فقیر نے بھی اِس کا مطالعہ کیا بہ ظاہر اس میں کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جس کے متعلق مزید مشورہ کی ضرورت ہو۔ امید کہ اس کی اشاعت سے برادرانِ شوافع کی ایک بڑی دینی ضرورت کی تکمیل ہوگی۔ خصوصاً اُن مولّدین حضارمہ کے لیے جن کی مادری زبان عربی نہیں رہی ہے۔

طہارت

طَہارت ''ط'' کے زبر سے پاکیزگی کو کہتے ہیں، اور شرع میں ایسے عمل کو طہارت کہتے ہیں جس سے نماز صحیح ہوتی ہے، مثلاً وضو، غسل، تیمّم اور ازالۂ نجاست۔ اِن کو مقاصدِ طہارت بھی کہتے ہیں۔

طُہارت پیش کے ساتھ طہارت کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔

جس طرح مقاصدِ طہارت چار ہیں، اُسی طرح وسائلِ طہارت جن کے توسط سے طہارت حاصل کی جاتی ہے چار ہیں۔ پانی، مٹّی، حجرِ استنجا، یعنی استنجا کا ڈھیلا اور دابغ یعنی دباغت کرنے والی کیمیائی اشیاء۔

طہارت کی قسمیں

طہارت کی دو قسمیں ہیں: طہارت عینی اور طہارت حکمی۔

طہارتِ عینی: اُس مقام کی طہارت جہاں ظاہری نجاست لگی ہو۔

طہارتِ حکمی: محلِ نجاست کے علاوہ مقررہ اعضاء کی طہارت جیسے وضو جب کہ جسم پر نجاست کا کوئی اثر نہ ہو۔

ذریعہ کے لحاظ سے پانی کی قسمیں

ذریعہ کے لحاظ سے پانی کی آٹھ قسمیں ہیں جن سے طہارت حاصل ہوتی ہے:

۱۔ بارش کا پانی

۲۔ سمندر کا پانی

۳۔ نہر کا پانی؛ نہر سے مراد بہتا ہوا پانی جیسے نالے، ندّی اور دریا کا پانی۔

۴۔کنویں کا پانی

۵۔چشمے کا پانی

۶۔تالاب کا پانی

۷۔برف کا پانی

۸۔اولے کا پانی

پانی کی ان آٹھ قسموں کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے: ''وہ پانی جو آسمان سے نازل ہوا اور وہ پانی جو زمین سے نکلا ہو''۔

صفت کے لحاظ سے پانی کی قسمیں

صفت کے لحاظ سے پانی کی چار قسمیں ہیں:

۱۔وہ پانی جو فی نفسہ پاک ہے اور پاک کرسکتا ہے، اور اس کا استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے جیسا کا مطلق پانی۔ مطلق پانی جو کسی خاص صفت کے ساتھ منسوب نہ ہو اور اس کے ساتھ کوئی قید نہ لگی ہوئی ہو۔

۲۔وہ پانی جو فی نفسہ پاک ہے اور پاک کرسکتا ہے، لیکن اس کا استعمال بدن کی طہارت کے لیے مکروہ ہے۔ بدن کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے اس کا استعمال مکروہ نہیں ہے۔اس کی مثال مشمّس پانی ہے یعنی وہ پانی جو سُورج کی تمازت سے گرم ہوا ہو۔

نقدین یعنی سونے اور چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں، گرم ممالک میں پانی گرم ہونے سے شرعی کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ پانی ٹھنڈا ہوجائے تو کراہت باقی نہیں رہے گی۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مشمس پانی کے مطلقاً مکروہ نہ ہونے کی رائے ظاہر کی ہے۔

زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈا پانی بھی مکروہ ہے۔

۳۔وہ پانی جو فی نفسہ پاک ہے، لیکن پاک نہیں کرسکتا۔اس کی دو قسمیں ہیں:

☆ وہ پانی جو رفعِ حدث یعنی فرض طہارت وضو اور فرض طہارت غسل یا فرض ازالۂ نجاست میں استعمال کیا گیا ہو، بشرطیکہ اس میں تغیر نہ پیدا ہوا ہو اور اس کا وزن زیادہ نہ ہوا ہو۔

☆ دوسرا متغیر پانی؛ وہ پانی جو پاک چیزوں کی آمیزش سے ایسا متغیر ہوگیا ہو کہ اُس پر پانی کا لفظ صادق نہ آسکے۔

پانی میں تغیر ہونا اُس صورت میں کہا جائے گا جب کہ اُس کی بُو، ذائقہ یا رنگ تبدیل ہوگیا ہو۔ تغیر حسّی بھی ہوسکتا ہے اور تقدیری بھی جیسا کہ بُو اُڑا ہوا عرقِ گلاب۔

اگر مستعمل پانی میں تغیر پاک چیزوں کی آمیزش سے خفیف طور پر پیدا ہوا ہو یا ایسی چیزوں کی آمیزش ہوئی ہو جو اکثر صفات میں پانی کے مطابق ہوں اور ہلکا اختلاف ہو تو وہ پانی پاک بھی کرسکتا ہے۔

۴۔ وہ پانی جس میں نجاست ملی ہو نجس کہلاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

☆ دون القلتین؛ یعنی وہ پانی جو دو قلّہ سے کم ہو اور اس میں نجاست ملی ہو؛ متغیر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اس قسم سے ایسے جانور مستثنیٰ ہیں جن کے بدن میں خون نہ ہو جیسے مکّھی وغیرہ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اُن کی وجہ سے پانی متغیر نہ ہوا ہو۔ اِسی طرح ایسی نجاست جو نظر نہ آسکے۔ بعض دوسری صورتیں بھی استثناء کی ہیں۔

قلتین یعنی وہ پانی جو قلتین یا اُس سے زیادہ ہو اور اُس میں تغیر زیادہ ہوا ہو یا کم۔

ایک پانچویں قسم بھی پانی کی ہوسکتی ہے جو پاک ہے اور پاک بھی کرسکتا ہے لیکن حرام ہے جیسا کہ چھینا ہوا پانی، یا سبیل میں رکھا ہوا پانی؛ وہ پانی جو پینے کے لیے رکھا گیا ہے۔ ایسے پانی سے وضو کرنا حرام ہے، مگر یہ اخلاقی حرمت ہے نہ کہ فقہی۔ (قول مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی)

قلتین پانچ سو رطل بغدادی کے مساوی ہے اور ہندوستان کے اوزان سے دو سو تین سیر دس تولہ ہوتا ہے۔ (جو وزن میں ۱۹۲٫۸۵ کلوگرام ہے)

پیمائش میں سوا ہاتھ مکعب اور مدوّر شکل میں؛ قُطر میں ایک ہاتھ اور عمق میں ڈھائی ہاتھ ہوگا۔

برتنوں کے مسائل

سونے اور چاندی کے برتن بغیر ضرورت کے عورت یا مرد کے لیے کھانے پینے وغیرہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ایسی طلائی چیزوں کا استعمال بھی جائز نہیں ہے جس کو آگ پر تپانے سے سونا اور چاندی جُدا ہو سکے۔سونے اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں اور قیمتی اشیاء؛ یاقوت، زبرجد وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔

برتنوں کے گوشوں کے جوڑ میں کثیر چاندی بطور زینت دی جائے تو حرام ہے۔اگر ضرورت کی وجہ سے دی جائے تو جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔اور کم مقدار زینت کے لیے ہو تو مکروہ ہے، اور ضرورت ہو تو کراہت نہیں ہے۔

امام نووی کا قول یہ ہے کہ سونے کے جوڑ قطعاً حرام ہیں۔

لباس کے مسائل

ریشمی کپڑا، اختیار کی حالت میں پہننا اور فرش میں استعمال کرنا مرد کے لیے حرام ہے، عورت کے لیے ریشم کا لباس پہننا اور فرش وغیرہ میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ ولی (سرپرست) کے لیے جائز ہے کہ کم سن لڑکے کو بلوغ تک ریشم کا لباس پہنائے۔

کپڑے میں ریشم کے ساتھ اُون یا سُوت ملا ہوا ہو اور ریشم کی مقدار غالب نہ ہو یعنی نصف سے کم یا نصف تک ہو تو اس کا استعمال مرد کے لیے بھی جائز ہے۔

زیور

طلائی انگوٹھی پہننا مرد کے لیے حرام ہے۔

دانت سونے کے بنانا اور لگانا جائز ہے۔

چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے سنت ہے۔

سونے کے مقدار کی کمی اور زیادتی حرمت میں یکساں ہے۔

عورت کے لیے طلائی انگوٹھی اور دیگر قسم کے زیور بھی جائز ہیں اور چاندی بطورِ اولی جائز ہے۔عورت کے لیے سونے اور چاندی کا مُزرکش لباس پہننا بھی جائز ہےء۔مُزرکش اُس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں طلائی یا نقروی تار یا کلابتو ہو جیسے تار بانا۔

نجاست

نجاست کے معنی مکروہ و غلیظ چیز کے ہیں۔

شرع میں ہر اُس چیز کو نجس کہتے ہیں جس کا کھانا پینا اختیار کی حالت میں تمیز کی سہولت کے ساتھ مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہو۔

نجاست کی حرمت اُس کے احترام یا استقذار یعنی غلیظ سمجھنے کی وجہ سے نہیں ہے، اور نہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بدن یا عقل کو نقصان پہنچاتی ہے۔ مطلقاً میں نجاست کی کثرت اور قلت دونوں داخل ہیں۔

امتیاز کی قید سے وہ صورت نکل جاتی ہے جس میں ضرورت پیش آئے۔ اس لیے کہ ضرورت نجاست کے کھانے پینے اور استعمال کو بھی مباح کر دیتی ہے۔

سہولتِ تمیز کی قید سے وہ مرے ہوئے کیڑے نکل جاتے ہیں جو پھل وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

احترام کی قید سے آدمی کی میّت اور استقذار کی قید سے منی وغیرہ اور نقصان کی قید سے وہ جمادات اور نباتات جو بدن یا عقل کو نقصان پہنچاتے ہیں نکل جاتے ہیں۔

نجاست کا حکم

ہر ایک ملائم چیز جو پیشاب یا پاخانے کے راستے سے نکلے وہ نجس ہے جیسا کہ پیشاب یا پاخانہ اور نادر صورت میں خون اور پیپ۔ آدمی یا حیوان کی منی اس سے مستثنیٰ ہے، کتّے اور سوّر کی منی مستثنیٰ نہیں ہے اور نجس ہے۔

ملائم کی قید سے ہر ایک سخت چیز جس کو معدہ تحلیل اور ہضم نہ کرے نکل جاتا ہے۔ تحلیل اور ہضم نہ ہونے والی چیزیں نجس نہیں ہیں بلکہ نجس شدہ ہیں جو دھونے سے پاک ہو جاتی

ہیں۔

اُس لڑکے کا پیشاب جو غذا کے طور پر کھاتا پیتا نہ ہو اور جس کی عمر دو سال سے کم ہو مستثنی ہے۔ اگر لڑکا بطورِ غذا کھانا کھاتا ہو تو اس کا پیشاب مستثنی نہیں ہے، لڑکی اس حکم میں شامل نہیں ہے۔

وہ حیوان جس میں خون نہ رہتا ہو جیسے مکھی اور چیونٹی وغیرہ، برتن میں گر جائے تو اُس کو نجس نہیں کرتے۔ اگر کیڑے اس قدر کثرت سے گر کر مریں کہ اُس چیز کو متغیر کر دیں تو وہ نجس ہے۔

اگر کیڑے کسی رقیق چیز سے پیدا ہوئے ہوں جیسے پھل اور سر کے کے کیڑے تو وہ نجس نہیں ہوں گے۔

زندہ حیوان پورا پاک ہے، سوائے کتے اور سوّر اور ان جانوروں کے جوان کے ملاپ یا ان میں سے کسی ایک اور پاک حیوان کے ملاپ سے پیدا ہوں۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کیڑا جو نجاست سے پیدا ہو فی نفسہ پاک ہے۔

حیوان کا جزء: جانور کا کوئی حصہ اس کی زندگی میں کاٹا جائے مردار ہے، سوائے کھانے کے لائق جانور کے بالوں کے۔

مُردہ جانور: مرا ہوا جانور پورا نجس ہے سوائے مچھلی، ٹِڈّی اور آدمی کے جو مرنے کے بعد بھی طاہر ہیں۔

مُردار کا چمڑا: مردہ جانور کا چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سوائے کتّے، سوّر اور ان کے ملاپ سے پیدا شدہ جانور کے چمڑے کے جو دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتا۔ مرے ہوئے جانور کی ہڈی اور بال سب نجس ہیں۔ مرے ہوئے جانور کے شکم سے جو بچہ مرا ہوا برآمد ہو وہ بھی مردار ہے۔

آدمی مُردار کے اس حکم سے مستثنی ہے اور مرنے کے بعد بھی اُس کے بال اور میّت سب طاہر ہیں۔

نجاست کی قسمیں

نجاست کی شرعی قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

نجاست مغلظہ: کتے اور سؤر اور ان کے ملاپ سے پیدا شدہ جانوروں کی رطوبت یعنی منی۔

نجاست عینی: وہ نجاست جو آنکھ سے دیکھی جائے یا جس میں ذائقہ، رنگ، بُو یا جسامت ہو۔

نجاستِ حکمی: وہ نجاست جو آنکھ سے نہ دیکھی جائے یا جس میں ذائقہ، رنگ، بُو یا جسامت نہ ہو۔

معفو عنہا نجاست: تھوڑا سا خون اور پیپ جو بدن یا لباس پر ہو معاف ہے۔ اس کے ساتھ نماز ہو سکتی ہے۔

ازالۂ نجاست: بدن، لباس اور برتن جو نجاست مغلظہ سے نجس ہو جائے اُس کو سات دفعہ پاک پانی سے دھونا واجب ہے، جس کے منجملہ ایک دفعہ پاک مٹی استعمال کی جائے۔ اگر گدلے اور جاری پانی میں نجس شدہ چیز کو رکھا جائے تو اس پر پانی کا سات دفعہ گزرنا کافی ہے بغیر رگڑنے کے۔ اگر کتے کی نجاست چھ مرتبہ دھوئے بغیر زائل نہ ہو سکے تو اس چھ دفعہ کو ایک ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا۔

نجاست عینی کو دو مرتبہ دھونا واجب ہے، ایک مرتبہ ازالۂ نجاست کے لیے اور دوسری مرتبہ حدث (وضو یا غسل کی ضرورت) کے لیے۔ لیکن تین مرتبہ دھونا افضل ہے۔ اس طرح دھویا جائے کہ نجاست کی اصل جسامت ختم ہو اور اس کے صفات؛ ذائقہ، رنگ اور بُو ختم ہو جائے۔ رنگ اور بُو دونوں یا ذائقہ باقی رہ جائے تو طہارت حاصل نہ ہوگی۔

نجاست حکمی کی صورت میں ایک مرتبہ دھونا واجب ہے۔ نجس شدہ چیز کے اوپر پانی ڈالنے کی صورت میں تھوڑا پانی بھی کافی ہے۔ برخلاف اس کے کہ نجس شدہ چیز کو پانی میں ڈالا جائے تو وہ اس وقت پاک ہوگی جب کہ پانی زیادہ ہو۔ پانی کی کثرت کی صورت میں

نجس شدہ چیز پر پانی ڈالنے اور نجس شدہ چیز کو پانی میں ڈالنے یا ڈبونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔لڑکے کا پیشاب جو نجاست سے مستثنیٰ ہے، اُس پر پانی کا چھڑکنا کافی ہے۔ چھڑکنے سے مطلب یہ ہے کہ پانی کے بہانے کی قید نہیں ہے۔

نجاست کا دھویا ہوا پانی پاک ہے، بشرطیکہ نجاست اس سے علی حدہ ہو اور پانی غیر متغیر ہو اور اُس کا وزن زیادہ نہ ہوا ہو اور یہ اُس صورت میں جب کہ پانی کی مقدار قلتین سے کم ہو۔اگر پانی کی مقدار قلتین ہو تو صرف تغیر کی شرط ہے۔

استحالہ ایک صفت سے دوسری صفت میں تبدیل ہونے کو کہتے ہیں۔شراب خود سے سرکہ بن جائے تو پاک ہے۔اگر کسی دوسری چیز کی آمیزش سے بنے تو پاک نہیں۔جب شراب پاک ہو جائے تو اس کا برتن بھی شراب کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے۔

حدث

حدث اس حالت کو کہتے ہیں جس کے ہونے سے غسل یا وضو واجب ہوتا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ حدثِ اکبر: حیض اور نفاس

۲۔ حدثِ اوسط؛ جنابت

۳۔ حدثِ اصغر: نواقض وضو اور استحاضہ۔

جنابت کو حدث اکبر میں داخل کر کے حدث کو دو قسموں؛ حدث اکبر اور حدث اصغر میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔

عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والے خون کی قسمیں

خون جو عورت کی شرمگاہ سے نکلتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ **حیض** وہ خون ہے جو سنّ حیض یعنی نو سال یا اس سے زیادہ عمر میں صحت کی حالت میں بغیر کسی بیماری یا زچگی کے نکلتا ہے۔ اُس کا رنگ گہرا سرخ اور سیاہی مائل ہوتا ہے۔

۲۔ **نفاس** وہ خون ہے جو زچگی کے بعد نکلتا ہے، بچے کے ساتھ یا پہلے جو خون نکلتا ہے وہ نفاس نہیں ہے۔

۳۔ **استحاضہ** وہ خون ہے، جو حیض اور نفاس کے دنوں کے علاوہ بیماری کی وجہ سے نکلتا ہے۔

حیض کی مدت

حیض کی مدت کم سے کم ایک دن اور ایک رات ہے یعنی چوبیس گھنٹے مسلسل اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن راتوں کو شامل کر کے اور عام طور پر چھ یا سات دن ہے۔ اگر پندرہ دن

سے زیادہ مدت ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ امام شافعی کا یہ استقراء (متعدد نفوس پر غور کر کے قیاس قائم کرنا) ملک عرب تک محدود ہے۔ اعتماد اس پر ہے کہ ہر ملک کے لیے علی حدہ استقراء کیا جائے۔

نفاس کی مدت

نفاس کی مدت کم سے کم ایک لحظہ یعنی تھوڑا زمانہ ہے اور نفاس کی ابتدا بچے کے جدا ہونے سے ہے۔ نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ ساٹھ دن اور عام طور پر چالیس دن ہے۔ اس بارے میں بھی ہر ملک کے لیے علی حدہ استقراء کی ضرورت ہے۔

طہر مُتَخَلِّل حیضوں کے درمیان کی پاکی کی مدت کو کہتے ہیں۔ اقل مدت طہر پندرہ دن ہے۔

اصح رائے یہ ہے کہ حاملہ عورت کو بھی حیض آ سکتا ہے، اور اس لحاظ سے حیض اور نفاس کے درمیان طہر کی مدت پندرہ دن سے بھی کم ہو سکتی ہے۔ طہر کی اکثر مدت کے لیے کوئی حد نہیں ہے۔ کبھی عورت بغیر حیض کے کسی دن بھی رہ سکتی ہے لیکن حیض کی غالب مدت کے لحاظ سے طہر کی غالب مدت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر حیض کے دن چھ ہوں تو طہر کی مدت چوبیس دن اور حیض کی مدت سات دن ہو تو طہر کی مدت تیئیس (۲۳) دن ہو گی۔

اقلّ عمر جس میں عورت کو حیض آ سکتا ہے نو سال قمری ہے۔

حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت چار سال اور عام طور پر نو مہینے ہے۔ اعتماد اس پر ہے کہ ہر ملک کی عورتوں کی اقل، اکثر اور غالب مدت کے متعلق استقراء کیا جائے۔

حیض اور نفاس کا حکم

حیض اور نفاس کے زمانہ میں نو چیزیں حرام ہیں:

۱۔نماز؛فرض ہو یا نفل اوراسی طرح سجدۂ تلاوت وشکر۔

۲۔قرآن کا چھونا اوراٹھانا،قرآن میں اس کی جِلد اور تھیلی بھی شامل ہے۔

۳۔طواف؛فرض ہو یا نفل۔

۴۔تلاوتِ قرآن۔

۵۔مسجد میں داخل ہونا، جب کہ مسجد کے آلودہ ہونے کا خوف ہو۔

۶۔روزہ؛فرض ہو یا نفل۔

۷۔ جماع؛ جوشخص اضافہ اور کثرتِ خون کے زمانے میں جماع کرے تو اس کے لیے سنت ہے کہ ایک دینار صدقہ کرے اورخون کی کمی کے زمانے میں نصف دینار (دینار طلائی سکہ کا نام ہے جو۲۵ رتّی کا ہم وزن ہوتا ہے یعنی ۳ ماشہ ایک رتّی برابر)

۸۔استمتاع؛عورت کے بدن کے اُس حصے سے لذت حاصل کرنا جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہو۔ناف اور گھٹنے یا ان کے علاوہ کسی دیگر حصہ سے استمتاع حرام نہیں ہے۔

۹۔طلاق۔

حیض اورنفاس کی حالت میں جو روزہ چھوٹ جاتا ہے اس کی قضا کرنا واجب ہے، البتہ چھوٹی ہوئی نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

جنابت کے احکام

غسل کی ضرورت کی حالت میں پانچ چیزیں حرام ہیں:

۱۔نماز؛فرض ہو یا نفل

۲۔قرآن کا چھونا اوراٹھانا

۳۔طواف؛فرض ہو یا نفل

۴۔تلاوتِ قرآن؛ جن آیات کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو،ایک آیت یا ایک حرف، آہستہ آواز سے یا پکار کر۔قرآن کی قید سے تورات اورانجیل خارج ہوگئے۔اذکارِ قرآن کا پڑھنا اذکار کے لحاظ سے حلال ہے،نہ کے تلاوت کے لحاظ سے۔

۵۔ مسجد میں ٹھہرنا، سوائے کسی ضرورت کے، جیسا کہ کسی شخص کو مسجد میں احتلام ہو جائے اور اپنے نفس یا مال کی نسبت خوف ہو اور باہر نہ نکل سکے۔

لیکن مسجد سے گزرنا ٹھہرے بغیر حرام نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی کراہت ہے۔ جنابت والے کا مسجد میں چلنا پھرنا ٹھہرنے کے برابر ہے۔ مسجد کی قید سے مدارس، رباط اور خانقاہ خارج ہیں۔

حدث اصغر کے احکام

وضو کی ضرورت کی حالت میں تین چیزیں حرام ہیں:

۱۔ نماز

۲۔ قرآن کا چھونا اور اٹھانا، سامان کے ضمن میں اس کا اٹھانا جائز ہے، اور ایسی تفسیر کی صورت میں جو قرآن سے زیادہ ہو یا جو درہموں یا دیناروں میں لکھا ہوا ہو۔

لڑکی یا لڑکا جو عقلِ تمیز کی عمر کو پہنچے ہوں، پڑھنے یا سیکھنے کے لیے قرآن اور تختی کو چھونا منع نہیں ہے۔

۳۔ طواف

استحاضہ حدثِ اصغر کے حکم میں داخل ہے۔

متفرق مسائل

حیض اور نفاس کی وجہ سے جو روزہ ادا نہ ہو اُس کی قضا کرنا واجب ہے، لیکن نماز کی قضا کرنا واجب نہیں ہے۔

جنابت کی حالت میں شرمگاہ دھوئے بغیر اور وضو کے بغیر کھانا، پینا، سونا اور جماع کرنا مکروہ ہے۔

حیض اور نفاس کے بند ہونے کے بعد اور غسل سے قبل بھی یہی حکم ہے جو جنابت کی حالت میں ہے۔

استنجاء

استنجاء کے معنی تکلیف دور کرنے کے ہیں اور شرع میں شرم گاہ سے نجاست دور کرنے کو کہتے ہیں۔ شرم گاہ کا لفظ اگلی اور پچھلی دونوں شرم گاہوں کو شامل ہے اور اس طرح لفظِ استنجاء کے معنی میں پیشاب اور پاخانہ دونوں داخل ہیں۔

استنجاء کے احکام

پیشاب اور پاخانہ کی ضرورت دور کرنے کے بعد استنجاء پانی یا ڈھیلے یا اس جیسی کسی جامد طاہر قالع (زائل کرنے والا) اور غیر محترم (ایسی چیزیں جنہیں کوئی احترام نہ ہو) چیز سے واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ نجاست پہلے ڈھیلوں سے صاف کی جائے اور پھر پانی سے۔ واجب یہ ہے کہ تین مرتبہ ڈھیلے استعمال کیے جائیں اور ایک ہی ڈھیلے کے تین کناروں سے بھی ہوسکتا ہے۔ صرف پانی پر یا تین ڈھیلوں پر بھی اکتفا کرنا جائز ہے، بشرطیکہ بدن صاف ہوجائے۔ ورنہ ڈھیلوں کی تعداد کو اس حد تک بڑھایا جائے کہ صفائی حاصل ہوسکے۔

سنت یہ ہے کہ ازالۂ نجاست کے بعد بھی تین مرتبہ ڈھیلا استعمال کیا جائے۔ پانی اور ڈھیلے دونوں میں سے ایک پر اکتفا کرنے کی صورت میں پانی افضل ہے۔ اس لیے کہ پانی عین نجاست اور اُس کے اثر؛ دونوں کو زائل کرتا ہے۔ ڈھیلے سے استنجاء کے شرائط یہ ہیں کہ نکلی ہوئی چیز خشک نہ ہوجائے اور نکلی ہوئی چیز دوسری جگہ منتقل نہ ہوئی ہو، ورنہ پانی کا استعمال ضروری ہوگا۔

استنجاء کے آداب

کھلی جگہ میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے استنجاء کے لیے بیٹھنے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ کھلی جگہ کی تعریف یہ ہے کہ قبلہ کے رخ میں کوئی ساتر (چھپانے والا) حائل نہ ہو یا یہ کہ کوئی ساتر ہو مگر دو تہائی ہاتھ سے بلند نہ ہو، یا بلند ہو لیکن اُس سے تین ہاتھ سے زیادہ

فاصلے پر ہو۔ اس بارے میں عمارت اور کھلی جگہ یکساں ہیں۔ سوائے اس کے کہ عمارت خاص طور پر اس غرض کے لیے بنائی گئی ہو اور اس صورت میں کوئی حرمت نہیں ہے۔

بیت المقدس چوں کہ زمانہ سابق میں قبلہ گردانا گیا تھا اس لیے اس کی طرف منہ یا پشت کرنا بھی مکروہ ہے۔

راکد یعنی ٹھہرے ہوئے پانی میں استنجاء نہ کرنا مندوب ہے۔ جاری پانی اگر قلیل ہو تو اُس میں بھی استنجاء کرنا مکروہ ہے، لیکن کثیر ہو تو کراہت نہیں ہے، لیکن اس سے احتراز اولی ہے۔ نووی کا قول کم پانی کی نسبت حرمت کا ہے، خواہ جاری ہو یا راکد۔

اسی طرح پھل دار درخت کے نیچے، لوگوں کے چلنے کے راستے میں، اور گرما میں سایہ کی جگہ، سرما میں دھوپ کی جگہ، زمین کے سوراخ میں استنجاء کرنا خلافِ ادب ہے۔

استنجاء کے وقت غیر ضروری بات نہ کرنا مندوب ہے، ضرورت کے وقت مکروہ نہیں ہے، بلکہ بعض صورتوں میں جب کہ سانپ کو انسان یا حیوانِ محترم کی طرف جاتا ہوا دیکھے اور نقصان کا اندیشہ ہو تو واجب ہے۔

سورج یا چاند کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ ہے، امام نووی کی رائے یہ ہے کہ پشت کرنا مکروہ نہیں ہے۔

بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت پڑھنے کی دعا

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''

یا اللہ! میں تیرے حضور پناہ مانگتا ہوں شیطان مرد اور عورت کے شر سے، خبیث لوگوں اور صفات سے۔

فراغت کے بعد نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

''غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَذْھَبَ عَنِّیْ الْأَذٰی وَ عَافَانِیْ''۔

میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے میری تکلیف دور کی اور مجھ کو عافیت دی۔

مسواک

مسواک کا حکم

مسواک ہر حال میں مستحب ہے، لیکن روزے کی حالت میں، فرض ہو یا نفل، سورج کے زوال کے بعد سے غروب تک، مسواک کرنا مستحب نہیں ہے، بلکہ مکروہ تنزیہی ہے۔ نووی نے مطلقاً مکروہ نہ ہونے کی رائے دی ہے۔

مسواک کے اوقات

مندرجہ ذیل موقعوں پر مسواک کا استعمال نہایت ہی مستحب اور بہتر ہے:

۱۔ جب کہ منھ میں بو پیدا ہو جائے، زیادہ دیر تک بات نہ کرنے یا نہ کھانے یا مولی، پیاز، لہسن وغیرہ بُو دار چیز کے کھانے سے۔

۲۔ نیند سے بیدار ہونے پر۔

۳۔ فرض یا نفل نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے۔

۴۔ قرآن کی تلاوت کے وقت۔

۵ جب کہ دانتوں میں زردی اور میل پیدا ہو جائے۔

اس کے علاوہ بھی اور مواقع ہیں۔

مسواک کرنے میں نیت سنت ہے۔ ''نویت سنة الاستیاک ''میں سنت مسواک کی نیت کرتا ہوں۔

مسواک کا طریقہ: سیدھے ہاتھ سے مسواک کرے اور منہ کے دائیں جانب سے شروع کرے، مسواک کو نرمی سے تارِک پر اور مسوڑھوں پر بھی پھیرے۔

وضو

وضو کے فرائض

وضو میں چھ چیزیں فرض ہیں:

۱۔ چہرے کا ابتدائی حصہ دھوتے وقت نیت کرنا: ''نَوَیْتُ فَرْضَ الْوُضُوْءِ'' میں نیت کرتا ہوں فرض وضو کی۔ شریعت میں نیت سے مراد ''قَصْدُ الشَّيْئِ مُقْتَرِنًا بِفِعْلِهٖ'' ہے یعنی کسی چیز کا ارادہ عین اُس چیز کے کرتے وقت کرنا ہے۔

۲۔ پورے چہرے کا دھونا: لمبائی میں اوپر سر کے بالوں کے اُگنے کی جگہ تک، اور نیچے داڑھی کے آخری حصہ تک، اور چوڑائی میں دونوں کانوں تک۔ چہرے پر خفیف بال ہوں تو بالوں اور چمڑے تک پانی پہنچانا واجب ہے۔ مرد کی گھنی داڑھی ایسی ہو کہ اس میں اندر کا چمڑا نظر نہ آتا ہو تو داڑھی کا بیرونی حصہ دھونا کافی ہے۔ داڑھی چھدری ایسی ہو کہ اندر کا چمڑا نظر آتا ہو تو چمڑے کا دھونا بھی واجب ہے۔ چہرہ دھوتے وقت سر، گردن اور ٹھوڑی کے نیچے کا کچھ حصہ دھونا ضروری ہے۔

۳۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا: ہاتھوں پر جو بال، غُدود اور زائد انگلیاں اور ناخن ہوں اُن کا دھونا بھی واجب ہے۔ ناخن میں ایسا میل ہو جو پانی کے پہنچانے میں رکاوٹ ہو تو اس کا دور کرنا واجب ہے۔

۴۔ سر کے کچھ حصہ کا مسح کرنا: مسح کے بدلہ سر کا دھونا اور گیلا ہاتھ بغیر حرکت کے سر پر رکھنا بھی کافی ہے۔

۵۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا، خُفّین (دو موزے) کی موجودگی میں مسح پر اکتفا ہوسکتا ہے۔ پاؤں کے دھونے میں بال، غدود اور زائد انگلی بھی داخل ہیں۔

۶۔ترتیب سے وضو کرنا؛اسی ترتیب سے وضو کیا جائے جس کو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ اگر ترتیب میں غلطی کی جائے تو صحیح نہیں۔اگر چاروں اعضاء ایک ہی وقت میں دھوئے جائیں تو صرف چہرہ دھونا شمار ہوگا۔

وضو کی سنتیں

وضو کی سنتیں دس ہیں:

۱۔تسمیہ؛سننِ وضو کی نیت کے ساتھ ہاتھ دھونے کے شروع میں بسم اللہ کہنا، وضو کی نیت یہ ہے: ''نَوَیْتُ سُنَنَ الْوُضُوْءِ ''میں وضو کی سنتوں کی نیت کرتا ہوں۔اقلّ تسمیہ بسم اللہ اور اکمل تسمیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔اگر شروع میں بھول جائے تو وضو کے دوران بھی کہہ سکتا ہے۔وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہنا بے سود ہے۔

تسمیہ کے بعد کہے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا ''۔تمام تعریف اللہ کے لیے ہیں جس نے پانی کو پاک کیا ہے۔

۲۔دونوں ہاتھ پونچے تک تین مرتبہ دھوئے ایسے برتن میں ہاتھ ڈبونے سے پہلے جس میں قلتین سے کم پانی ہو اگر ہاتھوں کی طہارت میں شبہ ہو، ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ہاتھ ڈبونے میں کراہت ہے۔اگر ہاتھوں کی طہارت کی نسبت یقین ہے تو ہاتھ ڈبونے میں کوئی کراہت نہیں۔

۳۔مضمضہ؛مضمضہ کے لیے منہ میں پانی لینا کافی ہے، ہاتھ کا منہ میں پھیرنا اور غرغرہ کرنا لازم نہیں ہے، البتہ یہ اکمل طریقہ ہے۔

۴۔استنشاق؛استنشاق کے لیے ناک میں پانی لینا کافی ہے، پانی کا ناک کے ذریعہ نکپڑوں میں کھینچنا اور پھینکنا اکمل طریقہ ہے۔

مضمضہ اور استنشاق دونوں کو ایک ہی وقت میں ایک ساتھ اور تین چلّو پانی سے کرنا افضل ہے، بہ نسبت اس کے کہ علی حدہ پانی لیا جائے۔

۵۔پورے سر کا مسح کرنا؛سر کے بعض حصہ کا مسح کرنا فرض ہے۔سر سے عمامہ وغیرہ نہ

نکالنا چاہے تو اس کے اوپر بھی مسح کی تکمیل ہوسکتی ہے۔

۶۔ پورے کانوں کا مسح کرنا: اندر اور باہر دونوں جانب جدید پانی سے یعنی سر کے مسح کے لیے لیے ہوئے پانی کے علاوہ سے۔ مسح میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں کلمے کی انگلیاں دونوں کانوں کے سراخوں میں رکھے اور کانوں کے شِکنوں میں پھیرے اور اس کے ساتھ ہی انگوٹھوں کو کانوں کے باہر کے حصے پر پھیرے اور اس کے بعد گیلی ہتھیلی کانوں پر رکھے۔

۷۔ گنجان داڑھی اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا، اگر انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور جوڑ میں پانی آسانی سے نہ پہنچتا ہو تو ان کا خلال کرنا واجب ہے۔ ہاتھوں کا خلال تشبیک سے یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے علی الترتیب ملانے سے ہے۔ پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کرے کہ بائیں ہاتھ کی کَن انگلی داہنے پاؤں کی کَن انگلی کے نیچے ڈالے اور اسی سلسلہ سے بائیں پاؤں کی کَن انگلی پر ختم کرے۔

۸۔ داہنے ہاتھ اور داہنے پاؤں کو بائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں سے پہلے دھوئے، ایسے اعضاء کو جن کے ایک ساتھ دھونے میں سہولت ہے جیسا کہ دونوں رُخسار؛ تقدیم اور تاخیر کا لحاظ رکھے بغیر دونوں کو ایک ہی ساتھ دھوئے۔

۹۔ جملہ طہارت؛ خواہ دھونا ہو یا مسح؛ تین تین بار کرے۔

۱۰۔ موالات یعنی پے در پے کرے؛ اس طرح کہ دو اعضاء کے دھونے میں طویل فصل نہ ہو، ایک عضو کے بعد دوسرے عضو کو اس طرح دھوئے کہ معتدل ہوا، مزاج اور موسم میں پہلا دھویا ہوا عضو خشک نہ ہو جائے۔ موالات سنت اس شخص کے لیے ہے جس کا وضو حدث کے بغیر ہو۔ ضرورت کی صورت میں موالات واجب ہے۔

وضو توڑنے والی چیزیں

وہ اسباب جن کے پائے جانے سے وضو ٹوٹتا ہے اور جن کو اسبابِ حدث بھی کہتے ہیں پانچ ہیں:

۱۔ کوئی چیز پیشاب یا پاخانے کے راستے سے نکلے، پیشاب پاخانہ، خون یا کنکری ہو،

نجس ہو یا طاہر۔

۲۔ غیر متمکن ہیئت میں نیند آئے۔ متمکن نیچے دب کر بیٹھنے کی نشست کو کہتے ہیں۔ غیر متمکن ہیئت میں بیٹھا ہوا سو جائے یا کھڑا ہوا یا چت متمکن ہیئت میں بھی سو جائے تو وضو ٹوٹے گا۔

۳۔ عقل زائل ہو جائے: نشہ، بیماری، جنون یا غشی وغیرہ کی وجہ سے۔

۴۔ کسی نامحرم اور اجنبی مرد اور عورت کے بدن کو راست بغیر کسی حائل کے چھو لینے سے خواہ میت ہی کیوں نہ ہو، اس شرط پر کہ دونوں کی عمر حدّ شہوت کو پہنچی ہو۔

محرم سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ نسب (رشتہ)، رضاعت (دودھ کا رشتہ) یا مصاہرت (رشتۂ نکاح) کی وجہ سے نکاح نہ ہو سکتا ہو۔

۵۔ آدمی کی پیشاب گاہ کے اپنی ہو یا دوسرے کی، مرد کی ہو یا عورت کی، بچے کی ہو یا بڑے کی، زندہ کی ہو یا میت کی، ہتھیلی یا انگلیوں کے باطنی حصے سے چھو لینے سے۔

قول جدید کے اعتبار سے آدمی کی مقعد (پچھلی شرم گاہ) کے حلقہ کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

متفرق مسائل

وضو میں ایک مُدّ یعنی بارہ چھٹانک سے کم پانی صرف نہ کیا جائے۔

وضو کے بعد شہادت دے:

"أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔

موزوں پر مسح

موزوں پر مسح کا حکم

وضو میں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ غسل میں؛ فرض ہو یا نفل؛ موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ اس صورت میں جب کہ خود پاؤں سے نجاست دور کرنا ہو۔

ایک پاؤں کا مسح صحیح نہیں ہے، سوائے اس کہ کہ پاؤں ایک ہی ہو۔

مسح کے جواز کا مطلب یہ ہے کہ پاؤں کا دھونا مسح کرنے سے افضل ہے۔

موزوں پر مسح کی شرطیں

موزوں پر مسح کرنے کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱۔ طہارت کے بعد موزے پہنے۔ ایک پاؤں دھوئے اور ایک موزہ پہنے، پھر دوسرا پاؤں دھوئے تو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح پوری طہارت کے بعد موزے پہنتے وقت اگر حدث (ضرورتِ وضو) ہو جائے تو مسح نہیں ہوسکتا۔

۲۔ موزے ایسے ہوں جو دونوں پاؤں کے اُس حصے کو ڈھانپیں جس کا دھونا فرض ہے۔ دونوں ٹخنے ڈھانپے جائیں، ڈھانپنے سے مراد مانعِ نظر نہیں ہے، موزوں میں کناروں سے ستر ہونا چاہیے، نہ کہ اوپر کے حصے میں۔

۳۔ موزے ایسے ہوں جن کو پہن کر چلنے پھرنے میں سہولت ہو، کوئی دشواری نہ ہو۔

۴۔ موزے پاک ہوں جس کا ذکر مصنف نے نہیں کیا ہے۔

موزوں پر مسح کی مدت

مقیم (قیام کرنے والا) ایک دن اور ایک رات مسح کرسکتا ہے۔ اور مسافر تین دن اور

تین رات۔ مدت اس وقت سے شمار ہوگی جب کہ موزے پہننے کے بعد پہلی مرتبہ وضو ٹوٹے، نہ کہ ابتدائے حدث سے اور نہ مسح کے وقت سے اور نہ موزے پہننے کے وقت سے۔

سفر معصیت کے لیے ہو یا مسافر نہ جانتا ہو کہ کدھر جا رہا ہے تو مقیم کا مسح ہوگا۔

اگر حضر (قیام کی حالت) میں مسح کرے اور سفر پر جائے یا سفر میں مسح کرے اور قیام کرے، قبل اس کے کہ ایک دن اور ایک رات گزرے تو مقیم کے مسح کی تکمیل ہوگی۔

مسح کا طریقہ

مسح میں سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کو پھیلا کر خطوط کی شکل میں کھینچے۔

موزوں پر مسح توڑنے والی چیزیں

موزوں پر مسح تین چیزوں سے ٹوٹتا ہے:

۱۔ موزے نکال دیے جائیں، کسی ایک موزہ کا نکل جانا یا پھٹ جانا بھی کافی ہے۔

۲۔ مدت گزر جائے۔

۳۔ غسل واجب ہو جائے جیسے جنابت، حیض و نفاس وغیرہ۔

غسل

غُسل پیش کے ساتھ نہانے کو اور غَسل زبر کے ساتھ دھونے کو کہتے ہیں۔
شریعت میں ایک خاص نیت سے پورے بدن پر پانی بہانے کو غسل کہتے ہیں۔

غسل واجب کرنے والے امور

وہ امور جن کے وجود میں آنے سے غسل واجب ہوتا ہے چھ ہیں، تین امور مرد اور عورت دونوں کے لیے عام ہیں:

۱۔ مرد اور عورت کی شرم گاہوں کا اس طرح ملنا کہ حشفہ فرج میں غائب ہو جائے۔

۲۔ منی کا نکلنا بغیر جماع کے، بیداری میں یا نیند میں، شہوت سے یا بغیر شہوت کے، ایک قطرہ ہو یا خون کے رنگ میں ہو۔

۳۔ موت؛ شہید اس سے مستثنیٰ ہے۔ شہید کا غسل حرام ہے۔

تین امور عورت کے ساتھ مخصوص ہیں:

۴۔ حیض؛ عورت کا وہ خون جو نو سال کی عمر کو پہنچنے پر نکلتا ہے۔

۵۔ نفاس؛ وہ خون جو ولادت کے بعد نکلتا ہے اور یہ قطعی طور پر غسل واجب کرنے والا ہے۔

۶۔ ولادت۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں:

۱۔ نیت کرنا ''نَوَيْتُ فَرْضَ الْغُسْلِ '' یا کہے: ''نَوَيْتُ رَفْعَ الْجَنَابَةِ '' یا کہے: ''نَوَيْتُ رَفْعَ الْحَدَثِ الْأَكْبَرِ ''۔ میں نیت کرتا ہوں فرض غسل کی یا جنابت کی یا رفعِ حدثِ اکبر کی۔

حیض ونفاس کی صورت میں کہے: ''نَوَيْتُ رَفْعَ حَدَثِ الْحَيْضِ ''یا کہے: ''نَوَيْتُ رَفْعَ حَدَثِ النِّفَاسِ ''۔حدث حیض یا حدث نفاس کے دور کرنے کی نیت کی۔

فرض غسل کے شروع ہی میں یعنی جب کہ بدن کا اوپری حصہ یا نچلا حصہ سب سے پہلے دھویا جائے نیت کی جائے۔ اگر بدن کا کچھ حصہ دھونے کے بعد نیت کرے تو پہلے دھوئے ہوئے حصے کو دوبارہ دھوئے۔

میت کو غسل دیتے وقت نیت کرنا فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے۔

۲۔ اگر بدن پر نجاست ہو تو نجاست دور کی جائے، یہ ابوشجاع کا قول ہے، لیکن وضو اور غسل دونوں میں پہلی شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے بدن سے نجاست دور کی جائے اور اس حکم کی تخصیص یہ ہے کہ بدن پر نجاست ہو۔ اگر بدن پر نجاست نہ ہو تو یہ فرض بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لیے اگر اس فرض کو نکال دیا جائے تو غسل کے دو ہی فرائض رہتے ہیں۔ یہ محمد بن قاسم اور شیخ بیجوری کی رائے ہے۔ طہارت کے عنوان کے تحت نجاست دور کرنے کے ضمن میں احکام کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔

۳۔ بدن کے تمام ظاہری چمڑے پر اور بالوں میں پانی پہنچانا۔ بال گنجان ہو یا چھدرے کوئی فرق نہیں۔ کان کا سوراخ جس قدر نظر آتا ہے اور بدن کی جھریاں، مرد کی شرم گاہ کا وہ حصہ جو چمڑے کے نیچے ہے اور عورت کی شرم گاہ کا وہ حصہ جو قضائے حاجت کے بیٹھتے وقت ظاہر ہوتا ہے اور مقعد کا منفذ؛ ان سب کو پانی پہنچانا واجب ہے۔

غسل کی سنتیں

غسل کی سنتیں پانچ ہیں:

۱۔ تسمیہ؛ اقل تسمیہ بسم اللہ ہے اور اکمل تسمیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

۲۔ غسل سے پہلے وضو کرنا جس میں یہ نیت کرے: ''نَوَيْتُ الْوُضُوْءَ لِسُنَّةِ الْغُسْلِ '' یا کہے: ''رَفْعِ الْحَدَثِ ''میں وضو کی نیت کرتا ہوں غسل کی سنت یا رفع حدث کے لیے۔

۳۔ بدن پر ہاتھ پھیرنا جہاں تک ہاتھ پہنچتا ہو۔

۴۔پے درپے دھونا جس کی صراحت وضو میں کردی گئی ہے۔

۵۔داہنی جانب کو بائیں جانب سے پہلے دھونا۔

ان کے علاوہ دیگر سنتیں بھی ہیں جیسے تین مرتبہ ہر عضو کا انفراداً یا پورے جسم کا ایک ہی وقت میں دھونا اور بالوں میں خلال کرنا۔

مسنون غسل

سترہ غسل مسنون ہیں:

۱۔جمعہ کا غسل اس شخص کے لیے جو جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا چاہے۔غسل کا وقت صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے اور نماز تک رہتا ہے۔

۲۔میت کو نہلانے کے بعد غسل دینے والے کے لیے غسل۔میت مسلمان کی ہو یا کافر کی۔

۳۔۴۔عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا غسل؛ان میں نماز کی حاضری یا غیر حاضری کی قید نہیں ہے،اس کا وقت آدھی رات سے شروع ہوتا ہے اور غروب تک رہتا ہے۔

۵۔استسقاء کا غسل یعنی پانی کے لیے دعا کرنے کے لیے غسل۔

۶۔سورج گہن کا غسل

۷۔چاند گہن کا غسل

۸۔کافر جب اسلام لائے

۹۔۱۰۔مجنون یا بے ہوش کو جب ہوش آئے

۱۱۔حج کی نیت کرتے وقت؛بالغ یا غیر بالغ،مجنون یا عاقل،طاہر یا حیض والی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۱۲۔مکے میں داخل ہوتے وقت

۱۳۔وقوفِ عرفہ کے وقت،نویں ذی الحجہ کو

۱۴۔وقوف معشر الحرام کے لیے، یہ شربینی کا قول ہے اور اعتماد اسی پر ہے، ورنہ

ابوشجاع نے مزدلفہ میں رات گزارنے کے لیے غسل کو مسنون کہا ہے جو ضعیف ہے۔

۱۵۔۱۶۔ تین جُمروں کو کنکریاں مارتے وقت۔ تشریق کے تین دنوں میں ہر روز کے رمی جمار کے لیے ایک غسل کرے، لیکن یوالنحر میں رمی جمرۂ عقبہ کے لیے غسل نہ کرے، چوں کہ یہ غسل وقوف عرفہ کے غسل کے قریب زمانہ میں ہے۔

۱۷۔ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت

بیجوری کی رائے میں مزدلفہ میں رات گزارنے اور طواف کے مسنون غسل نہیں ہیں۔

متعدد غسل ایک ہی قسم کے ہوں تو ایک کی نیت کافی ہے، اگر دو مختلف نوعیت کے غسل جمع ہوں جیسے غسلِ جنابت اور جمعہ کا غسل تو دونوں کی نیت کی جائے، نیت میں تکرار ہوگی لیکن غسل ایک ہی ہوگا۔

اگر غسل نہ کیا جاسکے تو غسل کے بدل کی نیت کے ساتھ تیمّم کیا جائے۔

تیمّم

تیمّم کے معنی قصد اور ارادے کے ہیں اور شریعت میں خاص شرائط پر وضو، غسل یا کسی عضو کو دھونے کے بدلے چہرے اور ہاتھوں کو پاک مٹی پہنچانے کے ہیں۔

تیمّم کے شرائط

تیمّم کی پانچ شرطیں ہیں:

۱۔سفر یا بیماری کا عذر ہو

۲۔نماز کا وقت شروع ہو؛ نماز کا وقت ہونے پر تیمّم کرنا چاہیے، وقت ہونے سے پہلے تیمّم صحیح نہیں ہے۔

۳۔پانی کی تلاش؛ نماز کا وقت ہونے کے بعد خود سے یا کسی دوسرے شخص کو حکم دے کر پانی تلاش کیا جائے، اپنے مسکن میں اور اپنے ساتھیوں کے پاس پانی تلاش کیا جائے۔ اگر تنہا ہو اور مسطح زمین ہو تو چاروں طرف نظر دوڑائی جائے۔نشیب و فراز کے مقام پر حدِ نظر تک تردد کیا جائے۔

۴۔پانی کا استعمال اس طرح دشوار ہو کہ جان جانے یا کسی عضو کے بے کار ہو جانے کا خوف ہو۔عذر میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ پانی قریب ہو لیکن اس کی طرف جانے میں جان کو درندے یا دشمن سے نقصان پہنچنے یا مال کو چور یا غصب کرنے والے کی طرف سے نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو، اور پانی کے حاصل ہونے کے بعد پانی کی ضرورت محترم جانور کے لیے ہو، محترم وہ جانور جس کا قتل جائز نہ ہو۔

۵۔مٹی پاک ہو، اور پاک کرنے والی ہو، گیلی نہ ہو، اس لیے کہ گیلی مٹی جسم کو چمٹ جاتی ہے، اور اس میں غبار ہو۔اگر چونا یا آٹا وغیرہ ملا ہوا ہو تو جائز نہیں۔ایسی ریت سے تیمّم

ہوسکتا ہے جس میں غبار ہو۔ مٹی کی شرط سے چونے کا کنکر اور ٹھیکری کا بُرادا خارج ہوجاتا ہے۔ طاہر کی قید سے نجس مٹی خارج ہوجاتی ہے۔ مستعملہ یعنی اُس مٹی سے تیمّم صحیح نہیں ہے جو نجاست کے ازالہ میں استعمال کی گئی ہو۔

تیمّم کے فرائض

تیمّم میں چار چیزیں فرض ہیں:

۱۔ نیت کرنا؛ "**نَوَيْتُ اِسْتِبَاحَةَ فَرْضِ الصَّلَاةِ أَوْ حَمْلِ الْمُصْحَفِ أَوْ غَيْرِهِ**" میں نیت کرتا ہوں فرض نماز یا مصحف اٹھانے کے مباح ہونے کی۔

فرض نماز کی نیت سے تیمّم کرنے کے بعد نفل پڑھی جاسکتی ہے، البتہ نفل نماز کی نیت سے تیمّم کرنے کی صورت میں فرض نہیں پڑھی جاسکتی۔ اسی طرح مطلق نماز کی نیت کی گئی ہو تو فرض نہیں پڑھی جاسکتی۔

ہاتھ پر مٹی لیتے وقت تیمّم کی نیت کرنا اور چہرے کے مسح کے شروع تک جاری رکھنا واجب ہے۔ مٹی لینے کے بعد حدث (وضو کی ضرورت) پیش آئے تو دوبارہ نیت کرے۔

۲۔ چہرے کا مسح کرنا

۳۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا

چہرے کے مسح اور ہاتھوں کے مسح کے لیے علی حدہ مٹی پر ہاتھ مارنا بھی فرض ہے، مٹی ایسی ہو کہ مٹی پر ہاتھ رکھنے پر ہاتھ کو مٹی لگے تو کافی ہے، مٹی پر ہاتھ مارنا ضروری نہیں۔

۴۔ ترتیب یعنی پہلے چہرے کا مسح اور بعد میں ہاتھوں کا مسح۔ ترتیب قائم نہ رہے تو تیمّم صحیح نہ ہوگا۔

تیمّم کی سنتیں

تیمّم کی سنتیں تین ہیں:

۱۔ تسمیہ (تسمیہ کے لیے وضو کی سنتوں میں دیکھا جائے)

۲۔ داہنے ہاتھ کا مسح بائیں ہاتھ سے پہلے کرنا اور چہرے کے اعلیٰ حصے کا مسح اسفل حصے سے پہلے کرنا۔

۳۔ پے در پے مسح کرنا جس کی وضو کے بیان میں صراحت کی گئی ہے۔

تیمّم کی دیگر سنّتیں یہ ہیں:

مٹی پر پہلی مرتبہ ہاتھ مارتے وقت انگوٹھی کا نکال دینا، لیکن دوسری مرتبہ مارتے وقت انگوٹھی کا نکالنا واجب ہے، اس لیے کہ ہاتھ کے مسح میں انگوٹھی کے نہ نکالنے کی وجہ سے کمی رہ جاتی ہے۔

تیمّم کو باطل کرنے والے امور

وہ امور جن کے پیش آنے کی وجہ سے تیمّم ٹوٹتا ہے تین ہیں:

۱۔ نواقضِ وضو: ان امور سے جن سے وضو ٹوٹتا ہے۔

۲۔ پانی نظر آنے سے جب کہ نماز میں نہ ہو۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا گیا ہو اور نماز شروع کرنے سے پہلے پانی نظر آجائے یا پانی ملنے کا گمان پیدا ہو تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ چوں کہ مقیم کی فرض نماز پانی کی عدمِ دستیابی کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی اس لیے اگر مقیم تیمّم کر کے فرض نماز پڑھ رہا ہو اور پانی دستیاب ہو جائے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ مسافر یا مریض کی نماز پر، فرض ہو یا نفل، پانی کی دستیابی کا کوئی اثر نہیں۔

۳۔ ارتداد (نعوذ باللہ) کوئی شخص مرتد ہو جائے اور اسلام سے منحرف ہو جائے۔

جبیرہ کے مسائل

جبیرہ اس پٹی کو کہتے ہیں جو ٹوٹی ہوئی ہڈی کے جوڑنے کے لیے باندھی جاتی ہے۔ اس میں زخم کی دوسری پٹیاں اور پھاہے بھی شامل ہیں۔

اگر کسی عضو پر پانی کا استعمال ممنوع اور حرام ہو اور اس عضو پر ساتر پٹی نہ ہو تو تیمّم کرنا اور صحیح اعضاء کا دھونا دونوں واجب ہیں، جنابت کی صورت میں ان دونوں کے درمیان کوئی ترتیب نہیں ہے، لیکن حدث کی صورت میں تیمّم اس وقت کرے جب کہ علیل عضو کے

دھونے کا وقت آئے۔ اگر علیل عضو اعضائے تیمّم میں سے نہ ہو اور اس پر طہارت کی حالت میں یعنی حدث اکبر اور حدث اصغر کے علاوہ حالت میں ساتر یعنی پٹی باندھی گئی ہو اور پٹی کے نکالنے سے نقصان کا خوف ہو تو پٹی پر پانی سے مسح کرے اور تیمّم کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کے اعادہ (دوبارہ پڑھنے) کی ضرورت نہیں ہے، ورنہ دیگر شکلوں میں نماز کا اعادہ کرے۔ روضہ میں امام نووی نے یہ رائے ظاہر کی ہے اور یہی قول معتمد ہے۔

پٹی باندھنے میں شرط یہ ہے کہ پٹی میں عضو صحیح کا صرف اسی قدر حصہ لیا جائے جس کی دوا کے لگانے، پٹی کے چمٹانے یا کپڑے کے باندھنے کی ضرورت ہو۔

متفرق مسائل

ہر فرض نماز کے لیے علی حدہ تیمّم کیا جائے، دو فرض نمازوں کو ایک تیمّم سے ادا نہ کیا جائے اور نہ دو فرض طوافوں کو، یا نماز اور طواف کو، اور نہ جمعہ اور اس کے خطبے کو۔

ایک تیمّم سے جتنے نوافل چاہیں ادا کیے جائیں۔

عورت اپنے شوہر کے جماع کے جائز ہونے کے لیے تیمّم کر سکتی ہے، ایک تیمّم سے ایک سے زیادہ جماع جائز ہے۔

تیمّم میں حائضہ بھی جنبی کے حکم میں ہے۔

صلاۃ یعنی نماز

صلاۃ کے معنی دعا کے ہیں اور شریعت میں ان اقوال اور افعال کو صلاۃ کہتے ہیں جو خاص شرایط کے ساتھ تکبیر سے شروع ہوکر سلام پر ختم ہوتے ہیں۔

فرض نمازیں

فرض نمازیں پانچ ہیں: صبح، ظہر (پہلی نماز جو اسلام میں فرض ہوئی وہ ظہر ہے)، عصر، مغرب اور عشاء۔

ہر ایک نماز اوّل وقت ہی فرض ہوجاتی ہے، اور اس کی فرضیت اس وقت تک جاری رہتی ہے جس وقت تک اُس نماز کے پڑھنے کی گنجایش ہے۔

صبح کی نماز

صبح کی نماز کے پانچ اوقات ہیں:

۱۔ وقتِ فضیلت اول وقت ہے؛ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد۔

۲۔ اختیاری وقت: صبح کی روشنی نکلنے تک ہے۔ (یہ وقت امام ابوحنیفہ کے نزدیک مستحب ہے)

۳۔ وقتِ جواز بلا کراہت؛ سرخی نمودار ہونے تک ہے۔

۴۔ وقتِ جواز مع کراہت؛ سورج کے طلوع کے قریب تک ہے۔

۵۔ وقتِ تحریم؛ ایسا تنگ وقت ہے جب کہ نماز کی گنجائش نہ رہے۔

صبح میں دو رکعت فرض ہیں۔

ظہر کی نماز

ظہر کی نماز کے چھ اوقات ہیں:

۱۔وقتِ فضیلت: سورج کے زوال کے بعد اول وقت ہے یعنی سورج کے انتہائی اوپر آنے کے بعد جب سایہ مشرق کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور وقتِ فضیلت کی مقدار اُسی قدر ہے جتنی کہ وضو وغیرہ کی تکمیل اور نماز کی ادائی کے لیے ضرورت ہے۔

۲۔وقتِ اختیاری

۳۔وقتِ جواز بلا کراہت؛ دونوں کا وقت وقتِ فضیلت کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور وقتِ فضیلت کے ختم ہونے کے بعد اس وقت تک جاری رہتا ہے جب کہ نماز کی گنجائش رہے۔

۴۔وقتِ حرمت: وہ آخری وقت ہے جب کہ نماز کی گنجائش نہ رہے، جب کہ ہر چیز کا سایہ اصلی کے علاوہ اُس کے مثل کے برابر ہوجائے۔سایہ اصلی کو سایہ زوال بھی کہتے ہیں، اور سایہ مثل جس چیز سے سایہ ناپا جائے اُس کے طول کے برابر سایے کو کہتے ہیں۔

۵۔وقتِ ضرورت: وہ آخرِ وقت ہے جب کہ رکاوٹیں زائل ہوجائیں اور صرف تکبیر کہنے کے بقدر یا اس سے زیادہ وقت باقی رہے۔

۶۔وقتِ عذر؛عصر کا وقت ہے جب کہ جمع میں تاخیر کی جائے۔(نمازِ قصر میں اس کی تفصیل موجود ہے)

ظہر میں وقتِ جواز بکراہت نہیں ہے۔

ظہر میں چار رکعت فرض ہیں۔

عصر کی نماز

عصر کی نماز کے چھ اوقات ہیں:

وقتِ فضیلت: اول وقت ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ، سایۂ اصلی کے علاوہ اس کے مِثل سے زیادہ ہوجائے۔

۲۔وقتِ اختیاری؛ دومثل کے سائے تک ہے۔
۳۔وقتِ جواز بلا کراہت: دومثل کے سائے سے سورج میں زردی آنے تک ہے۔
۴۔وقتِ جواز بکراہت: سورج کے غروب تک ہے۔
۵۔وقتِ تحریم: جب کہ اس قدر تاخیر کی جائے کہ نماز کی گنجایش باقی نہ رہے۔
۶۔وقتِ عذر: ظہر کی نماز کا وقت ہے جب کہ جمع میں تقدیم کی جائے۔(نمازِ قصر میں اس کی تفصیل موجود ہے)
عصر میں چار رکعت فرض ہیں۔

مغرب کی نماز

مغرب کا وقت سورج کے پورے حلقے کے غروب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر شعاعیں باقی رہ جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔مغرب کے پانچ اوقات ہیں:
۱۔۲۔۳۔جن میں سے وقتِ فضیلت، وقتِ اختیاری اور وقت جواز بلا کراہت تینوں ایک ساتھ ہیں، اس اندازے سے کہ اذان دی جائے، وضو یا تیمّم کیا جائے، کپڑے پہنے جائیں، نماز کے لیے اقامت کہی جائے اور بشمول سنت پانچ رکعتیں پڑھی جائیں۔اس قدر زمانہ گزر جائے تو تینوں اوقات گزر جائیں گے۔
۴۔وقتِ جواز بکراہت: اِس کے بعد سے شفق کی سرخی غایب ہونے تک ہے۔
۵۔وقتِ عذر: عشاء کا وقت ہے جب کہ جمع میں تاخیر کی جائے۔
مغرب میں تین رکعت فرض ہیں۔

عشاء کی نماز

عشاء کا وقت شفق کی سرخی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔جن ممالک میں شفق غائب نہیں ہوتی وہاں کے باشندوں کے لیے عشاء کا وقت سورج کے غروب ہونے سے اتنی دیر کے بعد شروع ہوگا جب کہ قریب کے ممالک میں شفق غائب ہو جائے۔

عشاء کے چار اوقات ہیں:

۱۔وقتِ فضیلت اول وقت ہے۔

۲۔وقتِ اختیاری: ایک تہائی رات گزرنے تک ہے۔

۳۔وقتِ جواز بلا کراہت صبحِ کاذب تک ہے۔

۴۔وقتِ جواز بکراہت صبحِ کاذب سے صبحِ صادق تک ہے۔

۵۔وقتِ تحریم وہ آخر وقت ہے جب کہ نماز کی گنجایش باقی نہ رہے۔

۶۔وقتِ عذر مغرب کا وقت ہے جب کہ جمع میں تقدیم کی جائے۔

عشاء میں چار رکعت فرض ہیں۔

صبحِ کاذب یا صبحِ اول؛ صبح کے اُس وقت کو کہتے ہیں جب کہ روشنی آسمان میں طول میں یعنی مشرق سے آسمان کی بلندی کی طرف جاتی ہے اور پھر اُس کے زایل ہونے کے بعد تاریکی چھا جاتی ہے۔

صبحِ صادق: اُس وقت کو کہتے ہیں جب کہ صبحِ کاذب کی تاریکی کے بعد روشنی آسمان میں اُفق (آسمان کے کنارے) میں عرض میں مشرق سے شمال اور جنوب دونوں طرف پھیلتی ہے۔

سنت نمازیں

سنت نمازیں پانچ ہیں:

۱۔عید الاضحیٰ

۲۔عید الفطر

۳۔کسوفِ شمس (سورج گرہن)

۴۔خسوفِ قمر (چاند گہن)

۵۔استسقاء کی نماز

ان کی فضیلت اسی ترتیب سے ہے اور ان میں جماعت بھی مطلوب ہے۔

سننِ تابعہ یاسنن راتبہ

سنت نمازیں جوفرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں دس رکعت موکدہ ہیں؛ دو فجر کی نماز سے پہلے، دوظہر کی نماز سے پہلے اور دو بعد، دومغرب کی نماز کے بعد اور دو عشاء کی نماز کے بعد۔

وتر کی نماز

وتر کی کم سے کم تعداد ایک رکعت ہے، اور ادنی کمال تین رکعتیں ہیں اور اکثر گیارہ رکعتیں ہیں، اس کا وقت عشاء کی نماز اور صبح صادق کے درمیان ہے۔ اگر عشاء کی نماز سے قبل عمداًیاسہواًوتر پڑھی جائے تو شمار نہ ہوگی۔

دس رکعت سنت موکدہ کے علاوہ بارہ رکعت غیر موکدہ ہیں: دورکعت ظہر سے پہلے اور دورکعت بعد میں، چار رکعت عصر سے پہلے، دورکعت مغرب سے پہلے، دورکعت عشاء سے پہلے۔ سنت نمازوں میں جمعہ بھی ظہر کی طرح ہے۔

نفل موکدہ نماز

وہ نفل نمازیں جوفرض کے تابع نہیں ہیں اور جن کی تاکید ہے تین ہیں:

تراویح کی نماز

رمضان کی ہر رات میں تراویح کی نماز کی بیس رکعتیں ہیں اور اس میں دس سلام اور پانچ ترویحات ہیں۔ ہر دو رکعتوں کے لیے علحدہ تراویح کی یا قیام رمضان کی نیت کی جائے۔ چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا صحیح نہیں ہے، تراویح کا وقت عشاء کی نماز اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔

صلاۃ الضحیٰ چاشت کی نماز

کم سے کم دورکعت اور زیادہ آٹھ رکعت ہیں۔ اس کا وقت سورج کے بلند ہونے سے

زوال تک ہے۔ابوشجاع نے اکثر تعداد بارہ رکعت لکھا ہے۔مگر یہ قول ضعیف ہے۔ابن حجر کا قول ہے کہ اکثر تعداد آٹھ ہے۔اور صحیح یہی ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔

صلاۃ اللیل: رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز

کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔

رات کی مطلق نماز دن کی مطلق نماز سے افضل ہے۔ درمیانی شب میں نفل افضل ہے، پھر رات کے آخری پہر میں۔

نفل غیر موکد

نفل نمازیں جن کی تاکید نہیں ہے چار ہیں:

۱۔تحیۃ المسجد کی دو رکعت ہیں، مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھ جانے یا زیادہ دیر تک کھڑے رہنے سے یہ نماز فوت ہو جاتی ہے۔

۲۔سنت وضو کی بھی دو رکعت ہیں۔

۳۔صلاۃ التسابیح کی چار رکعتیں ہیں جن میں تین سو مرتبہ تسبیح ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ '' پڑھی جاتی ہے۔قراءت کے بعد پندرہ مرتبہ، رکوع اور اعتدال میں دس دس مرتبہ اور اسی طرح سجدوں اور سجدوں کے درمیان کے جلسہ اور جلسہ استراحت (پہلی رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد اور دوسری رکعت کے قیام سے قبل کا جلسہ) ہر ایک میں دس دس مرتبہ اور اس طرح پچھتر (۷۵) مرتبہ دوسری رکعت میں بھی، مگر فرق یہ ہے کہ دس مرتبہ تسبیح جو جلسہ میں پڑھی جاتی ہے وہ تشہد سے قبل پڑھی جائے گی اور اسی طرح آخری دونوں رکعتیں پڑھی جائیں گی۔

دن میں چاروں رکعت کا ایک سلام کے ساتھ اور رات میں دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

۴۔صلاۃ الاستخارہ کی دو رکعتیں ہیں۔ استخارہ نیکی طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ پہلی

رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھے، سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:

’’اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُکَ بِعِلۡمِکَ ، وَاَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ، وَاَسۡأَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ، فَاِنَّکَ تَقۡدِرُوَلَااَقۡدِرُ، وَتَعۡلَمُ وَلَااَعۡلَمُ، وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ، اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَخَیۡرٌلِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ، فَاقۡدُرۡہُ لِیۡ، وَیَسِّرۡہُ لِیۡ، ثُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِیۡہِ، اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَشَرٌّلِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ فَاصۡرِفۡہُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡہُ، وَاقۡدُرۡلِیَ الۡخَیۡرَحَیۡثُ کَانَ، ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِہٖ‘‘.

اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں، اور تیری قدرت کے واسطے سے تجھ سے طاقت طلب کرتا ہوں، اور تیرے عظیم فضل کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیوں کہ تو قادر ہے، اور مجھ میں قدرت نہیں، تو جانتا ہے اور مجھے کچھ بھی علم نہیں، تو پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میری آخرت میں بہتری کا باعث ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما، اور میرے لیے اس کو آسان فرما، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میری آخرت میں شر کا باعث ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے، اور بھلائی جہاں کہیں بھی ہو اس کو میرے لیے مقدر فرما دے، پھر اس سے مجھ کو راضی فرما۔

پھر اپنی حاجت بیان کرے اور امید وبیم کی حالت میں رہے۔ اگر دل میں اُس کام کے کرنے کا ارادہ پیدا ہوا تو کرے اور نہ کرنے کا ارادہ ہوا تو نہ کرے اور اگر کوئی ارادہ ہی پیدا نہیں ہوا تو نمازِ استخارہ کا اعادہ کرتا رہے جب تک کہ ارادہ پیدا ہو۔

نماز فرض ہونے کی شرطیں

نماز فرض ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں:

ا۔اسلام؛ کافر پر نماز واجب نہیں ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد سابقہ نمازوں کی قضا بھی واجب نہیں ہے، لیکن مرتد پر نماز واجب ہے اور اسلام کی طرف دوبارہ آنے کے بعد سابقہ نمازوں کی قضا بھی واجب ہے۔

۲۔بلوغ: بچوں پر نماز واجب نہیں ہے، لیکن سات سال کی عمر ہونے کے بعد نماز نہ پڑھے تو اُس کو ضرب و تادیب کی جائے گی۔

۳۔عقل؛ مجنون پر نماز فرض نہیں ہے۔''اَلْعَقْلُ حَدُّ التَّكْلِيْفِ''، یعنی عقل مکلّف بنانے کی حد ہے۔

نماز صحیح ہونے کی شرطیں

علامت اور نشانی کو شرط کہتے ہیں اور شریعت میں اُس چیز کو شرط کہتے ہیں جس پر اُس چیز کی صحت موقوف ہو اور وہ چیز خود اُس کی جزء نہ ہو۔اس قید سے رکن نکل جاتا ہے، اس لیے کہ رکن جزء ہے۔نماز صحیح ہونے کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

ا۔ بدن اور لباس کی طہارت

۲۔ستر

۳۔ پاک جگہ

۴۔نماز کے وقت کا علم

۵۔استقبالِ قبلہ

ا۔طہارت حدث اکبر اور اصغر سے قدرت کی صورت میں لیکن فاقد الطھورتین (وہ شخص جس کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں، اُس کی نماز بھی صحیح ہوتی ہے، مگر اُس نماز کا اعادہ واجب ہے) بدن۔لباس اور جائے نماز نجاست سے پاک ہو۔نجاست سے مراد یہاں وہ نجاست ہے جو معفو عنہا یعنی معاف نہیں ہے۔

۲۔سترِ عورت؛ قدرت کی صورت میں اگرچہ کہ تنہائی اور تاریکی ہو، ستر ایسی چیز سے ہو جس سے بدن کا رنگ ظاہر نہ ہو۔ بدن کی جسامت ظاہر ہو تو مضائقہ نہیں جیسے کہ چست

اور تنگ پاجامے کے پہننے سے، لیکن یہ مکروہ ہے۔ اگر ستر سے عاجز ہوتو ننگا نماز پڑھے اور اس نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ سترِ عورت نماز کے علاوہ میں بھی واجب ہے، خواہ لوگوں کی نظر میں ہو یا تنہائی میں۔ دھونے وغیرہ کی ضرورت میں جائز ہے، لیکن اپنی نظر سے سترِ عورت واجب نہیں ہے۔ البتہ بغیر ضرورت کے اُس کی طرف نظر کرنا مکروہ ہے۔ مرد کو بدن کے اس حصہ کو ڈھانپنا چاہیے جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ اور عورت کو چہرے اور ہاتھ کے پنجوں کے علاوہ پورا بدن ڈھانپنا چاہیے۔

عورت کے معنی نقص اور کمی کے ہیں اور شریعت میں اس کا اطلاق بدن کے اس حصہ پر ہوتا ہے جس کا ستر نماز میں واجب ہے۔

۳۔ پاک جگہ: اگر قیام، قعود، رکوع یا سجود میں بدن یا لباس کا کوئی حصہ نجاست سے ملحق ہو جائے تو نماز صحیح نہیں ہوتی۔

۴۔ نماز کے وقت کا علم: نماز کا وقت ہونے کا علم یا غالب گمان اجتہاد کی بناء پر ہو۔ اگر بغیر علم کے نماز پڑھے اور وہ واقعۃً نماز کا وقت ہو تو بھی نماز صحیح نہ ہوگی۔

۵۔ استقبالِ قبلہ یعنی کعبہ کی طرف رخ کرنا۔ قبلہ کی طرف سینہ کرنا بصورتِ قدرت شرط ہے۔ نماز میں استقبالِ قبلہ کا ترک دو حالتوں میں جائز ہے:

۔ خوف کی شدت میں مباح جنگ یا دیگر خوف کی وجوہات کے سبب، نماز فرض ہو یا نفل

۔ نفل نماز میں سواری پر سفر کرنے کی صورت میں بشرطیکہ سفر مباح ہو، اگرچہ کہ مختصر ہو۔

جو شخص چوپائے پر سوار ہو اُس پر واجب نہیں ہے کہ پیشانی زین پر رکھے بلکہ رکوع اور سجدہ کے لیے اس کا صرف اشارہ کرنا کافی ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ سجدوں کا اشارہ رکوع کے اشارے کے مقابلہ میں زیادہ پست ہوگا۔ پیادہ شخص تکبیرہ تحریمہ، رکوع، سجود اور جلوس بین السجدتین (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے) کو قبلہ کے رخ میں ادا کرے اور قیام، اعتدال، تشہد اور سلام کی حالت میں چلے۔

نماز کے ارکان

رکن کے معنی ستون اور سہارے کے ہیں۔

اور شریعت میں رکن اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کسی چیز کی صحت موقوف ہو اور وہ اس کا جزء بھی ہو۔

نماز میں ارکان اور وضو میں فرائض سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کے افعال کی تفریق جائز نہیں ہے۔ بخلاف وضو کے افعال کے جن میں ایک حد تک تفریق جایز ہے۔

نماز کے ارکان سترہ ہیں:

۱۔ نیت: نیت سے مراد ''قَصْدُ الشَّیْئِ مُقْتَرِنًا بِفِعْلِهٖ''، یعنی کسی چیز کا ارادہ کرنا عین اُس چیز کے کرنے کے وقت۔

اس ارادے کا مرکز قلب ہے۔ اگر نماز فرض ہو تو تین چیزیں واجب ہیں؛ فرضیت کی نیت، نماز پڑھنے کا قصد اور تعین کہ نماز فجر ہے یا ظہر۔ اگر نماز نفل موقّتی ہے جیسے راتبہ اور نفل سببی جیسے استسقاء ہو تو دو چیزیں واجب ہیں؛ نماز پڑھنے کا قصد اور تعین، نفل کی نیت کرنا واجب نہیں ہے۔

نیت یہ ہے: ''نَوَیْتُ فَرْضَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَکَعَاتٍ مُسْتَقْبِلاً إِلَی الْکَعْبَةِ تَابِعًا لِلْإِمَامِ لِلّٰهِ تَعَالٰی'' (میں نیت کرتا ہوں فرض ظہر کی چار رکعتوں کی کعبہ کی طرف رُخ کر کے امام کے تابع ہو کر اللہ تعالی کے لیے)

خط کشیدہ الفاظ ہر نماز کے لحاظ سے تبدیل ہوں گے۔

۲۔ قیام قدرت کی صورت میں۔ قیام سے عاجز ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور نشست میں افتراش افضل ہے۔ (سنتوں میں افتراش کی ہیئت کا تذکرہ ہے)

۳۔ تکبیر تحریمہ: اس تکبیر کو کہتے ہیں جو نیت کے ساتھ ہی کہی جاتی ہے، تکبیر کا صیغہ ''اللہ اکبر'' ہے۔ جو شخص ان الفاظ کو ادا کرسکتا ہے، اس کو چاہیے کہ ان ہی الفاظ کو ادا کرے۔ اس کے برعکس ''اکبر اللہ'' یا ''الرحمٰن اکبر'' وغیرہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ جو شخص ان عربی

الفاظ کو ادا نہ کرسکتا ہو اُس کا ترجمہ جس کسی زبان میں چاہے عربی الفاظ کے سیکھنے تک کہہ سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ معنی میں تجاوز نہ کرے۔ ان عربی الفاظ کا سیکھنا بھی واجب ہے۔

۴۔ سورہ فاتحہ کی تلاوت: جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی ایک آیت ہے۔ سورہ فاتحہ کی تلاوت ہر ایک رکعت میں واجب ہے؛ نماز سری ہو یا جہری، امام ہو یا ماموم، مقتدی ہو یا منفرد۔ سورہ فاتحہ کے حروف اور تشدیدوں کی رعایت بھی واجب ہے۔ ایک حرف یا تشدید ترک ہو جائے یا کوئی حرف دوسرے حرف سے بدل جائے تو تلاوت صحیح نہ ہوگی، اور سورہ فاتحہ کا اعادہ واجب ہوگا۔ اور ترتیب کے ساتھ آیتیں مقررہ سلسلہ سے بغیر فصل کے پڑھنا بھی واجب ہے، جس سے تنفس کی مقدار مستثنیٰ ہے۔ اگر سورہ فاتحہ کے اثناء میں کوئی ذکر کرے جیسا کہ چھینکنے پر الحمد للہ کہے تو بھی سورہ فاتحہ میں فصل مانا جائے گا، بجز اس کے کہ ذکر کا تعلق نماز کی مصلحت سے ہو جیسا کہ ماموم اپنی سورہ فاتحہ کے اثناء میں امام کی تلاوت پر آمین کہے۔ اس سے فاتحہ میں فصل نہیں ہوگا۔

کوئی شخص سورہ فاتحہ نہ جانتا ہو اور استاذ نہ ملنے کی وجہ سے سیکھ بھی نہ سکے اور قرآن کی دوسری آیتیں جانتا ہو تو سات مسلسل یا متفرق آیتیں پڑھے۔ قرآن کچھ بھی نہ جانتا ہو تو اس کے بدلے ذکر کرے، اگر قرآن اور ذکر بھی اچھی طرح نہ جانتا ہو تو اتنی دیر تک کھڑا رہے جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جا سکے۔

۵۔ رکوع: اقلِ رکوع قیام کرنے والے کے لیے جو رکوع کرنے پر قدرت رکھتا ہو، اور جس کی خِلقت معتدل ہو، اور جس کے دونوں ہاتھ اور گھٹنے سلامت ہوں، یہ ہے کہ اس قدر جھکے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں کو پہنچیں۔ اگر اس طرح رکوع پر قادر نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جھکے اور پلکوں سے اشارہ کرے، اور اگر جھک ہی نہ سکے تو سر سے اشارہ کرے۔

اکمل رکوع یہ ہے کہ پیٹھ اور گردن تختی کی طرح ہو جائیں، گھٹنے سیدھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنے پکڑے۔

۶۔ طمانینت: رکوع میں طمانینت حرکت کے بعد سکون کو کہتے ہیں۔ بعض فقہاء نے

طمانینت کو مستقل نہیں بلکہ دوسرے رکن کے تابع قرار دیا ہے، لیکن دونوں اقوال میں یہ شرط ہے کہ طمانینت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوسکتی۔

۷۔اعتدال: یعنی رکوع کے بعد اٹھ کر رکوع کی ہیئت میں کھڑا رہنا۔

۸۔طمانینت اعتدال میں۔

۹۔دوسجدے ہر ایک رکعت میں: کم سے کم سجدہ یہ ہے کہ پیشانی کا کچھ حصہ سجدہ کی جگہ زمین وغیرہ کو لگے اور اکمل سجدہ یہ ہے کہ سجدے کو جھکنے کے لیے تکبیر کہے، مگر رفعِ یدین نہ کرے، دونوں گھٹنے ٹیکے، پھر دونوں ہاتھ، پھر پیشانی اور ناک۔

۱۰۔سجدوں میں طمانینت اس طرح کہ سجدہ کی جگہ پر سر کا وزن پڑے، سر سے سجدہ کی جگہ کا چھونا کافی نہیں ہے۔

۱۱۔دوسجدوں کے درمیان جلسہ، ہر ایک رکعت میں کھڑے ہوکر نماز پڑھے یا کروٹ لیٹ کر۔ اقلِ جلسہ یہ ہے کہ اعضاء کی حرکت کے بعد سکون ہو۔ اکمل جلسہ یہ ہے کہ اس پر کچھ زیادتی کرے اور دعا پڑھے: ''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ''۔ (اے میرے پروردگار! بخش دے مجھ کو، رحم کر مجھ پر، جوڑ دے میری شکست کو اور بلند کر مجھ کو اور رزق دے مجھ کو اور ہدایت کر مجھ کو اور عافیت دے مجھ کو) اگر دونوں سجدوں کے درمیان نہ بیٹھے بلکہ صرف بیٹھنے کے قریب پہنچے تو صحیح نہ ہوگا۔

۱۲۔جلسہ میں طمانینت

۱۳۔آخری جلوس: جس کے بعد سلام آتا ہے۔

۱۴۔تشہد جلوس آخر میں، اقل تشہد یہ ہے:

''**اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْن، أَشْهَدُ أَنْ لَاالٰهَ الَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ**۔ ترجمہ:۔تمام برکت وعظمت والے کلمے اللہ کے لیے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، اور سلام

ہوہم پراوراللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودنہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اکمل تشہد یہ ہے:

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْن، أَشْهَدُ أَنْ لَاالٰهَ الَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ترجمہ:۔تمام برکت وعظمت والے کلمے، تمام نمازیں اورتمام نیک اعمال اللہ کے لیے ہیں، سلام ہوآپ پراے نبی، اوراللہ کی رحمت اوراس کی برکتیں آپ پرنازل ہوں، اورسلام ہوہم پراوراللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودنہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۱۵۔درود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پرجلوس آخرمیں تشہد کے بعد: اقل درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمّدٍ.

اکمل درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّد كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ،اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ انَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

ترجمہ:۔اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پراورمحمد کے آل پررحمت نازل فرما، جیسے تونے ابراہیم اوران کی آل پررحمت نازل فرمائی، بے شک توہی تعریف کے لائق اوربڑی بزرگی والاہے، اورمحمداوران کی آل پربرکت نازل فرما، جیسے تونے ابراہیم اوران کی آل پربرکت نازل فرمائی، بےشک توہی تمام جہانوں میں تعریف کےلائق اوربڑی بزرگی والاہے۔

آل پردرودواجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

درود کے بعد اور سلام سے پہلے اس دعا کا پڑھنا مندوب ہے:

''اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ''

یا اللہ! میں تیرے حضور پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیحِ دجال کے فتنے سے۔

۱۶۔ پہلا سلام؛ سلام کا حالتِ قعود میں ہونا واجب ہے۔ اقلِ سلام یہ ہے: ''السلام علیکم'' ایک مرتبہ۔

اکمل سلام ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' دو مرتبہ؛ داہنی اور بائیں جانب۔

ابوشجاع نے سلام کے ساتھ نماز سے نکلنے کی نیت کو بھی رکن قرار دیا تھا، مگر ابن قاسم اور بیجوری نے اس رائے کو مرجوح ظاہر کیا ہے۔

۱۷۔ ترتیب: ارکان میں مذکورہ ترتیب فرض ہے، یہاں تک کہ تشہد آخر اور درود میں بھی ترتیب ضروری ہے۔

نماز سے پہلے کی سنتیں

نماز شروع کرنے سے پہلے بطور کفایہ دو امور مسنون ہیں: اذان اور اقامت

اذان

اذان کے معنی آگاہ کرنے کے ہیں اور شریعت میں فرض نماز کا وقت ہونے پر خاص الفاظ کے ذکر کو اذان کہتے ہیں۔ اذان کے الفاظ دوہرے ہیں، استثناء یہ ہے کہ تکبیر اول کے الفاظ چار مرتبہ اور توحید آخر کے الفاظ ایک مرتبہ ہیں۔

اذان کے پورے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

أَشْھَدُاَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

أَشْهَدُاَن لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ

أَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰهِ

أَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ،حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

صرف صبح میں ''الفلاح'' کے بعد تثویب یعنی ''اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ الْنَوْمِ ''(نماز نیند سے بہتر ہے) کہا جائے۔ ترتیل سنت ہے یعنی کلمات کو صاف طور پر ادا کرنا اور ترجیع یعنی شہادتین کو آواز سے کہنے سے پہلے آہستہ کہنا سنت ہے۔

اقامت

اقامت کے معنی کھڑے رہنے کے ہیں۔ اقامت کے لیے خاص الفاظ نماز کے لیے کھڑے رہتے وقت کہے جاتے ہیں۔ اقامت کے الفاظ اکہرے ہیں اور استثناء یہ ہے کہ تکبیر اول اور تکبیر آخر اور اقامت کے الفاظ دوہرے ہیں۔

اقامت کے پورے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ

أَشْهَدُاَن لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ

أَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللهِ

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ،قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ

اَللهُ اَكْبَرُ،اَللهُ اَكْبَرُ

لَااِلٰهَ اِلَّااللهُ.

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، نماز کھڑی ہوچکی، نماز کھڑی ہوچکی، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ادراج یعنی دودو کلموں کو ایک سانس میں کہنا سنت ہے۔

اذان اور اقامت کی شرطیں

۱۔اسلام

۲۔تمیز یعنی لڑکا نابالغ ہو تو اذان کو سمجھتا ہو۔

۳۔ترتیب

۴۔کلمات کے درمیان تسلسل

۵۔نماز کا وقت شروع ہونا؛ سوائے اس کے کہ فجر کی اذان کا وقت آدھی رات سے شروع ہوتا ہے۔

اذان اور اقامت دونوں فرض نمازوں کے وقت کہی جاتی ہیں۔ دیگر نمازوں کے وقت جہاں جماعت مطلوب ہو "الصلوة جامعة" (یعنی نماز کے لیے لوگ جمع ہیں) دو مرتبہ کہنا چاہیے۔

اذان و اقامت کی سنتیں

اذان پکارنے والے اور اقامت کہنے والے کے لیے سنت ہے کہ قبلہ کی طرف رخ

کر کے کھڑا رہے۔

حی علی الصلوة کے الفاظ کے ساتھ صرف گردن کو داہنی جانب اور **حی علی الفلاح** کے ساتھ بائیں جانب موڑے لیکن سینے کو اور پاؤں کو قبلہ رخ ہی رکھے۔

جملہ اوقات کی اذان میں ترتیل اور صبح کی اذان میں تثویب یعنی ''**اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ**'' کہنا بھی سنت ہے۔

اذان اور اقامت سننے والے کے لیے سنت ہے کہ اذان اور اقامت کے الفاظ دہرائے، البتہ حیعلتین کے جواب میں ''**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ**'' کہے اور ''**اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ**'' کے جواب میں ''**صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ**'' (تونے سچ کہا اور تونے نیکی کی) کہے، اور ''**قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ**'' کے جواب میں ''**أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا وَاجْعَلْنِیْ مِنْ صَالِحِیْ أَهْلِهَا**'' (اللہ تعالی اس نماز کو قائم رکھے اور ہمیشہ رکھے اور مجھ کو نماز کے نیک لوگوں میں سے بنائے) کہے۔

موذن اور سننے والے کے لیے سنت ہے کہ اذان اور اقامت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجے اور یہ دعا پڑھے:

''**اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَاد**''۔ اے اللہ! اے اس مکمل دعا اور قائم کی جانے والی نماز کے پروردگار! محمد کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما، اور ان کو مقام محمود سے سرفراز فرما، جس کا تونے وعدہ کیا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

نماز کے علاوہ دوسرے بعض موقعوں پر بھی اذان سنت ہے:

☆ اس شخص کے کان میں اذان کہنا جو غیر معمولی مغموم یا غصہ میں ہو۔

☆ دو فوجوں کی لڑائی میں تصادم کے وقت۔

☆ نومولود کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت۔

سننِ ابعاض

نماز میں داخل ہونے کے بعد اور نماز کی حالت میں دو سنتیں ہیں جن کے چھوٹ جانے کی صورت میں سجدۂ سہو کا حکم ہے، ان سنتوں کو ابعاض کہتے ہیں:

ا۔تشہد اول: دو سے زیادہ رکعتوں والی نماز میں پہلی دو رکعتوں کے بعد ''**التحیات المبارکات**'' سے ''**اللهم صل علی محمد**'' تک۔

تشہد اول میں آل پر درود سنت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

۲۔قنوت: قنوت کے معنی دعا کے ہیں۔ اور شریعت میں مخصوص ذکر کو قنوت کہتے ہیں۔ دعائے قنوت صبح کی نماز کی دوسری رکعت اور ماہِ رمضان کے نصفِ آخر میں وتر کی آخری رکعت کے اعتدال میں پڑھنا سنت ہے، دعائے قنوت یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ (نَا) فِیْمَنْ هَدَیْتَ ، وَعَافِنِیْ (نَا) فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَتَوَلَّنِیْ (نَا) فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ (نَا) فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ (نَا) شَرَّ مَاقَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّهُ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَلنَّبِیِّ الْاُمِیِّ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ . ترجمہ:۔اے اللہ مجھے ہدایت دے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور مجھے عافیت دے، ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی ہے اور تو میرا کارساز بن جا ان لوگوں کے ساتھ جن کا تو کارساز بنا ہے، اور مجھے برکت عطا کر ان چیزوں میں جو تو نے مجھے عطا کی ہیں اور مجھے اس چیز کے شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے، بیشک تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا، وہ شخص کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا جس کا تو والی ہو، اور وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا جس کو تو اپنا دشمن قرار دے، اے ہمارے پروردگار تو ہی برکت والا ہے اور تو ہی بلندو برتر ہے، جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے اس پر تیری ہی تعریف ہے، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں، اللہ تعالی رحمت بھیجے ہمارے آقا محمد پر جو اُمّی

ہیں، ان کے آل واصحاب پر اور سلامتی و برکت نازل فرمائے۔

جماعت میں امام جمع کے صیغے جو قوسین میں لکھے گئے ہیں پڑھے۔ امام قنوت جہر سے کہے اور ماموم دعا میں جہر سے آمین کہے، اور ثنا میں آہستہ آواز میں امام کے ساتھ شرکت کرے۔ قنوت پڑھنے کے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔

دعا ختم ہونے پر نماز میں چہرے پر ہاتھ پھیرنا سنت نہیں ہے، بلکہ اس کو چھوڑنا اولی ہے، البتہ نماز سے باہر چہرے پر ہاتھوں کا پھیرنا سنت ہے۔

قنوت کے لیے مقررہ الفاظ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر کوئی آیت یا عبارت جو دعا اور ثنا پر مشتمل ہو درود کے ساتھ پڑھی جائے تو کافی ہے، آیت کی مثال یہ ہے:

''رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا، رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ'' اے ہمارے پروردگار! ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی نسبت کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا نرمی کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

سنن ہیئات

وہ سنتیں جو ابعاض نہیں ہیں اور جن کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے پندرہ ہیں:

۱۔ رفع یدین: یعنی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا؛ تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے اور تشہد اول سے اٹھتے ہوئے۔

۲۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پٹھے کی پشت پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر اس طرح رکھنا کہ داہنے پنجے سے بائیں ہاتھ کے پہنچے اور کلائی کے کچھ حصے کو پکڑے۔

۳۔ توجیہ یا دعائے استفتاح یا افتتاح تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھے:

''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفاً مُّسْلِماً وَّمَا أَنَا

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ''۔

ترجمہ: میں نے اپنا رخ کرلیااس ذات کی طرف جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، سب سے کٹ کرفرماں بردارہوکراور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نمازاور میری عبادت اورمیرا جینااورمیرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اوراسی کا مجھ کوحکم دیا گیا ہے اورمیں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

دعائے افتتاح فرض اورنفل میں،منفرد، امام اور ماموم کے لیے سنت ہے، دعائے افتتاح سنت ہونے کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

۱۔نماز،نمازِ جنازہ نہ ہو

۲۔نماز کاوقت نکل جانے کا خوف نہ ہو

۳۔ماموم کوسورہ فاتحہ کے چھوٹ جانے کا خوف نہ ہو

۴۔امام کوغیر قیام کی حالت میں نہ پایا ہو

۵۔تعوذ اورتلاوت شروع نہ کی ہو

''وجھت وجھی'' کے بدلے کوئی دوسری دعا جوافتتاح کے بارے میں مروی ہو پڑھی جاسکتی ہے جیسا کہ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ ''(اللہ پاک ہے،تمام تعریف اللہ کے لیے ہے اورسوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اللہ بزرگ ہے)

۴۔استعاذہ یعنی''أعوذ بالله من الشيطان الرجيم ''توجیہ کے بعدسرّاًپڑھے چاہے نماز جہری کیوں نہ ہو۔

۵۔سورہ فاتحہ اوراس کے ساتھ کوئی دوسری سورت مع تسمیہ امام اورمنفرد کے لیے، فجر، مغرب اورعشاء کی پہلی دوفرض رکعتوں میں،اور جمعہ،عیدین،استسقاء،خسوفِ قمراورطواف کی دونوں رکعتوں اورتراویح اوررمضان کی وتر میں جہراًپڑھے۔

ماموم کے لیے سراً پڑھنا سنت ہے، عورت کے لیے بھی اجنبی مرد کی موجودگی میں سراً پڑھنا سنت ہے۔

قضا فرض نماز دن کے وقت پڑھ رہا ہو تو سراً پڑھے اور رات کے وقت پڑھ رہا ہو تو جہراً پڑھے، اس میں لحاظ نہیں رکھنا ہے کہ اصل نماز جہری ہے یا سرّی۔

مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہر چھوٹ جائے تو بقیہ میں جہر سے تدارک نہ کرے، اس لیے کہ بعد والی رکعتوں میں سراً پڑھنا سنت ہے، البتہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ چھوٹ جائے تو بقیہ میں اس کا تدارک کرے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ شامل کرے۔

جہری نماز میں ماموم امام کے تابع سراً پڑھے اور امام کے سلام کے بعد ماموم منفرد ہو جائے گا اور جس رکعت کی تکمیل کرنی ہے وہ جہری ہے تو جہر سے پڑھے گا۔

جہر اس قدر آواز کو کہتے ہیں جس کو خود سننے کے علاوہ قریب کا شخص بھی سنے۔

٦۔ اسرار یعنی پست آواز میں پڑھنا: بقیہ جو سنت نمازیں راتبہ (نماز کے ساتھ کی) اور ظہر، عصر اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور مغرب کی آخری ایک رکعت، اور کسوف شمس اور دن کے نوافل سراً پڑھے۔

رات کی مطلق نفل نمازیں درمیانی آواز میں پڑھے۔

اسرار اس قدر آواز کو کہتے ہیں جس کو خود سن سکے، آواز پیدا ہوئے بغیر محض زبان کو ہلانا کافی نہیں ہے۔

٧۔ تامین: سورہ فاتحہ کے بعد نماز میں یا غیر نماز میں، قاری اور سامع کے لیے آواز سے آمین کہنا سنت ہے، البتہ نماز میں تاکید ہے، ماموم بھی امام کے ساتھ جہراً آمین کہے۔

٨۔ قراءت سورہ: یعنی ضمّ سورہ، سورہ فاتحہ کے بعد امام اور منفرد کے لیے، فجر اور جمعہ کی دونوں رکعتوں، اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سنت ہے، قراءت سورہ میں قرآن کا کوئی ایک حصہ بھی داخل ہے اور اس کی اقل مقدار تین آیتیں ہیں یا ایک بڑی آیت جیسے آیۃ الکرسی۔

دوسری رکعت کے مقابلہ میں پہلی رکعت میں قراءت میں تطویل مستحب ہے۔ اور سنت ہے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں سورتیں قرآن کی ترتیب کے لحاظ سے پڑھے۔

سنت ہے کہ صبح میں طوال مفصل، ظہر میں اس کے قریب کی سورتیں، عصر اور عشاء میں اوساطِ مفصل، مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں پڑھے۔ طوال مفصل حجرات سے بروج تک، اوساط مفصل بروج سے لم یکن تک اور قصار لم یکن سے آخر تک کی سورتوں کو کہتے ہیں۔ طوال مفصل کا استحباب صرف منفرد کے لیے ہے۔

قراءتِ سورہ چھوڑنا مکروہ ہے۔ ماموم کے لیے قراءت سورہ سنت نہیں ہے اور نہ امام کے فاتحہ کے ساتھ ماموم فاتحہ پڑھے، البتہ سورہ فاتحہ کا بعض حصہ چھوٹ جانے کا خوف ہو یا امام کی قراءت فاتحہ کی آواز سنائی نہ دیتی ہو تو ساتھ ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

پہلی دو رکعتوں کے بعد ماموم امام کے ساتھ شریک ہوا اور امام کے سلام کے بعد وہ دو رکعتیں ادا کرے تو اس میں ضمّ سورہ کرے۔ ضمّ سورہ اگر کسی رکعت میں چھوٹ جائے تو دوسری رکعت میں ضمّ سورہ کرے۔

۹۔ تکبیر انتقالی: رکوع اور سجود کے لیے جھکتے اور سجود اور تشہد اول سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہے۔ تکبیر انتقالی کو دوسرے رکن تک کھینچنا سنت ہے۔ تکبیر تحریمہ میں سرعت (جلدی) مستحب ہے۔ امام تکبیرات جہر سے کہے۔

۱۰۔ تسمیع: یعنی **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** (اللہ نے اس کی سنی جس نے اس کی تعریف کی) رکوع سے سر اٹھاتے وقت کہے اور تحمید یعنی **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ** (اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے تعریف ہے اور تو ہی شکر کا مستحق ہے) کھڑے ہونے پر کہے، امام ہو یا ماموم یا منفرد۔ امام تسمیع جہر سے اور تحمید آہستہ آواز میں کہے اور ماموم اور منفرد تسمیع اور تحمید دونوں آہستہ آواز میں کہیں۔

۱۱۔ تسبیح: رکوع میں اقل تسبیح ''**سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ**'' (میں میرے بزرگ مرتبت پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں) ایک مرتبہ اور ادنی کمال تین مرتبہ اور اکمل گیارہ مرتبہ کہے، لیکن تین سے زیادہ مرتبہ تسبیح پڑھنا صرف منفرد کے لیے مستحب ہے یا اُس امام کے لیے جو

محصورین (وہ لوگ جن کو دشمن فوج نے گھیر لیا ہو) کو نماز پڑھا رہا ہو۔

سجدہ میں اقل تسبیح ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی'' (میں میرے اعلیٰ مرتبہ پروردگار کی پاکی بیان کرتا ہوں) ایک مرتبہ اور ادنی کمال تین مرتبہ اور اکمل گیارہ مرتبہ ہے۔

۱۲۔ دونوں ہاتھ تشہد کے لیے بیٹھتے وقت رانوں پر رکھنا۔ بایاں ہاتھ اس طرح کھلا ہوا ہو کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں پر ہوں، داہنے ہاتھ کی انگلیاں بندھی ہوں گی سوائے کلمے کی انگلی کے جو کھلی ہوگی۔ اس کلمہ کی انگلی کو تشہد میں ''اِلا اللہ'' کہتے وقت اٹھا کر بطورِ شہادت اشارہ کرے اور تشہد اول میں دوبارہ قیام تک اور تشہد آخر میں سلام تک اسی طرح اٹھائے رکھے۔

۱۳۔ افتراش جملہ نشستوں میں سوائے آخری نشست کے یعنی جلسہ استراحت میں، دو سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں اور تشہد اول کی بیٹھک میں (استراحت وہ مختصر نشست ہے جو دوسرے سجدے کے بعد اور قیام سے پہلے ہوتی ہے)

افتراش بائیں ٹخنے پر اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ٹخنے کی پشت زمین پر ہو اور داہنا پاؤں اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے کنارے زمین پر قبلہ رخ ہوں۔

۱۴۔ تورّک: آخری نشت یعنی تشہد آخر کی نشست میں۔ اس کی شکل یہ ہے کہ افتراش کی ہیئت سے تجاوز کر کے بایاں پاؤں داہنی جانب نکالے اور وَرَک یعنی سُرین (چوتڑ) زمین پر رکھے۔

لیکن مسبوق (جس نے جماعت میں دیر سے شرکت کی ہو) جس کو نماز مکمل کرنی ہو اور ساہی (جس سے نماز میں سہو ہوئی ہو) جس کو سجدۂ سہو کرنا ہو افتراش کی ہیئت میں بیٹھیں نہ کہ تورّک کی۔

۱۵۔ دوسرا اسلام: پہلا سلام ارکان میں داخل ہے، ارکان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے، یہ دوسرا اسلام سنت ہے۔

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

مرد اور عورت میں ہیئات اور صفات کے لحاظ سے پانچ چیزوں میں اختلاف ہے:

۱۔ مرد رکوع اور سجدوں میں اپنی دونوں کہنیاں اپنے پہلوؤں سے جدا رکھے۔
۲۔ پیٹ رانوں سے جدا رکھے۔
۳۔ جہر کے موقع پر جہر سے پڑھے۔ جہر اتنی آواز کو کہتے ہیں جس کو اپنے علاوہ قریب کا شخص سنے۔
۴۔ تسبیح یعنی سبحان اللہ کہے جب کہ نماز کے دوران میں کوئی کام پیش آئے۔ تسبیح ذکر کے ارادے سے کہے یا ذکر کے ساتھ اطلاع کی نیت بھی شامل کرے یا مطلق چھوڑ دے۔ لیکن محض اطلاع کی نیت سے تسبیح کہے تو نماز باطل ہوگی۔
کام کی نوعیت کے لحاظ سے تسبیح یا تالی کے احکام ہیں:
جب گھر میں داخل ہونے کے لیے کوئی شخص اجازت چاہے تو مباح ہے۔
امام کو سہو سے آگاہ کرنے کے لیے مندوب ہے۔
غافل ہلاکت کے خطرے میں ہو تو واجب ہے۔
معصیت یعنی گناہ کے لیے ہو تو حرام ہے۔
مکروہ کام کی نسبت آگاہ کرنا ہو تو مکروہ ہے۔
۵۔ مرد کا ستر ناف اور گھٹنوں کے درمیان ہے، ناف اور گھٹنے اس سے خارج ہیں۔
عورت کا عمل ان پانچوں چیزوں میں علی حدہ ہے:
۱۔ عورت رکوع اور سجدوں میں کہنیوں کو پہلوؤں سے ملائے۔
۲۔ پیٹ کو رانوں سے ملائے۔
۳۔ آواز کو اجنبی مرد کی موجودگی میں پست کرے ورنہ جہر کے موقع پر جہر سے پڑھے
۴۔ تالی بجائے جب کہ نماز کے دوران میں کوئی کام پیش آئے۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے۔ اگر دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں کھیل کے طور پر مارے تو نماز باطل ہوگی۔
۵۔ عورت اپنا پورا بدن چہرے اور ہاتھوں کے پنجوں کے علاوہ نماز میں ڈھانپے۔
مرد یا عورت کے لایقِ ستر حصۂ بدن کو شریعت کی اصطلاح میں ''عورت'' کہتے ہیں۔

نماز توڑنے والے امور

نماز توڑنے والے امور گیارہ (۱۱) ہیں:

۱۔عمداً ایسی بات کرنا جیسی لوگوں کے درمیان ہوتی ہو، خواہ اس کا تعلق نماز کی مصلحت سے ہو یا نہ ہو۔ نماز کی مصلحت کی مثال یہ ہے کہ امام ایک زائد رکعت کے لیے کھڑا ہو تو اس سے کہے: ''نہ کھڑے ہو یا بیٹھ جاؤ'' اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔

۲۔عملِ کثیر یعنی عمل کی زیادتی، پے در پے عمداً یا سہواً، کوئی عمل مسلسل زیادہ کرنا جیسے تین قدم چلنا۔ لیکن عملِ قلیل نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۳۔حدثِ اکبر یا اصغر کا پیش آنا۔

۴۔ایسی نجاست کا لگ جانا جو معاف نہیں ہے۔ اگر کپڑے پر خشک نجاست پڑے تو فوراً کپڑے کو جھاڑ دیا جائے، نماز نہیں ٹوٹے گی۔

۵۔سترِ عورت کا کھل جانا: بدن کے جس حصہ کا ستر کرنا واجب ہے اس کا کھول دینا۔ اگر ہوا کی وجہ سے ستر کھل جائے تو فوراً درست کر دیا جائے، نماز باطل نہ ہوگی۔

۶۔تبدیلِ نیت یعنی نماز سے نکلنے کا ارادہ کرنا۔

۷۔استدبارِ قبلہ یعنی قبلہ کی طرف پشت کرنا۔

۸۔۹۔کھانا اور پینا، تھوڑا یا بہت۔

۱۰۔اس قدر آواز کے ساتھ ہنسنا کہ دو حروف یا دو سے زیادہ کی مقدار متصوّر رہو۔

۱۱۔نعوذ باللہ (اللہ کی پناہ) ایسی بات کہنا یا ایسا کام کرنا جس کو اسلام سے انحراف سمجھا جائے۔

نماز کے مکروہات

نماز کے مکروہات سے مراد وہ امور ہیں جن پر نماز میں عمل کرنا مکروہ ہے، ان میں سے بیس امور یہاں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔التفات یعنی منہ موڑ کر ادھر ادھر دیکھنا۔

۲۔ارتفاعِ نظر یعنی اوپر آسمان کی طرف دیکھنا۔
۳۔کپڑوں یا بالوں کو سمیٹنا۔
۴۔ایک پاؤں پر کھڑا رہنا۔
۵۔پیشاب پاخانے کو روکنا۔
۶۔کھانے پینے کو بھوک اور خواہش کی حالت میں روکنا۔
۷۔اپنے آگے یا داہنے جانب تھوکنا۔
۸۔کمر پر ہاتھ رکھنا۔
۹۔رکوع میں سر کو زیادہ جھکانا۔
۱۰۔غلیظ مقام (گندی جگہ) پر نماز پڑھنا۔
۱۱۔قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔
۱۲۔دھاٹہ باندھنا یا نقاب چھوڑنا۔
۱۳۔پیشانی سے گرد صاف کرنا۔
۱۴۔کنکریوں کو برابر کرنا۔
۱۵۔سورہ فاتحہ کے بعد دوسرا سورہ نہ پڑھنا۔
۱۶۔ٹیک دینا۔
۱۷۔جلسہ استراحت کو طول دینا۔جلسہ استراحت اس مختصر نشست کو کہتے ہیں جو دوسرے سجدہ اور قیام کے درمیان ہے۔
۱۸۔امام کے ساتھ نماز کے اقوال اور افعال میں مقارنت یعنی ساتھ ساتھ کرنا۔
۱۹۔جہری اور سری کے احکام کے خلاف عمل کرنا۔
۲۰۔نیند کے غلبہ کی حالت میں نماز پڑھنا۔

نمازی کا سترہ (سترۃ المصلی)

اس چیز کو کہتے ہیں جس کے آڑ میں نماز پڑھی جائے، کسی چیز کی آڑ میں نماز پڑھنے کو

اِستتار اور جس چیز کی آڑ سے نماز پڑھی جائے اس کو ساتر کہتے ہیں۔ ساتر کو داہنی جانب یا بائیں جانب رکھ کر نماز پڑھے، ٹھیک چہرے کے مقابل میں نہ رکھے۔ ساتر اور مصلی کے درمیان سے گزرنا حرام ہے، ایسے گزرنے والے کو روکنا مسنون ہے۔

ساتر کے درجے

ساتر کے چار درجے ہیں اور ان میں ترتیب بھی مسنون ہے:

۱۔ مستقل ساتر جیسے دیوار یا ستون کے آڑ میں نماز پڑھنا مسنون ہے۔

۲۔ مستقل ساتر نہ ہو تو عارضی ساتر جیسے لکڑی وغیرہ کو نصب کر کے یا کسی چیز کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مسنون ہے۔

۳۔ مستقل اور عارضی دونوں ساتر نہ ہوں تو مصلّٰی یا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنا مسنون ہے۔

۴۔ یہ تینوں چیزیں نہ ہوں تو خط یا لکیرا اپنے سامنے قبلہ کے رخ میں طوالت میں کھینچ کر نماز پڑھنا مسنون ہے۔

ساتر کے درجوں کے یہ معنی ہیں کہ پہلے درجے کے ساتر کی موجودگی میں دوسرے درجہ کے ساتر پر عمل کرنے سے سنت حاصل نہ ہوگی۔

ساتر کی مقدار

مستقل یا عارضی ساتر کم سے کم دو تہائی ہاتھ یعنی سولہ انگل یا ایک فٹ کے برابر بلند ہو۔ ساتر کے طول یا بلندی کی شرط ہے، چوڑائی یا جسامت کی قید نہیں ہے۔ ساتر مصلی سے زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ یعنی ساڑھے چار فٹ کے فاصلہ پر ہو۔

نماز کی رکعتیں

دن اور رات میں بحالتِ قیام بروز جمعہ چھوڑ کر فرض نمازوں کی رکعتیں سترہ ہیں، اور جمعہ کے روز پندرہ۔

فجر میں دو، ظہر میں چار، عصر میں چار، مغرب میں تین اور عشاء میں چار ہیں۔

سفر میں قصر کرے تو گیارہ ہیں: فجر، ظہر، عصر اور عشاء کی دو دو اور مغرب کی حسب معمول تین رکعتیں ہیں۔ ان میں چونتیس سجدے، چورانوے تکبیریں، نو تشہد، دس سلام اور ایک سو ترپن تسبیحیں ہیں۔

نماز میں جملہ ارکان دو سو انچالیس ہیں: صبح میں اکتیس، مغرب میں تینتالیس اور ظہر، عصر اور عشاء ہر ایک میں پچپن۔

مریض کی نماز

بیمار کے نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ فرض نماز میں قیام سے عاجز ہو اور مشقت محسوس کرے تو بیٹھ کر جس ہیئت میں چاہے نماز پڑھے۔ لیکن افتراش کی ہیئت تربّع سے افضل ہے۔ تربّع چار زانوں یعنی دونوں رانیں اور دونوں پنڈلیاں چاروں کو ملا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یہی حکم فائتہ یعنی فوت شدہ نماز کی قضا کی نسبت ہے، لیکن نفل اس سے خارج ہے۔ اس لیے کہ نفل میں باوجود قدرت بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

بیٹھنے سے عاجز ہو تو کروٹ لیٹ کر نماز پڑھے اور لیٹنے میں داہنی کروٹ افضل ہے۔

کروٹ سے عاجز ہو تو چِت لیٹے اور پاؤں قبلہ کی طرف کرے۔

اگر ان سب سے عاجز ہو تو دل سے نیت کرے اور پلکوں سے اشارہ کرے۔ واجب ہے کہ سر کے نیچے کوئی چیز رکھ کر قبلہ کی طرف منہ کرے اور رکوع اور سجدوں کے لیے سر سے اشارہ کرے، اگر سر سے اشارہ نہ کر سکے تو پلکوں سے اشارہ کرے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے دل میں نماز کے ارکان جاری کرے۔ بہر حال جب تک کہ عقل باقی ہے نماز نہ چھوڑے۔ عذر کی وجہ سے جو نماز اس طرح پڑھی جائے اُس کی قضا نہیں ہے اور نہ اُس کے ثواب میں کوئی کمی ہے۔

نماز میں چھوٹنے والے امور

نماز سے جو امور چھوٹ جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں:

۱۔فرض جس کو رکن کہتے ہیں۔

۲۔سنت بعض: سنت عام ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں؛ بعض اور ہیئت اور یہاں سنت بعض مقصود ہے۔

۳۔ ہیئت؛ وہ سنت جو بعض کے علاوہ ہے۔

فرض چھوٹ جائے

فرض کی تکمیل سجدہ سہو سے نہیں ہو سکتی بلکہ جب یاد آ جائے اور نماز کی حالت میں ہو تو اس کو ادا کرے اور بقیہ نماز پوری کرے، اگر سلام کے بعد اور زمانہ قریب میں یاد آئے تو اس کو ادا کرے اور اس کی بناء قرار دے کر بقیہ نماز پوری کرے اور سجدہ سہو کرے۔ اگر سجدہ سہو چھوٹ جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی، اس لیے کہ سجدہ سہو سنت ہے، واجب نہیں۔

سنت چھوٹ جائے

سنت چھوٹ جائے اور فرض کی ادائی میں مصروف ہو جائے تو واپس نہ لوٹے، اس لیے کہ فرض میں مصروف ہو جانے کے بعد سنت کی طرف لوٹ آنا حرام ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ تشہد اول چھوٹ جائے اور قیام کی حالت میں آنے کے بعد یاد آئے تو تشہد کی طرف لوٹ نہ آئے، بھول کر یا واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے واپس لوٹ آئے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگر ماموم ہو تو امام کی اتباع واجب ہے، لیکن ان جملہ صورتوں میں سجدہ سہو کرے۔

یہاں سنت سے مراد چار ابعاض ہیں:

۱۔تشہد اول۔

۲۔قنوت فجر میں اور رمضان کے نصفِ آخر کی وتر میں۔ اگر حنفی امام کی اتباع میں قنوت چھوڑ دے تو بھی سجدہ سہو کرے۔

۳۔تشہد اول میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، اور تشہد آخر میں آل نبی پر درود۔

سنت ہیئت چھوٹ جائے

ہیئت یعنی تسبیحات، تکبیرات انتقالی، دعائے افتتاح، تعوذ اور قراءت سورہ وغیرہ چھوٹ جانے پر واپس نہ آئے اور نہ سجدہ سہو کرے، عمدا چھوڑ دے یا سہواً چھوٹ جائے، امام ہو یا ماموم یا منفرد۔

پڑھی ہوئی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو یقین پر عمل کرے، جو کم تعداد ہے، یعنی تین رکعتوں پر عمل کر کے مزید ایک رکعت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ گمانِ غالب اس بارے میں ہو کہ چار رکعتیں پڑھی گئیں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں گا، کسی دوسرے کے قول پر سوائے تواتر کے عمل نہ کرے۔ بیجوری کی رائے میں معتمد یہی ہے۔ تواتر متعدد اشخاص کے بیان کو کہتے ہیں۔

سجدہ سہو سنت ہے، واجب نہیں۔ اس لیے سجدہ سہو چھوٹ جانے پر نماز باطل نہیں ہوتی۔ امام اگر سجدہ سہو کرے تو ماموم پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ مختلف اسباب کے باوجود سجدہ سہو کی تعداد صرف دو ہے، یعنی نماز میں کتنی ہی مرتبہ غلطی ہو جائے تو سہو کے سجدے دو ہوں گے۔

سجدہ سہو کا محل نماز کے آخر میں لیکن سلام سے پہلے ہے۔ سجدہ سہو بھول کر سلام کرے اور زمانہ زیادہ نہ گزرا ہو تو اختیار ہے کہ سجدہ سہو کرے یا نہ کرے۔

سجدہ سہو کی تسبیح: ''سُبْحَانَ مَنْ لَّا يَنَامُ وَلَا يَسْهُوْ '' اللہ تعالیٰ پاک ہے جو نہ سوتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

سجدہ کی تسبیح: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى '' بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سجدۂ سہو کے اسباب

تفصیل بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ پانچ اسباب کی بناء پر سجدہ سہو کئے جاتے ہیں:

۱۔ جب کوئی سنتِ بعض چھوٹ جانے کا یقین ہو۔

۲۔ جب کسی خاص سنتِ بعض کے چھوٹ جانے سے متعلق شک ہو۔

۳۔ جب کسی منع کردہ عمل سہواً وجود میں آنے کا یقین ہو۔

۴۔ جب کسی منع کردہ عمل کی زیادتی کا احتمال ہو شک کے ساتھ۔

۵۔ جب کوئی ایسا قولی عمل غیر محل پر ادا ہو جائے جس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن کی تلاوت میں چودہ آیتوں پر سجدہ کرنا سنت ہے، ہر آیت کے لیے ایک سجدہ ہے، اور سجدہ آخرِ آیت کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ ان سورتوں کی تعداد جن میں سجدہ کی آیتیں ہیں تیرہ ہیں: **الأعراف، الرعد، النحل، بنی اسرائیل، مریم، الحج، الفرقان، النمل، الم تنزیل، حم المفصل، النجم، الانشقاق، العلق**۔ ان میں سے سورہ النحل میں اس آیت پر جو "**یؤمرون**" پر ختم ہوتی ہے۔ النمل میں "**العظیم**" پر، حم المفصل میں **یسأمون** پر، الانشقاق میں **یسجدون** پر، اور سورۃ الحج میں دو آیتوں پر اور بقیہ سورتوں میں ہر ایک میں ایک آیت پر سجدہ مسنون ہے۔

سورہ ص میں آیت "**و أناب**" پر بھی سجدہ ہے، مگر یہ سجدہ شکر ہے اور بیرونِ نماز مسنون ہے، نماز میں اس پر سجدہ جایز نہیں ہے۔

سجدہ پڑھنے والے، سامع یعنی قصداً سننے والے کے لیے سنت ہے، سامع اور مستمع کے لیے تاکید بھی ہے، مصلّی (نماز پڑھنے والا) کسی دوسرے شخص کی قراءت پر سجدہ نہیں کرے گا، ورنہ نماز باطل ہوگی۔

ماموم امام کی اتباع میں سجدہ کرے گا، اگر چہ کہ امام کی قراءت نہ سن سکے۔

مکروہ اوقات میں سجدہ حرام ہے۔

سجدہ تلاوت صحیح ہونے کے شرائط وہی ہیں جو نماز کے لیے مقرر ہیں؛ طہارت، ستر عورت اور استقبال قبلہ۔

بیرون نماز ارکانِ سجدہ چار ہیں:

۱۔نیت کے ساتھ تکبیر تحریمہ

۲۔سجدہ۔

۳۔جلسہ

۴۔سلام

سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر انتقالی کہے، نماز کے دوران سجدۂ تلاوت کے لیے بغیر نیت سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہے، رفع یدین نہ کرے اور نہ استراحت کرے، سجدہ کے بعد دعائے سجدہ پڑھے: ''**سجد وجھی للذی خلقه و صوره و شق سمعه و بصره بحوله وقوته** ''(میرا چہرا اللہ کے لیے جھکا جس نے اس کو پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس کی سماعت اور بصارت کھول اپنی طاقت اور قوت سے)۔

سجدۂ شکر

مال کی نعمت اور رتبہ کے حاصل ہونے یا اس کے چھینے جانے یا تلف ہونے سے حفاظت یا فرزند کے تولد ہونے یا دشمن پر فتح پانے یا مریض کے شفایاب ہونے پر سجدہ شکر بیرونِ نماز سنت ہے، سجدہ شکر کیفیات اور شرائط میں ویسا ہی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت بیرونِ نماز ہے، سجدہ شکر غیر نماز کی حالت میں آیت ص پر سنت ہے۔

تنبیه: بغیر سبب کے صرف تقرب الی اللہ کے خیال سے سجدہ کرنا حرام ہے۔(ابن حجر ہیثمی)

مکروہ اوقات

پانچ اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، حرمت سے ایسی نماز مستثنی ہے جو کسی متقدم سبب (آگے گزرا ہوا سبب) پر مبنی ہو جیسے فائتہ یعنی فوت شدہ نماز، یا سببِ مقارن (ایک ساتھ پیش آنے والا سبب) پر جیسے کسوف اور استسقاء کی نماز:

۱۔صبح کی نماز کے بعد سے سورج کے طلوع تک۔

۲۔سورج کے طلوع ہوتے وقت یہاں تک کہ پورا طلوع ہو جائے اور ایک نیزہ برابر

بلند ہو۔

۳۔سورج استواء یعنی وسطِ آسمان پر ہو یہاں تک کہ وسطِ آسمان سے ڈھل جائے، جمعہ کا دن اس حکم سے مستثنیٰ ہے، سورج کے استواء پر ہونے کے باوجود جمعہ کی نماز پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔

۴۔عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک۔

۵۔سورج کے عین غروب ہوتے وقت یہاں تک کہ پورے طور پر غروب ہو جائے۔

دوسری، تیسری اور پانچویں کراہت کی صورتوں کا تعلق وقت سے ہے کہ ان اوقات میں مطلقاً نماز مکروہ ہے، اور پہلی اور چوتھی صورتوں کا تعلق فعلِ نماز سے ہے کہ صبح اور عصر کے پڑھ چکنے کے بعد کسی دوسری نماز کا وقتِ کراہت گزرنے سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔

جماعت

جماعت کا حکم

فرض نمازوں کی پہلی رکعت میں جماعت مرد کے لیے فرض کفایہ ہے۔ اور بقول نووی یہی اصح ہے۔ ابوشجاع اور رافعی نے جماعت کو سنت موکدہ قرار دیا ہے۔

اگر ماموم امام کے ساتھ جماعت میں، رکوع میں، طمانینت (یعنی سکون کی حالت میں) شریک رہا تو رکعت مل جائے گی، اگر اس قدر تاخیر سے شریک ہو کہ رکعت نہ ملے لیکن ابھی پہلا سلام نہ ہوا ہو تو صرف جماعت اس کو ملے گی۔ لیکن جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں جماعت فرض عین ہے اور جمعہ کی نماز حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ کم سے کم ایک رکعت امام کے ساتھ نہ ملے۔ اگر دوسری رکعت کی طمانینت کے بعد شریک ہو تو جمعہ کی نیت کرے، مگر فرض ظہر کی تکمیل کرے۔ عیدین، کسوفین اور تراویح ایسی سنت نمازیں ہیں جن کو جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔

نیت

ماموم پر نیت واجب ہے کہ "مَأْمُومًا" یا "مُقْتَدِيًا هٰذَا الْإِمَامَ" کہے اور امام کے تابع ہو کر نماز پڑھنے کی نیت کرے۔ امام کے نام کا تعین کرنا واجب نہیں ہے۔ مکمل طور پر امام کی اقتدا کافی ہے، اگرچہ کہ اس کو نہ جانتا ہو۔ اگر امام کا تعین کرے اور غلط نام کہے تو نماز باطل ہوگی۔ امام کے لیے امامت کی نیت صرف جمعہ کی نماز میں واجب ہے، دوسری نمازوں میں واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، اگر امام نیت نہ کرے تو صرف امام کو جماعت کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

اقتداء

اقتداء پیروی کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں دوسرے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مراد

ہے۔نماز پڑھانے والے کوامام اور پیچھے پڑھنے والے کو ماموم کہتے ہیں۔

آزاد شخص غلام کے پیچھے اور بالغ ممیّز کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے۔غیر ممیّز لڑکے کی اقتداء صحیح نہیں ہے، مرد کے لیے عورت کی اقتداء اور قاری کے لیے امّی کی اقتداء صحیح نہیں ہے، ماموم کی اقتداء صحیح نہیں ہوسکتی، البتہ امام کے سلام کے بعد ماموم بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ منفرد وغیرہ۔

ممیّز وہ لڑکا جو سنّ بلوغ کے قریب پہنچا ہو اور جس میں تمیز کی قوت پیدا ہو چکی ہو۔

قاری وہ شخص جو قرآن صحیح مخارج اور صفات کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

امّی وہ شخص جو سورہ فاتحہ صحیح نہ پڑھ سکتا ہو۔

اقتداء میں ٹھہرنے کی جگہ

ماموم امام کے تابع مسجد میں جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ماموم امام کی نماز سے باخبر ہو یعنی امام کو یا صف کے کسی حصہ کو دیکھتا ہو اور امام سے آگے نہ ہو۔ امام سے آگے ہونے یا نہ ہونے کا تعین پاؤں کی ایڑھی سے ہوگا۔اگر ماموم امام کے آگے ہو تو ماموم کی نماز نہ ہوگی۔ برابر ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن مندوب یہ ہے کہ ذرا پیچھے رہے اور اس طرح پیچھے رہنے سے منفرد نہیں ہوتا اور نہ جماعت کی فضیلت کھوتا ہے۔

یہ جائز ہے کہ امام مسجد میں ہو اور ماموم مسجد سے باہر، شرط یہ ہے کہ امام سے قریب یعنی تین سو ہاتھ کے فاصلہ کے اندر ہو اور امام کی نماز سے باخبر ہو اور کوئی چیز درمیان میں رکاوٹ نہ ہو، فاصلہ کا شمار مسجد کے آخری حصے سے ہوگا۔

اگر جماعت کی نماز مسجد میں نہ ہو تو دو صورتیں ہیں؛ کھلا مقام ہو یا کوئی عمارت ہو، بشرطیکہ امام اور ماموم کے درمیان تین سو ہاتھ سے زیادہ فصل نہ ہو اور ان دونوں کے درمیان کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔

قصر

قصر کے معنی کم کرنے اور چھوٹا کرنے کے ہیں اور شریعت میں چار رکعتوں والی فرض نماز میں دو رکعت پڑھنے کو قصر کہتے ہیں۔

قصر کا حکم

مسافر کے لیے ابتدائے سفر سے چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کرنا جائز ہے، جب کہ مسافت دو منزل یعنی ۴۸ میل [1] ہو، لیکن اتمام افضل ہے۔ اگر مسافت تین منزل یعنی ۷۲ میل [2] ہو تو قصر افضل ہے۔ اگر قصر میں کراہت محسوس کرے تو اتمام ہی افضل ہے۔

تین اور دو رکعت والی نمازوں میں اور نفل اور منذورہ نمازوں میں قصر نہیں ہے۔

قصر کی شرطیں

قصر کی شرطیں سات ہیں:

۱۔ سفر گناہ کے کام کے لیے نہ ہو، اس کی تین صورتیں ہیں: سفر واجب ہو جیسا کہ قرض کی ادائی کے لیے۔ مندوب ہو جیسا کہ رشتے داروں پر احسان کرنے کے لیے۔ مباح ہو جیسا کہ تجارت کے لیے۔ اگر سفر گناہ کے کام جیسا کہ رہزنی کے لیے ہو تو قصر جائز نہیں ہے اور نہ قصر میں جمع جائز ہے۔

---

[1] میل سے مراد میل ہاشمی ہے، امام شافعیؒ نے اس کی تصریح کی ہے، ایک میل ہاشمی 3.66 کلومیٹر کا ہوتا ہے، اڑتالیس میل ہاشمی ۱۷۵ کلومیٹر ہوتے ہیں۔

[2] ۷۲ میل ہاشمی تقریباً 264 کلومیٹر ہوتے ہیں۔ (محمد شفیع قاسمی بھٹکلی)

۲۔سفر کی مسافت کامل سولہ فرسخ ایک طرفہ ہو۔اس مسافت میں واپسی کا سفر شامل نہیں ہے۔ایک فرسخ تین میل کے حساب سے سولہ فرسخ کے اڑتالیس میل ہوتے ہیں۔

۳۔ادا نماز ہو۔جو نماز اقامت کی حالت میں قضا ہوئی ہو اس کی قضا قصر کے ساتھ نہ ہوگی۔اگر سفر میں فوت ہوئی ہو تو سفر ہی میں قصر کے ساتھ قضا کی جائے گی، نہ کہ قیام کی حالت میں۔

۴۔قصر کی نیت احرام کے وقت کرے۔

۵۔پوری نماز پڑھنے والے مسافر یا مقیم کے تابع نہ پڑھے۔پوری نماز پڑھنے والے کی اتباع میں پوری نماز پڑھی جائے گی۔

۶۔اُس شخص کے تابع نماز نہ پڑھے جس کا سفر مشکوک ہو۔

۷۔قصر کے جواز کا اور منزلِ مقصود کا علم ہو۔

قصر کی مدت

قصر کا حکم اس وقت باقی نہیں رہتا جب کہ مطلق قیام کی نیت کرے یا یہ کہ آمت و رفت کے دو دنوں کے علاوہ پورے چار دن کے قیام کی نیت کرے۔اگر قیام کی مدت کا تعین نہ کر سکے تو اٹھارہ دنوں تک قصر کر سکتا ہے۔

قصر کے ساتھ جمع

مسافر کے لیے ظہر اور عصر کی نمازوں کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت اور اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت جمع کرنا جائز ہے۔پہلی نماز کے وقت جمع کرے تو جمعِ تقدیم اور بعد کی نماز کے وقت جمع کرے تو جمعِ تاخیر کہتے ہیں۔

جمع تقدیم کی تین شرطیں ہیں:

۱۔ترتیب: ظہر کو عصر سے پہلے اور مغرب کو عشاء سے پہلے پڑھے۔اس کے برعکس یعنی عصر کو ظہر سے قبل اور عشاء کو مغرب سے قبل پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

۲۔جمع کی نیت: نماز کے آغاز ہی میں جمع کی نیت کرے اس طرح کہ تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ جمع کی نیت ہو۔تحریمہ سے پہلے یا پہلی نماز کے سلام کے بعد نیت نہیں ہوسکتی۔پہلی نماز کے درمیان میں جمع کی نیت جائز ہے۔

۳۔موالات یعنی پہلی اور دوسری نماز میں طویل فصل نہ ہو۔اگر فصل اتنا ہو کہ معمولی طور پر اس کو طویل کہا جائے تو دوسری نماز میں اُس کا وقت آنے تک تاخیر کرے۔موالات میں تھوڑا فصل ہو تو مضائقہ نہیں۔

جمع تاخیر کی صورت میں جمعِ تاخیر کی نیت کرے، اور یہ نیت پہلی نماز کے وقت میں ہو۔جمع تاخیر میں موالات اور نیت واجب نہیں۔

جمع بمطر یعنی بارش کی وجہ سے جمع

مطر مینہ اور بارش کو کہتے ہیں۔مقیم کے لیے بارش میں ظہر عصر اور مغرب عشاء کی دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت جمع کرنا جائز ہے۔دوسری نماز کے وقت جمع کرنا جایز نہیں۔ بارش کی مقدار کی نسبت شرط یہ ہے کہ سب سے اوپر کا لباس یا نعل کے نیچے کا حصہ بھیگ جائے۔جمع تقدیم کی شرطیں یہاں بھی ہیں اور ان پر اضافہ یہ ہے کہ دو نمازوں میں سے پہلی نماز کے وقت بارش پائی جائے۔

بارش میں جمع کرنے کی اجازت اس شخص کے لیے مخصوص ہے جو جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا ہو اور مسجد کی آمد و رفت میں بارش کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو۔

بیجوری نے روضہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بیماری کی وجہ سے بھی جمع کی اجازت دی گئی ہے۔

جمعہ

جمعہ واجب ہونے کی شرطیں

سات شرطوں کی موجودگی میں جمعہ کی نماز واجب ہوتی ہے:

۱۔اسلام

۲۔بلوغ

۳۔عقل

یہ تینوں شرطیں جمعہ کے علاوہ دوسری نمازوں کے لیے بھی ہیں۔

۴۔حریت یعنی آزادی

۵۔ذکورت یعنی مرد ہونا

۶۔صحّت

۷۔اقامت یعنی خلافِ سفر

اس کا نتیجہ یہ کہ جمعہ کافر، لڑکے، مجنون، غلام، عورت، مریض، معذور اور مسافر پر واجب نہیں ہے۔جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس پر جمعہ کی فجر کے بعد سفر حرام ہے، سوائے اس کے کہ راستے میں جمعہ مل سکتی ہو یا یہ کہ ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے میں نقصان پہنچنے کا خوف ہو۔تمام تجارت و کاروبار اور صنعت و حرفت وغیرہ فجر کے بعد سے اذان تک مکروہ اور اذان کے بعد حرام ہیں۔ یہاں اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ سے پہلے خطیب کے روبرو دی جاتی ہے۔

جمعہ صحیح ہونے کی شرطیں

جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:

۱۔دارالاقامہ یعنی بستی ایسی ہو جس میں نمازِ جمعہ کے اہل اشخاص قیام کرتے ہوں۔ مستقل آبادی کی شرط سے عارضی قیام اور کیمپ خارج ہو جاتے ہیں۔

۲۔تعداد: جمعہ میں کم از کم چالیس اشخاص شریک ہوں جو جمعہ کے اہل یعنی مکلّف، مرد، آزاد اور مقیم ہوں۔اس تعداد کی شرط خطبے اور نماز دونوں کے لیے ہے۔

۳۔وقت: نمازِ ظہر کا وقت باقی ہو، اس لیے کہ جمعہ اور ظہر کا وقت ایک ہی ہے، وقت تنگ ہو یا شرایط پوری نہ ہوں تو ظہر کی نماز پڑھے۔

۴۔۵۔خطبہ اول و دوم: خطیب کو چاہیے کہ ان دونوں خطبوں میں قیام کرے اور ان کے درمیان بقدر طمانینت بیٹھے۔دونوں خطبوں کے ارکان پانچ ہیں:

۱۔حمدِ خدا یعنی الحمدللہ۔

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود جیسے الصلوۃ علی نبینا۔

۳۔تقویٰ کی وصیت؛ پرہیز گاری کی نسبت پند و نصائح۔

یہ تینوں شرایط دونوں خطبوں میں ضروری ہیں۔

۴۔کسی ایک خطبے میں کم از کم کسی ایک آیت کی تلاوت کرے، اور پہلے خطبے میں پڑھنا افضل ہے۔

۵۔دوسرے خطبے میں مومنین اور مومنات کے لیے دعا جیسے رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔

نیز یہ شرط ہے کہ خطیب خطبے کے تمام ارکان چالیس اشخاص کے مجمع کو جو جمعہ کے اہل ہوں سنائے۔ پورا خطبہ عربی زبان میں ہونا شرط ہے۔خطبہ طویل نہ ہو اور نماز کے مقابلہ میں کم ہو یعنی نماز کے بہ نسبت خطبہ میں کم وقت صرف ہو۔

خطبے کے کلمات کے باہم اور دونوں خطبوں کے درمیان موالات بھی شرط ہے۔ کلمات میں تفریق خطبہ کو باطل کرتا ہے۔

خطیب کے لیے خطبے میں بدن، لباس اور مکان کی طہارت، حدث اور نجاست سے شرط ہے۔

۶۔ دو رکعت نماز ایسی جماعت کے ساتھ پڑھی جائے جو جمعہ کے اہل ہوں۔ یہ نماز خطبوں کے بعد ہوگی، برخلاف عید کی نماز کے جو خطبوں سے پہلے ہوتی ہے۔

جمعہ اور غیر جمعہ کی جماعت کے شرایط یکساں ہیں۔

بادشاہِ وقت کی حضوری اور اجازت کی شرط نہیں ہے۔

امام پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں المنافقون پڑھے۔

جو شخص دوسرے رکوع کی طمانینت کے بعد جمعہ میں شریک ہوا تو اس کو چاہیے کہ جمعہ کی نیت کرے، لیکن نمازِ ظہر کی تکمیل کرے، اس لیے کہ جمعہ ایک رکعت کے بغیر نہیں ہوتی۔

جمعہ کے تابع سنتیں

جمعہ کی نماز میں سنت رکعتیں اتنی ہی ہیں جتنی ظہر میں ہیں۔ بیجوری کا قول ہے کہ جمعہ کے ساتھ ظہر پڑھنے کی صورت میں فرض جمعہ سے قبل چار رکعت سنتِ جمعہ اور فرض جمعہ کے بعد چار رکعت سنت قبلیۂ ظہر، چار رکعت فرض ظہر اور چار رکعت سنت بعدیہ ظہر پڑھے۔

ہیئاتِ جمعہ

جمعہ کی سنتیں جو نماز سے الگ ہیں چار ہیں:

ا۔ غسل: ہر شخص مرد و عورت، مقیم اور مسافر کے لیے جو جمعہ میں حاضر ہو۔ غسل کا وقت صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے۔ نماز کے لیے جانے کے قریب وقت غسل کرنا افضل ہے۔ غسل سے عاجز ہو تو جمعہ کے غسل کی نیت سے تیمّم کرے۔ غسلِ جمعہ میں جسم کو صاف کرے، بدبو کو جو بغل وغیرہ میں ہو مٹی، لیموں اور صابون وغیرہ سے دور کرے۔

۲۔ سفید لباس پہننا، اس لیے کہ سفید لباس سب لباسوں میں افضل ہے۔

۳۔ ناخن اور سر کے بال اگر بڑھ گئے ہوں تو اسے نکالنا، بغل کے بال اور زیر ناف بال کا نکالنا اور مونچھ کے بالوں کا کم کرنا۔

۴۔ خوشبو کا استعمال

خطبۂ جمعہ کے آداب

مستحب ہے کہ خاموش رہے اور خطبہ سنے۔ جب مسجد میں داخل ہو اور امام خطبہ دے رہا ہو تو دو ہلکی رکعتیں تحیۃ المسجد کی پڑھے اور بیٹھ جائے۔ اور جو شخص مسجد میں ہو اور خطبہ شروع ہو چکا ہو تو اس کے خطبہ کے دوران میں کسی نماز کے لیے اٹھنا نہیں چاہیے۔ نووی نے شرح مہذب میں اس کی نسبت تحریم کا حکم دیا ہے اور اجماع اسی پر ہے۔

عیدین

عیدین کا حکم

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں سنت موکدہ ہیں، جماعت کے ساتھ یا منفرد، مسافر اور مقیم اور مرد اور عورت کے لیے عیدین میں وہ شرایط نہیں ہیں جو جماعت، خطبے اور جمعہ میں ہیں۔

عیدین کا وقت

نماز کا وقت سورج کے طلوع اور زوال کے درمیان ہے۔ لیکن مستحب ہے کہ سورج ایک نیزہ برابر بلند ہونے تک انتظار کرے۔ عیدالفطر میں تاخیر کرنا اور نماز سے پہلے کچھ کھانا اور عیدالاضحیٰ میں جلدی کرنا اور نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا افضل ہے۔

عیدین کی نماز

عید کی نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ جس میں یہ نیت کرے: ''نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ عِيْدِ الْفِطْرِ '' (یا عیدالاضحیٰ) اللہ اکبر۔ (میں نیت کرتا ہوں دو رکعت سنف عید الفطر کی یا عیدالاضحیٰ کی) اس کے بعد دعائے استفتاح ''وجهت وجهي'' آخر تک پڑھے۔
پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیر کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہر تکبیر کے بعد سینے کے نیچے ہاتھ باندھے۔ ہر تکبیر کے بعد یہ تسبیح پڑھے:

''سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَا للّٰهُ أَكْبَرُ''

اور تکبرات کے بعد قراءت یعنی اعوذ باللہ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ قٓ جہر سے پڑھے، خواہ نماز ادا ہو یا قضا۔
دوسری رکعت میں تکبیرِ قیام کے بعد پانچ مرتبہ تکبیر کہے اور تکبیرات کے بعد قراءت

یعنی أعوذ باللہ اور سورہ فاتحہ اور سورہ اقتربت الساعۃ جہر سے پڑھے۔

جماعت کی صورت میں نماز کے بعد دو خطبے پڑھے، پہلے خطبے کی ابتداء میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات مرتبہ تکبیر کہے۔

تکبیر کی دو قسمیں ہیں: تکبیر مرسل اور تکبیر مقید، لیکن تکبیر کا صیغہ ایک ہی ہے۔

۱۔ تکبیر مرسل اس تکبیر کو کہتے ہیں جس کے لیے نماز کے بعد ہونے کی قید نہیں ہے۔ یہ تکبیر عید الفطر سے پہلے کی شام یعنی سورج غروب ہونے کے بعد سے امام کے عید کی نماز میں مصروف ہونے تک کہی جائے۔

مرد اور عورت، حاضر اور مسافر، منزل میں اور راستے میں، مسجد میں اور بازار میں تسبیح کہتے رہیں۔ عید الفطر کی رات کو نمازوں کے بعد تکبیر سنت نہیں ہے، لیکن نووی نے ان کو بھی سنت بتایا ہے۔

۲۔ تکبیر مقید وہ تکبیر ہے جو عید الاضحیٰ میں عرفہ کی صبح سے تشریق کے آخری دن کے عصر تک ہر ایک نماز کے بعد کہی جاتی ہے۔

تشریق دسویں ذی الحجہ کے بعد والے تین دنوں کو کہتے ہیں۔

تکبیر یہ ہے: ”اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ“

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

عید الفطر کے فطرہ کا بیان زکوۃ میں اور قربانی کا بیان ذبیحہ کے ضمن اضحیۃ میں مذکور ہے۔

کسوف (سورج گرہن) وخسوف (چاند گرہن)

حکم

کسوف اور خسوف کی نمازیں سنت موکدہ ہیں اور ان میں جماعت بھی مسنون ہے۔
ان کے چھوٹ جانے پر قضا نہیں ہے۔

نماز کا وقت

کسوف کی نماز سورج سے گرہن کھل جانے یا گرہن کے ساتھ سورج کے غروب ہوجانے پر ختم ہوجاتا ہے۔ خسوف کی نماز چاند سے گہن کھل جانے یا سورج کے طلوع ہوجانے پر ختم ہوجاتا ہے۔ گہن کے کھلنے میں شرط یہ ہے کہ سارا حلقہ گہن سے نکل جائے۔
فجر کے طلوع ہونے یا گہن کے ساتھ چاند کے ابر میں غائب ہوجانے پر فوت نہیں ہوتی۔

نماز کا طریقہ

کسوف اور خسوف ہر ایک کے لیے دو رکعت نماز ہے، کسوف یا خسوف کے تعین کے ساتھ نیت کرے اور دعائے استفتاح ''وجھت وجھی'' پڑھے۔ اقلّ نماز ظہر کی دو سنت رکعتوں کی مانند ہے اور اکمل نماز یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں دو مرتبہ قیام کرے اور دو مرتبہ رکوع کرے، اس طرح کہ تعوذ، سورہ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے اور قیام کرے، اور سورہ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھے اور پھر دوبارہ رکوع کرے جو پہلے سے خفیف تر ہو۔ پھر اعتدال میں آئے اور دو سجدے کرے، رکوع، سجود اور اعتدال ان سب میں طمانینت کرے۔

اسی طرح دوسری رکعت؛ دو قیام، دو رکوع، دو اعتدال اور سجدوں کے ساتھ پڑھے۔

چاروں قیام میں طویل سورتیں اور رکوع و سجود میں طویل تسبیح پڑھے۔
کسوف کی نماز سری اور خسوف کی نماز جہری پڑھے۔

خطبہ

نماز کے بعد امام دو خطبے عیدین کے خطبوں کی طرح تکبیرات کے بغیر دے۔ دونوں خطبوں میں گناہوں سے توبہ کرنے، صدقہ دینے اور نیک کام کرنے کی ترغیب دے۔ خطبہ کی شرط صرف اس صورت میں ہے جب کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔ منفرد اور عورتوں کی جماعت کے لیے خطبہ نہیں ہے۔

استسقاء

بارش رک جائے یا کنویں کا پانی خشک ہو جائے یا ایسی ہی کوئی ضرورت پیش آئے تو پانی کے لیے نماز پڑھنے اور دعا مانگنے کو استسقاء کہتے ہیں۔
استسقاء کی نماز مقیم اور مسافر دونوں کے لیے سنت موکدہ ہے۔ نماز استسقاء دو یا زیادہ مرتبہ اُس وقت تک پڑھی جائے جب تک کہ اللہ تعالی دعا قبول کرے اور پانی برسائے۔

استسقاء کے آداب

امام کے لیے مسنون ہے کہ توبہ کرنے (لوگوں پر لازم ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ یوں بھی گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے خواہ امام نے حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو) صدقہ دینے، ظلم نہ کرنے، آپس کی عداوت مٹانے اور تین دن روزے رکھنے کے لیے حکم دے اور چوتھے روز بھی روزہ کی حالت میں خوشبو لگائے بغیر اور زینت کیے بغیر، غریبانہ لباس میں، خشوع اور خضوع کے ساتھ سب کو لے کر نمازِ استسقاء کے لیے نکلے۔ بچے، بوڑھے، بوڑھیاں اور جانور بھی ساتھ ہوں۔

نماز کا طریقہ

امام دو رکعت نماز عیدین کی نماز کی طرح ان سب کے ساتھ پڑھے۔ دعائے استفتاح ''وجھت وجھی'' اور تعوذ کے ساتھ پہلی رکعت میں سات تکبیر اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیر رفعِ یدین کے ساتھ کہے۔

خطبہ

نماز کے بعد عیدین کی طرح دو خطبے ارکان وغیرہ کے ساتھ مستحب ہیں، لیکن آغاز میں

تکبیروں کے بدلے استغفار پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ پڑھے۔صفیغۂ استغفار یہ ہے:

''أَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الۡعَظِيۡمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَالۡحَيُّ الۡقَيُّوۡمُ وَ أَتُوۡبُ إِلَيۡهِ''

میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جو بزرگ ہے، جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں، وہی ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قایم ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

چادر کواس طرح تحویل کریں یعنی الٹیں کہ چادر کی داہنی جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو داہنی جانب اور نیچے کے حصے کو اوپر کو پکڑیں اور کثرت سے دعا کریں۔ جب امام آہستہ دعا کرے تو سب آہستہ دعا کریں اور جب پکار کر دعا کرے تو سب آمین کہیں۔امام کثرت سے استغفار کرے اور اس آیت کو پڑھے:

''اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرۡسِلِ السَّمَاءَ عَلَيۡكُمۡ مِدۡرَارًا وَيُمۡدِدۡكُمۡ بِأَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَ يَجۡعَل لَّكُمۡ جَنَّاتٍ وَ يَجۡعَل لَّكُمۡ أَنۡهَارًا''۔

امام پہلے خطبہ میں وہ دعا مانگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی تھی:

''اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهَاسُقۡيَارَحۡمَةٍ، وَلَاتَجۡعَلۡهَاسُقۡيَاعَذَابٍ، وَلَامَحۡقٍ وَلَابَلَاءٍ، وَلَاهَدۡمٍ وَلَاغَرۡقٍ، اَللّٰهُمَّ عَلَى الظِّرَابِ وَالۡآكَامِ، وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ وَبُطُوۡنِ الۡاَوۡدِيَةِ، اَللّٰهُمَّ حَوَالَيۡنَاوَلَاعَلَيۡنَا، اَللّٰهُمَّ اسۡقِنَاغَيۡثًامُّغِيۡثًا، هَنِيۡئًا مَّرِيۡئًامَّرِيۡعًا، سَحًّاعَامًّاطَبَقًامُجَلًّلا، دَائِمًااِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ، اَللّٰهُمَّ اسۡقِنَاالۡغَيۡثَ وَلَاتَجۡعَلۡنَامِنَ الۡقَانِطِيۡنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالۡعِبَادِوَالۡبِلَادِ مِنَ الۡجَهۡدِوَالۡجُوۡعِ وَالضَّنۡكِ، مَالَانَشۡكُوۡاِلَّااِلَيۡكَ، اَللّٰهُمَّ اَنۡبِتۡ لَنَاالزَّرۡعَ وَاَدِرَّلَنَاالضَّرۡعَ، وَاَنۡزِلۡ عَلَيۡنَامِنۡ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ، وَاَنۡبِتۡ لَنَامِنۡ بَرَكَاتِ الۡاَرۡضِ، وَاكۡشِفۡ عَنَّامِنَ الۡبَلَاءِ مَالَايَكۡشِفُهُ غَيۡرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّانَسۡتَغۡفِرُكَ اِنَّكَ كُنۡتَ غَفَّارًا، فَاَرۡسِلِ السَّمَاءَ عَلَيۡنَامِدۡرَارًا''. (بخاری ۹۶۷،مسلم ۸۹۷،ابوداود ۱۱۶۹،الام ۱/۲۲۲)

ترجمہ: اے اللہ! تو اس کو رحمت کی بارش بنا، اور عذاب کی بارش نہ بنا، اور نہ ہلاکت

کی، اور نہ مصیبت کی، اور اس کو انہدام کا سبب نہ بنا اور نہ غرق کا، اے اللہ! (اس طرح کی یعنی عذاب والی) بارش ٹیلوں، پہاڑوں، جنگلوں اور وادی کے اندرونی جگہوں پر نازل فرما، اے اللہ! یہ بارش ہمارے آس پاس نازل فرما، ہم پر نازل نہ فرما، اے اللہ! ہم کو سیراب کرنے والی بارش سے سیراب کر دے، اور ہم کو مایوس ہونے والوں میں سے نہ بنا، اے اللہ! بندے اور علاقے تنگ حالی، بھوک اور خشک سالی کے شکار ہیں، جس کی شکایت ہم تجھ ہی سے کرتے ہیں، اے اللہ! ہمارے لیے کھیتی اُگا، اور تھنوں میں دودھ دے، اور ہم پر آسمان کی برکتیں نازل فرما، اور زمین کی برکتیں ہمارے لیے اُگا دے، اور ہم سے مصیبت کو دور فرما، جس کو تیرے علاوہ کوئی دور نہیں کرسکتا، اے اللہ! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، تو بڑا ہی مغفرت فرمانے والا ہے، چناں چہ تو بہت برسنے والے بادل ہمارے پاس بھیج دے۔

تسبیحِ رعد

بادل کی گرج پر یہ تسبیح پڑھے:

''یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ'' بادل اس کی تعریف میں تسبیح پڑھتا ہے اور فرشتے (تسبیح پڑھتے ہیں) اس کے خوف سے۔

تسبیحِ برق

بجلی کی چمک پر یہ تسبیح پڑھے: ''سُبْحَانَ مَنْ يُّرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا'' (پاک ہے وہ ذات جو تم کو بجلی خوف و امید کی حالت میں دکھاتی ہے)

صلاۃ الخوف

نماز جو خوف کی حالت میں پڑھی جاتی ہے اس کی جملہ سولہ (۱۶) قسمیں ہیں، جن میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے چار شکلیں اختیار کیں اور ان میں سے صرف تین کا ذکر شیخ ابوشجاع نے کیا ہے:

۱۔ دشمن قبلہ کی جہت میں نہ ہو اور دشمن کی تعداد قلیل اور مسلمانوں کی تعداد اس قدر کثیر ہو کہ ہر ایک فرقہ دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ اس صورت میں امام جماعت کو دو فرقوں میں تقسیم کرے، ایک فرقہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہے اور نگرانی کرے اور دوسرا فرقہ امام کے پیچھے کھڑا رہے اور امام اس فرقہ کے ساتھ جو اس کے پیچھے ہے ایک رکعت پڑھے اور پھر جب امام دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو یہ فرقہ اپنی بقیہ نماز خود سے پڑھ لے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دشمن کے مقابلہ میں نگرانی کے لیے چلا جائے اور پھر دوسرا فرقہ جو پہلی رکعت کے وقت حفاظت کر رہا تھا آئے اور امام اس فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور جب تشہد کے لیے امام بیٹھے تو یہ فرقہ امام سے الگ ہو جائے اور اپنی نماز کی تکمیل کرے، اور امام ان کا انتظار کرے اور ان کے ساتھ سلام پھیرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح جنگِ ذات الرقاع میں نماز پڑھی تھی۔

یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے، اگر نماز تین رکعت والی ہو تو امام پہلے فرقہ کے ساتھ دو رکعت اور دوسرے فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ چار رکعت والی نماز میں امام پہلے فرقہ کے ساتھ دو رکعت اور دوسرے فرقہ کے ساتھ بقیہ دو رکعت پڑھے۔

۲۔ دشمن قبلہ کی جہت میں ہو اور ایسے مقام پر ہو کہ مسلمانوں کی نظر سے اُن کو چھپانے کے لیے کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو اور مسلمانوں میں ایسی کثرت ہو کہ امام ان کو تقسیم

کر سکے۔اس صورت میں امام جماعت کی دو صفیں بنائے اوران سب کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے اور امام کے ساتھ صرف ایک صف پہلی رکعت میں دونوں سجدے کرے اور دوسری صف کے لوگ اس صف کی حفاظت کریں اور جب امام سجدوں سے سر اٹھائے تو دوسری صف کے لوگ اپنے سجدے پورے کر کے امام کے ساتھ مل جائیں اور امام دونوں صفوں کے ساتھ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح عسفان کی جنگ میں نماز پڑھی تھی۔

۳۔لڑائی گھمسان ہو اور شدید خوف ہو،لڑائی سے باز رہنا ممکن نہ ہو،سوار سواری سے اتر نہ سکے، پیادہ مُڑ نہ سکے تو ہر ایک شخص جس طرح ممکن ہو اپنی نماز فرداً فرداً ادا کرے،خواہ پیادہ ہو یا سوار،قبلہ رُو ہو سکے یا نہ ہو سکے۔اسی طرح اثنائے نماز میں متواتر وار کرنے کی وجہ سے جو اعمالِ کثیرہ پیش آتے ہیں اس کے لیے ہر ایک معذور ہے۔

۴۔ چوتھی صورت جس کا ذکر ابوشجاع نے نہیں کیا ہے یہ ہے کہ دشمن قبلہ کی جہت میں نہ ہو تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امام جماعت کو فرقوں میں تقسیم کرے اور ہر ایک فرقہ کے ساتھ پوری نماز پڑھے۔

کتاب الجنایز

حکم

میت کے بارے میں چار چیزیں فرض کفایہ ہیں: غسل، کفن، نماز اور دفن۔

یہ حکم مسلمان کی میت سے متعلق ہے جو مُحرم، شہید یا سِقط (اس کی تفصیل آرہی ہے) نہ ہو۔

فرض کفایہ کے حکم کا تعلق مکلّف افراد سے ہے۔ فرض کفایہ ایسا فرض ہے جو بعض کے عمل کرنے سے باقی افراد کے ذمہ سے ساقط ہو جائے۔

اگر میت کا علم ایک ہی شخص کو ہو تو چاروں امور کی تکمیل اس کے ذمے ہوگی۔

تجہیز کے مصارف

تجہیز کے مصارف کی نسبت یہ حکم ہے کہ سب سے پہلے عین جائدادِ متروکہ کے ساتھ حقوقِ رہن اور زکات وابستہ ہیں۔ اس کے بعد تجہیز کے مصارف کا درجہ ہے اور تجہیز کے مصارف کے بعد قرض کی ادائی اور وصیت کی تعمیل اور میراث کی تقسیم ہوگی۔

کافر کی میت کا حکم

کافر کی میت کا غسل جائز ہے، لیکن اس پر نماز حرام ہے۔ کافر ذمی (امن دیے ہوئے) کی تکفین اور تدفین واجب ہے، جب کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسرے ذمّی نہ پائے جائیں۔ کافر حربی اور مرتد کی تکفین اور تدفین واجب نہیں ہے۔

مُحرم کی تجہیز و تکفین

مُحرم وہ شخص ہے جس نے حج یا عمرہ کے لیے احرام کیا ہو اور ابھی تحلیل (اس کی تفصیل

آرہی ہے) نہ کی ہو۔اس کے لیے بھی چاروں امورفرضِ کفایہ ہیں لیکن کفن میں اس قدر فرق ہے کہ مُحرم مرد کا سراور محرم عورت کا چہرہ کھلا رکھا جائے اوران دونوں کے لیے سیے ہوئے کپڑے اور خوشبو کا استعمال حرام ہے۔

شہید کی تجہیز و تکفین

شہید کی تکفین اور تدفین واجب ہے، لیکن اس کا غسل اور اس پر نماز حرام ہے۔شہید وہ شخص ہے جو کافروں کی لڑائی میں لڑائی کی حالت میں لڑائی کے سبب سے فوت ہو، اس کو کسی کافر نے قتل کیا ہو یا کسی مسلم نے غلطی سے قتل کیا ہو، یا اسی کا ہتھیار پلٹ کر لگا ہو، یا سواری سے گر کر فوت ہوا ہو یا اسی طرح اور کوئی صورت ہو۔

اگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ایسے زخم سے فوت ہو جو لڑائی میں لگا ہو، اور زخمی میں حیاتِ مستقرہ (مستقل زندگی) باقی ہو تو اظہر یہ ہے کہ وہ شہید نہیں، حیاتِ مستقرہ نہ رہی ہو تو شہید ہے۔اسی طرح جو باغیوں کے ساتھ لڑائی میں فوت ہو تو وہ بھی شہید نہیں۔

سِقط کے احکام

سِقط اس حمل کو کہتے ہیں جس کے چھ مہینے کی مدت پوری نہ ہوئی ہو۔مدتِ حمل چھ مہینے پوری ہو جائے یا مولود میں ولادت کے بعد زندگی کی علامات پائی جائیں تو اس کے لیے دونوں امور واجب ہیں۔مولود میں زندگی کی علامات نہ پائی جائیں لیکن خلقت پائی جائے تو غسل، تکفین اور تدفین تینوں واجب ہیں، نماز واجب نہیں، اگر مولود میں خلقت بھی ظاہر نہ ہو تو اس کے لیے کوئی چیز واجب نہیں، بلکہ اس پر نماز حرام ہے۔سنت یہ ہے کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

غسل

مسلمان میت کا غسل واجب ہے اور کافر حربی اور ذمّی کا غسل جائز ہے۔شہید اور سِقط کو غسل نہ دیا جائے۔غسل سے پہلے میت کو وضو کرایا جائے۔غسلِ میت کے لیے نیت

واجب نہیں ہے، سنت ہے: ''نَوَيْتُ أَدَاءَ الْغُسْلِ عَنْ هٰذَا الْمَيِّتِ ''(میں اس میت کے غسل کی ادائی کی نیت کرتا ہوں)

میت کو طاق مرتبہ یعنی تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ نہلائے، پہلے غسل میں بیری یا خطمی کا پتّا یا صابون وغیرہ استعمال کرے۔ آخری غسل میں اس میت کے جو مُحرم نہ ہو تھوڑا سا کافور جس سے پانی متغیر نہ ہو استعمال کرے۔

اقلّ غسل یہ ہے کہ پورے بدن کو پانی سے ایک مرتبہ دھوئے۔ میت مرد کی ہو تو مرد کا غسل دینا اور میت عورت کی ہو تو عورت کا غسل دینا اولی ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

جس مرد کو غسل میں اوّلیت حاصل ہے نماز پڑھانے میں بھی اس کو اولیت حاصل ہے۔ اوّلیت میں سب سے پہلے نسب میں عصبی رشتہ رکھنے والے مرد ہیں۔ عورت کے غسل کے لیے اولی اس کے قریبی عورت ذات محرم رشتے دار ہیں۔ جو لڑکا حد شہوت کو نہ پہنچا ہو اس کو مرد اور عورت غسل دے سکتے ہیں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے میت کو غسل نہ دیا جا سکتا ہو تو اس کو تیمّم کرایا جائے۔

کفن

کپڑے کے تین لفافوں یعنی چادروں کا کفن میت کو پہنانا واجب ہے، خواہ میت مرد کی ہو یا عورت کی، بالغ کی ہو یا نابالغ کی۔ تینوں لفافے ہی ہوں اور تینوں طول وعرض میں مساوی ہوں۔ ہر ایک لفافہ اتنا ہو کہ پورے بدن کو ڈھانپے۔

سنت ہے کہ کفن کا کپڑا دھویا ہوا ہو اور سفید ہو۔

مرد کے لیے افضل بھی یہی تین لفافے ہیں، لیکن پانچ کپڑوں کا کفن بھی جائز ہے، جس میں اولی یہ ہے کہ تین لفافے اور ایک قمیص اور ایک عمامہ ہو۔

عورت کے لیے دو لفافے، ازار، قمیص اور اوڑھنی جملہ پانچ کپڑوں میں کفن افضل ہے۔ اِزار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر پر باندھا جائے اور ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصے کو

ڈھانپے۔خماراوراوڑھنی وہ کپڑا ہے جس سے سر کو ڈھانپا جائے۔
اگر کفن کسی دوسرے کے مال سے ہو تو اقل کفن ایک کپڑا ہے جو پورے بدن کو ڈھانپے۔اوراس صورت میں واجب بھی اسی قدر ہے۔
کفن ایسے کپڑے کا ہو جس کا زندگی میں پہننا جایز ہے۔
کافر ذمی کی تکفین واجب ہے، کافر حربی یا مرتد کی تکفین واجب نہیں ہے۔
احرام کی حالت میں موت ہو تو میت کو کفن اس طرح پہنائے کہ مرد کا سر اور عورت کا چہرہ نہ ڈھانپے۔

نماز جنازہ

عام نماز کے واجب ہونے اور صحیح ہونے کے لیے جو شرایط ہیں وہی نمازِ جنازہ کے لیے بھی ہیں۔نمازِ جنازہ کے سات ارکان ہیں:
ا۔نیت: ''نَوَیۡتُ الصَّلٰوۃَ عَلٰی ھٰذَا الۡمَیِّتِ ''(میں اس میت کی نماز کی نیت کرتا ہوں)نیت تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہو،امام کی اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے۔
۲۔قیام قدرت کی صورت میں۔
۳۔تکبیر تحریمہ کے ساتھ چار تکبیریں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے اور سینے کے نیچے ہاتھ باندھے۔
۴۔قراءت سورہ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد،سورہ فاتحہ سے پہلے تعوذ اور بعد میں آمین کہے، قراءت سرّی کرنا سنت ہے،دعائے افتتاح اور دیگر سورے کی قراءت سنت نہیں ہے۔
۵۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دوسری تکبیر کے بعد۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد آل نبی پر بھی درود بھیجنا سنت ہے۔اقل درود ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمّدٍ'' ہے اور اکمل درود وہ ہے جو تشہد آخر میں پڑھا جاتا ہے:
''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ،اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ وَبَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ''.

ترجمہ:۔اے اللہ! محمد پراور محمد کے آل پر رحمت نازل فرما، جیسے تونے ابراہیم اوران کی آل پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے، اور محمد اوران کی آل پر برکت نازل فرما، جیسے تونے ابراہیم اوران کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تمام جہانوں میں تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔

۶۔تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا۔اقل دعا ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ (لَهَا)'' ہے(یا اللہ! اس کو بخش دے)۔

اورادنی کمال دعا یہ ہے:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ (ترمذی۱۰۲۴،ابوداؤد۳۲۰۱)

ترجمہ:اے اللہ! ہمارے زندوں کی، ہمارے مردوں کی، ہم میں موجود لوگوں کی، اورہم میں غیر حاضر لوگوں کی، ہمارے چھوٹوں کی اور ہمارے بڑوں کی، ہمارے مردوں کی اور ہماری عورتوں کی مغفرت فرما، اے اللہ! ہم میں سے جس کو بھی تو زندہ رکھ، اس کو اسلام کی حالت میں زندہ رکھ، اورہم میں سے جس کو وفات دے تو ایمان کی حالت میں وفات دے۔

اللهم اغفر لحينا سے فتوفه على الإيمان تک پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ خَرَجَ مِنْ رَوْحِ الدُّنْيَا وَسَعَتِهَا، وَمَحْبُوْبِهٖ وَاَحِبَّائِهٖ فِيْهِ، اِلٰى ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَمَاهُوَ لَاقِيْهِ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ، وَاَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ، وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ، وَقَدْ جِئْنَاكَ رَاغِبِيْنَ اِلَيْكَ شُفَعَاءَ لَهُ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ

اِحْسَانِہٖ، وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ، وَلَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ رِضَاکَ، وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَہٗ، وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ، وَجَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ، وَلَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِکَ، حَتّٰی تَبْعَثَہٗ اِلٰی جَنَّتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ ! یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بچہ ہے، دنیا کی زندگی اور اس کی وسعت، اپنے محبوب اور دنیا میں رہنے والے اپنے چاہنے والوں سے نکل کر قبر کی تاریکی اور وہاں کی تنہائیوں اور تکلیفوں کی طرف گیا ہے، وہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تنہا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور محمد آپ کے بندے اور رسول ہیں، تو اس کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتا ہے، اے اللہ ! وہ آپ کے پاس اترا ہے، اور آپ بہترین میزبان ہیں، اور وہ آپ کی رحمت کا فقیر بن گیا ہے، اور تو اس کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے، ہم آپ کے پاس امید لیے اس کی سفارشی بن کر آئے ہیں، اے اللہ ! اگر وہ نیکوکار تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما، وہ گنہ گار تھا تو اس کو درگذر فرما، اور اپنی رحمت سے اس کو اپنی رضامندی اور خوش نودی عطا فرما، اس کو قبر کے فتنے اور عذاب سے بچا، اور اس کے لیے قبر میں کشادگی فرما، اور اس کے پہلوؤں سے زمین کو دور رکھ، اور اپنی رحمت کے ذریعے اپنے عذاب سے اس کو امن عطا فرما، یہاں تک کہ تو اس کو اپنی جنت میں پہنچا دے، اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے !۔

تنبیہ: اللھم اغفر لحینا سے فتوفہ علی الإیمان تک دعا عام ہے جو سنت ہے، اور اللھم اغفر لہ وارحمہ اقل دعا اور اللھم إن ھذا عبدک سے برحمتک یا أرحم الراحمین تک اکمل دعا خاص کر میت کے لیے ہے اور ارکان میں داخل ہے اور واجب ہے۔

بچے کی میت ہو تو میت کے لیے خاص دعا کے بدلے یہ دعا پڑھے:

’’اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ فَرَطًا لِّاَبَوَیْہِ وَسَلَفًا وَذُخْرًا وَعِظَۃً وَاعْتِبَارًا وَشَفِیْعًا، وَثَقِّلْ بِہٖ مَوَازِیْنَھُمَا، وَاَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰی قُلُوْبِھِمَا وَلَا تَفْتِنْھُمَا بَعْدَہٗ

وَلَاتَحْرِمْهُمَا اَجْرَهُ.

ترجمہ: اے اللہ! اس بچے کو اس کے والدین کی نجات کے لیے آگے جانے والا اور پیشرو بنا، اور ذخیرۂ آخرت اور نصیحت وعبرت کا سامان بنا، اور سفارشی بنا، اور اس کے ذریعے ان کے پڑلے کو بھاری فرما، اور ان کے دلوں کو صبر سے بھر دے، اور اس کے بعد انھیں آزمائش میں مبتلا نہ فرما، اور نہ اس کے اجر سے محروم فرما۔

۷۔ اس کے بعد سلام اصل رکن اور واجب ہے، دیگر نمازوں کی طرح نمازِ جنازہ میں بھی پہلا سلام واجب ہے اور دوسرا سلام مندوب ہے اور رحمۃ اللہ کا اضافہ بھی مندوب ہے

متفرق مسائل

نمازِ جنازہ مسجد میں تین یا زیادہ طاق صفوں میں پڑھنا سنت ہے۔

نمازِ جنازہ غائب اور مدفون پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

دفن

میت کو سیدھی کروٹ قبلہ رو کر کے دفن کرنا واجب ہے۔

اقلِ دفن یہ ہے کہ میت بدبو کے پھیلنے سے اور درندوں وغیرہ کے گزند سے محفوظ رہے اور اکمل یہ ہے کہ قبر کا عمق قد آدم اور ہاتھ کی بلندی کے برابر یعنی ساڑھے چار ہاتھ ہو۔

قبر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شقّ: اُس قبر کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھی اور پانی کی نالی کی مانند ہو۔

۲۔ لحد: اس قبر کو کہتے ہیں جس کے نچلے حصہ میں قبلہ کی جانب اتنا کھودیں کہ میت اس میں سما سکے اور چھپ جائے۔

اگر زمین سخت ہو تو لحد کرنا سنت اور افضل ہے۔ اگر زمین نرم ہو تو شقّ کی طرح کھود کر اس کے دونوں جانب دیوار اٹھائے، اور اس میں میت کو رکھنے کے بعد اُس کے اوپر خام اینٹیں یا بَرگے جمادیں اور ان کی درازوں کو بھی بند کر کے قبر کی پوری گہرائی میں مٹّی بھر دیں۔ قبر کے اوپر کی سطح مسطح رکھے، اس کا کوئی حصہ اونٹ کے کوہان کی طرح بلند نہ کرے، اس کو

پختہ نہ کرے اور نہ کوئی عمارت اس پر تعمیر کرے۔ قبر پر گج (چونا) کرنا مکروہ ہے۔
دو میت کو بغیر ضرورت ایک قبر میں دفن نہ کرے، بجز اس کے کہ زمین تنگ ہو اور بہت سی میتیں ہوں۔

متفرق مسائل

جنازے کو قبر کے پاس میں رکھیں۔ دفن کرنے کے لیے میت کو سر کی جانب سے آہستگی سے اٹھائیں۔ قبر میں اتارتے وقت اتارنے والے کے لیے سنت ہے کہ کہے:
''بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''۔
سنت موکدہ ہے کہ دفن کے وقت پردہ پکڑے، میت مرد کی ہو یا عورت کی؛ میت پر چیخے چلّائے بغیر میت کا رخسار زمین پر رکھنا بھی سنت ہے۔ موت ہونے کے بعد یا پہلے رونے میں مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کا ترک اولی ہے۔ آواز کے ساتھ رونا مکروہ ہے، جن میں آنکھوں سے آنسو بہیں جائز ہے، کپڑے پھاڑنا اور سر اور سینہ پیٹنا حرام ہے۔

تعزیت کے احکام

مصیبت میں صبر کرنے کی ہدایت کرنے کو تعزیت کہتے ہیں اور شریعت میں تعزیت چند امور کو شامل ہے۔ صبر کی ہدایت کرنا، صبر پر ثواب کی امید دلانا، میت کی مغفرت اور پس ماندوں کے رنج کی تلافی کے لیے دعا کرنا، میت کے بڑے چھوٹے قرابت داروں، مرد اور عورت کے ساتھ تعزیت کرنا اور اظہارِ ہمدردی کرنا مسنون ہے اور تعزیت کا جواب دینا بھی اس معنی میں کہ ''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَتَقَبَّلَ اللّٰهُ عَنْكَ'' (اللہ تجھ کو جزائے خیر دے اور تجھ سے قبول کرے) سنت ہے۔
دفن سے پہلے اور دفن کے بعد تین دن تک تعزیت سنت ہے، البتہ شرط یہ ہے کہ فریقین ایک ہی مقام پر رہتے ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک غائب ہو تو اس کی حاضری کے بعد بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔

زکات

زکات کے معنی زیادتی کے ہیں اور شریعت میں خاص نوعیت کے مال سے چند مقررہ اصول کے تحت معینہ شرح سے مال کے بعض حصہ کے لینے اور افراد کے مخصوص طبقہ پر اُس مال کے صرف کرنے کو زکات کہتے ہیں۔

زکات واجب ہونے کے شرایط

زکات واجب ہونے کے لیے چھ شرایط ہیں:

۱۔اسلام؛ کافر پر زکات واجب نہیں ہے، لیکن مرتد کے مال پر زکات ملتوی رہے گی۔ اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو زکات واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔

۲۔آزادی؛ غلام پر زکات نہیں ہے۔

۳۔کامل ملکیت: ملکیت میں کوئی نقص ہو تو زکات واجب نہیں ہے۔

۴۔نصاب: مقررہ مقدار جس پر زکات واجب ہے، اس سے کم ہو تو زکات واجب نہیں، ہر چیز کے لیے جداگانہ نصاب ہے۔

۵۔حول یعنی پورے ایک سال کی مدت گزرے، اگر اس مدت میں کمی ہو تو زکات واجب نہیں ہے، پھل اور غلّہ کے لیے مدت شرط نہیں ہے۔

۶۔سَوم؛ چراگاہ میں چرائی، یہ شرط صرف مویشی کے لیے ہے۔

زکات کی چیزیں

وہ چیزیں جن پر زکات واجب ہے پانچ ہیں:

۱۔مویشی یعنی چوپائے

۲۔قیمتی چیزیں

۳۔زراعت

۴۔میوہ

۵۔مالِ تجارت

مویشی

یعنی چوپائے مین صرف اونٹ، گائے اور بیل (بھینس گائے میں داخل ہے، مولوی عبدالقدیر صاحب صدیقی) اور غنم یعنی مینڈی و بکری بشمول نر و مادہ پر زکات واجب ہے۔ گھوڑے پر زکات واجب نہیں۔ مویشی پر زکات واجب ہونے کے لیے سَوم (چراگاہ میں چرائی) کی شرط ہے۔ جو جانور سال کے اکثر حصے میں چارے پر پالے جاتے ہیں ان پر زکات نہیں ہے۔ اگر سال کے نصف یا اس سے کم زمانے میں چارہ صرف اس مقدار میں دیا گیا ہو کہ اس کے بغیر بھی مویشی زندہ رہ سکتے تھے تو اس پر بھی زکات واجب ہے ورنہ نہیں، نصاب کی تفصیل یہ ہے:

اونٹ کا نصاب

اونٹ کا نصاب پانچ کی تعداد سے شروع ہوتا ہے اور پانچ اونٹوں پر ایک بکری یا مینڈی کی زکات واجب ہے۔ بکری اور مینڈی میں نر اور مادہ دونوں کی اجازت ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ مینڈی میں ایک سالہ اور بکری (چھیلی) میں دو سالہ کی قید ہے۔

دس اونٹوں میں دو بکریاں

پندرہ اونٹوں میں تین بکریاں

بیس اونٹوں میں چار بکریوں کی زکات ہے۔

پچیس اونٹوں میں ایک سالہ اونٹ

چھتیس اونٹوں میں دو سالہ اونٹ

چھیالیس میں تین سالہ اونٹ

اکسٹھ میں چار سالہ اونٹ

چھہتر میں دو سالہ دو اونٹ

اکیانوے میں تین سالہ دو اونٹ

ایک سو اکیس میں دو سالہ تین اونٹ کی زکات واجب ہے۔

اس کے بعد ہر چالیس میں ایک دو سالہ اونٹ اور ہر پچاس میں ایک تین سالہ اونٹ کی زکات دی جائے گی۔

مثلاً ایک سو چالیس میں ایک سالہ دو اونٹ اور ایک سو پچاس میں تین، تین سالہ اونٹ کی زکات دی جائے گی۔

بقر یعنی گائے بیل کا نصاب

بقر یعنی گائے بیل کا نصاب تیس کی تعداد سے شروع ہوتا ہے اور اس میں ایک سالہ ایک نَر پاڑے کی زکات واجب ہے، اگر بجائے نر کے مادہ یعنی پاڑی کی زکات دی جائے تو اولی ہے۔

چالیس میں ایک دو سالہ پاڑی یا ایک سالہ دو پاڑے نکالے جا سکتے ہیں اور علی ہذا ایک سو بیس بقر پر تین دو سالہ پاڑیوں یا چار ایک سالہ پاڑوں کی زکات ہوگی۔

غنم یعنی بکری اور مینڈی کی زکات

غنم یعنی بکری اور مینڈی نر د و مادہ کا نصاب چالیس کی تعداد سے شروع ہوتا ہے اور ان میں ایک مینڈی یا بکری کی زکات دی جائے گی خواہ نَر ہو یا مادہ، لیکن فرق یہ ہے کہ مینڈی میں ایک سالہ اور بکری میں دو سالہ کی قید رہے گی۔

ایک سو اکیس میں دو بکریاں۔

دو سو ایک میں تین بکریاں۔

چار سو میں چار اور پھر ہر سو میں ایک بکری کی زکات واجب ہوگی۔

مویشی میں اشتراک یعنی پارٹنرشپ کے احکام

دو افراد کے مویشی مشترک ہوں تو مجموعی تعداد پر ایک شخص کے مویشی کے حساب سے زکات دی جائے گی۔

اشتراک کے چار مختلف اثرات ہیں:

١۔ اشتراک دونوں شریک کے لیے بعض وقت زکات کی تخفیف کا باعث ہوسکتی ہے جیسا کہ دونوں شریک کی مشترکہ مساوی ملکیت میں اسّی بکریاں ہوں تو ان میں ایک بکری کی زکات ہوگی۔

٢۔ اشتراک بعض وقت دونوں شریک کے لیے زکات کے اضافہ کا باعث بھی ہوسکتی ہے، جیسا کہ دو کی مشترکہ ساری ملکیت میں چالیس بکریاں ہوں تو ان میں ایک بکری زکات ہوگی۔

٣۔ کبھی اشتراک ایک شریک کے لیے تخفیف اور دوسرے کے لیے اضافہ کی باعث ہوتی ہے جب کہ دو کی مشترکہ ملکیت میں ساٹھ بکریاں ہوں جن میں سے ایک شریک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائی بکریاں ہوں۔

٤۔ کبھی اشتراک سے نہ تخفیف ہوتی ہے اور نہ اضافہ، جب کہ دونوں کی مشترکہ مساوی ملکیت میں دو سو بکریاں ہوں۔

شراکت کے شرایط

شراکت کی چھ شرطیں ہیں:

١۔ رات کے بسیرے کی جگہ ایک ہو۔

٢۔ چراگاہ کو لے جانے سے قبل جمع کرنے کی جگہ ایک ہو۔

٣۔ چراگاہ

٤۔ اور چرواہا ایک ہو۔

۵۔ساتھ ایک ہو۔

۶۔پانی پلانے کی جگہ مثلاً چشمے نہر وغیرہ ایک ہو۔

دودھ دھونے والے یا دودھ دھونے کے برتن کا ایک ہونا ضروری نہیں ہے۔

قیمتی اشیاء

قیمتی اشیاء میں سونے اور چاندی پر زکات واجب ہے؛ سکہ کی شکل میں ہوں یا نہ ہوں۔ کھیٹ سونے اور کھیٹ چاندی میں کوئی زکات نہیں ہے جب تک کہ اُس کے خالص کا اندازہ نہ ہواور وہ خالص نصاب کے موافق نہ ہو۔

مباح زیورات میں بھی کوئی زکات نہیں ہے لیکن ان چیزوں میں جن کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہو زکات واجب ہے۔

نصاب کی تفصیل یہ ہے:

سونے کا نصاب بیس مثقال مکہ کے وزن سے شروع ہوتا ہے، ہندوستان میں ۲۰ مثقال کا وزن ساڑھے سات تولے ہے (ایک مثقال ۲۵ء۴ گرام، بیس مثقال ۸۵ گرام ہوتا ہے)۔ زکات کا چالیس واں حصہ نصف مثقال یعنی دو ماشے دو رتّی ہے اور جو مقدار میں مثقال پر زیادہ ہے اُس کی زکات اسی حساب سے ہے۔

چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولے (۵۹۵ گرام) سے شروع ہوتا ہے اور چالیسواں حصہ پانچ درہم یعنی ایک تولہ تین ماشے اور پانچ رتّی زکات ہے، زیادہ پر بھی یہی حساب ہے۔

پیداوارِ زراعت

غلّہ میں صرف ان اجناس پر زکات واجب ہے جو غذا کے طور پر کھائے جاتے ہیں جیسے گیہوں، جوار، چنا، باجری وغیرہ۔

پیداوار پر زکات واجب ہونے کے لیے چار شرایط ہیں:

۱۔آدمیوں نے بویا ہو۔اگر پانی کے بہالانے اور ہوا کے اڑالانے سے خودروطریقہ پراُگ جائے تواس میں زکات نہیں۔

۲۔زراعت میں ایک سال کی مدت کی شرط نہیں ہے، ہرایک جنس کی تیاری پراُس کی حدتک زکات واجب ہے۔

۳۔کھانے کے اجناس ایسے ہوں جو ذخیرہ کیے جاسکتے ہوں، اگرایسی جنس ہو جو غذا کے طور پر نہ کھائی جائے یاذخیرہ کرنے کے قابل نہ ہوتواس پر زکات نہیں ہے۔

۴۔نصاب کے تعین میں چھلکااور بھوسہ خارج کیا جائے گا۔

اجناس کا نصاب پانچ وسق سے شروع ہوتا ہے۔ پانچ وسق ساڑھے نوسوسیر یاایک کھنڈی (۷۲۰کلو) کے مساوی ہیں۔اس سے زیادہ پر بھی یہی حساب ہوگا۔

زراعت بارش کے پانی یا بہتے ہوئے پانی سے ہوتو اس کا دسواں حصہ اوراگر ڈول یا مُوٹ یارَہَٹ سے پانی دیا جائے یامَشک، پمپ، بالٹی یا جانور کے ذریعہ پانی پہنچایا جائے تو بیسواں حصہ زکات واجب ہے۔ اگر قدرتی پانی اور مشقت سے حاصل کیا ہوا پانی دونوں مقدار میں مساوی ہوں تو چالیسواں حصے کا سہ چند حصہ (ساڑھے سات فیصد) زکات ہوگی۔

میوہ

پھلوں میں صرف کھجوراورانگور پر زکات واجب ہے، میوے کے نصاب اورزکات کی مقدار وہی ہے جو پیداوارِزراعت کی ہے۔

مالِ تجارت

مالِ تجارت میں زکات واجب ہونے کے لیے وہی شرایط ہیں جو قیمتی اشیاء کے لیے ہیں۔ مالِ تجارت پر زکات پورا سال گزرنے پر خریدی ہوئی قیمت پر واجب ہوگی۔ مالِ تجارت کی قیمت آخر سال سے پہلے نصاب کی مقدار کو پہنچی تھی یا نہ پہنچی تھی کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آخر سال میں اس کی قیمت نصاب کی مقدار کو پہنچی ہے یا نہیں۔ اگر پہنچی

ہےتو زکات دی جائے ورنہ نہیں۔ قیمت کا چالیسواں حصہ زکات کے لیے نکالے۔

معدن یعنی کان کی زکات

کان سے جس وقت اور جس قدر سونا اور چاندی برآمد ہو اور نصاب کی مقدار میں ہو تو اس کا چالیسواں حصہ زکات ہے۔ معدن کا نصاب وہی ہے جو قیمتی اشیاء کا ہے۔

دفینہ کی زکات

زمین میں دفن کیا ہوا سونا یا چاندی برآمد ہو اور نصاب کی مقدار میں ہو تو اس کا پانچواں حصہ زکات ہے۔ دفینہ کا نصاب وہی ہے جو قیمتی اشیاء کا ہے۔

فطرہ

فطرہ کی زکات واجب ہونے کے لیے چار شرایط ہیں:

۱۔ اسلام

۲۔ آزادی

۳۔ رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہو۔ فطرہ اس شخص کی طرف سے دیا جائے جو غروب کے بعد فوت ہو جائے، بخلاف اس بچے کے جو غروب کے بعد پیدا ہو۔

۴۔ عید کی صبح و شام دونوں وقت اپنے اور اپنے اہل وعیال کی غذا سے زیادہ مال ہو۔

ان متعلقین کی طرف سے فطرہ دیا جائے جن کی پرورش اپنے ذمے ہے۔

فطرہ کی مقدار شہر کے غلہ سے فی کس ایک صاع یعنی تین سیر (دو کلو چار سو گرام) ہے۔ اگر شہر میں متعدد اجناس کے کھانے کا رواج ہو تو اس جنس سے فطرہ دیا جائے جو غالب طور پر کھائی جائے۔ عدم استطاعت کی صورت میں ایک صاع سے کم بھی فطرہ دیا جا سکتا ہے۔

مستحقین زکات

آٹھ طبقوں کے لوگ زکات پانے کے مستحق ہیں جن کا ذکر کلام مجید میں ہے:

''إِنَّمَا الصَّدُقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ

قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَا بْنِ السَّبِیْلِ ‘‘

ان کی تفصیل یہ ہے:

فقراء :وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال نہیں ہے اور کوئی ہنر بھی نہیں جانتے جس کے ذریعہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔

مساکین :ان لوگوں کو کہیں گے جو مال یا ہنر اتنا رکھتے ہیں جو ان کی ضروریات کی تکمیل کے لیے کافی نہیں ہے۔جیسا کہ ایک شخص کی ضروریاتِ زندگی کے لیے دس درہم کی ضرورت ہے اور اُس کے پاس سات ہیں۔

عاملین :وہ اشخاص ہیں جن کو امام نے صدقات کے وصول کرنے اور صدقات کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا ہے۔

مولفة القلوب :یعنی نومسلمین جن کو تالیف قلوب کے لیے زکات دی جاتی ہے،ان کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ایک وہ شخص جو اسلام لایا ہے مگر اس کا اسلام کمزور ہے اور زکات اس کے تالیفِ قلب کا باعث ہو سکے۔

۲۔دوسرا وہ شخص جو اسلام لایا ہے اور ارادہ قوی رکھتا ہے اور اس کو اس کی قوم میں ایسا شرف حاصل ہے کہ اس کی قدر افزائی دوسرے کفار کو اسلام کی طرف رغبت دلائے۔

۳۔تیسرا وہ شخص جو اپنے اطراف کے کفار کی شرارتوں سے ہم کو محفوظ رکھ سکے۔

۴۔چوتھا وہ شخص جو زکات کے مانعین کی شرارتوں سے ہم کو بچائے۔

رقاب :یعنی غلاموں کو غلامی سے رہائی دلانے کے لیے زکات دی جائے۔غلاموں سے وہ مکاتب مراد ہیں جن کے حق میں صحیح کتابت تحریر کی گئی ہے۔دشمن کے ہاتھ قید لوگوں کا فدیہ بھی اس مد میں داخل ہے۔(ڈاکٹر حمید اللہ)

غارمین: یعنی مقروضین جن کو قرض کی ادائی کے لیے زکات دی جائے،ان کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ایک وہ شخص جس نے دوفرقوں کے درمیان برپا فتنہ کودور کرنے کے لیے قرض لیا ہے۔

۲۔دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے یا اپنے اہل وعیال کے مباح اغراض کی تکمیل کے لیے قرض لیا ہے۔

۳۔تیسرا وہ شخص جس نے دوسرے کی ضمانت کے لیے قرض لیا ہے۔

سبیل اللہ: یعنی ایسے غازیوں کی امداد کے لیے جو خدا کے واسطے لڑنے نکلے ہیں اور جن کے لیے کوئی معاوضہ مقرر نہیں ہے،اس طبقہ کے لوگوں کو باوجود توانگر ہونے کے زکات دی جائے گی۔

ابن السبیل: یعنی مسافرین جن کو مال کی ضرورت ہے اور سفر گناہ کے لیے نہیں ہے۔

ان آٹھوں طبقوں میں سے جو لوگ موجود ہیں ان کو زکات دی جائے۔ اگر یہ سب کے سب مفقود ہوں تو زکات کو ان لوگوں کے دستیاب ہونے تک محفوظ رکھا جائے، ہر ایک طبقے میں سے کم سے کم تین افراد کو زکات دی جائے۔ البتہ طبقہ عاملین میں ایک پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

وہ افراد جن کو زکات دینا منع ہے

پانچ طبقوں کے لوگوں کو زکات دینا جایز نہیں ہے:

ا۔توانگر کو خواہ مال کی وجہ سے ہو یا ہنر کی وجہ سے۔

۲۔غلام کو۔

۳۔اس شخص کو جو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خاندان سے ہو، البتہ اس کو خیرات وغیرہ دی جاسکتی ہے۔

۴۔کافر کو۔

۵۔اس شخص کو جس کی پرورش دوسرے کے ذمہ ہو فقراء وغیرہ کے زمرے میں شریک کر کے زکات دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ غازی یا مقروض کے نام سے اس کو زکات دی جاسکتی ہے۔

صیام یعنی روزے

صیام اور صوم کے معنی امساک یعنی رکے رہنے کے ہیں۔ اور شریعت میں ایک خاص نیت کے ساتھ روزے توڑنے والے امور سے دن بھر پرہیز کرنے کو صیام کہتے ہیں۔

روزے صحیح ہونے کی شرطیں

روزے صحیح ہونے کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ اسلام۔

۲۔ تمیز۔

۳۔ عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو۔

۴۔ صبح صادق اور غروب کے اوقات سے واقفیت، اس لیے کہ ان دونوں اوقات کے درمیان کھانے پینے سے پرہیز کرنا ہے۔

۵۔ دن روزہ کے قابل ہو یعنی عیدین اور گیارہ بارہ و تیرہ ذی الحجہ کے علاوہ ہو۔

روزے واجب ہونے کی شرطیں

روزے واجب ہونے کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱۔ اسلام

۲۔ بلوغ

۳۔ عقل

۴۔ قدرت یعنی روزہ رکھنے کی طاقت ہو۔

ان چاروں صفات کی عدم موجودگی میں روزہ واجب نہیں ہے۔

روزے کے ارکان

روزے کے ارکان جن کو فرایض بھی کہا گیا ہے چار ہیں:

ا۔نیت: نیت دل سے ہے، زبان سے اظہار کیا جائے یا نہ کیا جائے، نیت کی تبییت یعنی رات میں ہی پایا جانا ضروری ہے اگر روزہ فرض یا نذر کا ہو۔نفل روزے میں تبییت کی قید نہیں ہے۔فرض روزے میں روزے کا تعین بھی واجب ہے جیسا کہ رمضان کا روزہ۔

رمضان کے روزے کی اقل نیت یہ ہے: ''نَوَيْتُ صَوْمَ رَمَضَانَ '' (میں رمضان کے روزہ کی نیت کرتا ہوں) اور اکمل نیت یہ ہے: ''نَوَيْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ أَدَاءِ فَرْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةَ لِلّٰهِ تَعَالٰى '' (میں نیت کرتا ہوں فرض روزے کی کل کے دن رمضان کے اس سال کی اللہ تعالی کے لیے)

۲۔عمداً کھانے پینے سے پرہیز کرنا، بھول کر یا جہالت کی وجہ سے کھائے یا پیے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ ناواقفیت علماء سے دوری کی وجہ سے ہو۔

۳۔عمداً جماع سے پرہیز کرنا۔بھول کر جماع کا حکم وہی ہے جو کھانے پینے کا ہے۔

۴۔عمداً قئے کرنے سے پرہیز کرنا۔اگر اپنے سے قئے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

روزہ توڑنے والے امور دس ہیں:

ا۔کسی چیز کا عمداً معمولی ذریعہ سے

۲۔یا غیر معمولی زخم وغیرہ کے ذریعہ سے پیٹ میں یا سر میں پہنچانا۔ چیز سے مراد دنیوی مادی شیئ ہے اور تنبا کو وغیرہ کا دھواں بھی اس میں شامل ہے۔

۳۔حقنے کے ذریعے کوئی چیز شرم گاہوں کے راستے سے پہنچانا۔

۴۔عمداً قئے کرنا، اگر قئے اپنے سے ہو جائے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔

۵۔عمداً شرم گاہ میں جماع کرنا۔اگر بھول کر جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۶۔انزال یعنی منی کا اخراج، مباشرت کی وجہ سے، بغیر جماع کے۔مباشرت دو افراد کے چمڑوں کا بغیر حائل کے راست چھو لینے کو کہتے ہیں۔مباشرت کی قید سے احتلام خارج ہو گیا، روزہ احتلام کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔

۷۔حیض۔

۸۔نفاس۔

۹۔جنون۔

۱۰۔ارتداد۔

ان آخری چار امور میں سے کوئی بات ذرا برابر بھی روزے میں ظاہر ہو جائے تو روزے کو توڑ دے گا۔

روزے کے مستحبات

روزے میں تین باتیں مستحب ہیں:

۱۔افطار میں جلدی کرنا بشرطیکہ سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے۔اگر سورج کے غروب ہونے میں شک ہو تو افطار میں جلدی نہ کی جائے۔کھجور سے ورنہ پانی سے ورنہ میٹھی چیز سے افطار کرنا سنت ہے۔افطار کے بعد کہے:

"اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَ لَکَ أَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَكَّلْتُ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ"

(اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیے ہوئے رزق پر افطار کیا اور تجھ پر ایمان لے آیا اور میں نے تیرے لیے سر جھکایا اور تجھ پر توکل کیا۔ پیاس چلی گئی اور رگیں گیلی ہو گئیں اور اگر اللہ چاہے تو اجر ثابت ہو گیا)

۲۔سحری کرنے میں دیر کرنا بشرطیکہ کہ وقت کی نسبت کوئی شک نہ ہو۔اگر شک ہے تو تاخیر نہ کرے۔سحری کا وقت نصف شب سے شروع ہوتا ہے۔سحری کا مقصد تھوڑے سے کھانے پینے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

۳۔فحش کلامی ترک کرنا۔جھوٹ،غیبت اور گالی گلوچ سے روزہ دار اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔گالی کے جواب میں روزہ دار کہے:"میں روزہ سے ہوں"۔نووی نے لکھا ہے کہ زبان سے کہے۔اور رافعی نے لکھا ہے کہ اپنے دل میں کہہ لے اور بس اسی پر اکتفا کرے۔

روزہ کی ممانعت

پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے:عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دن،اور تشریق یعنی گیارہ،بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کے تین دن۔دیگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایام تشریق دو ہیں۔

شک کے دن کا روزہ

شک کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے،سوائے اس کے کہ اُس دن نفل روزہ رکھنے کی عادت ہو جیسا کہ اس شخص کے لیے جو ہر دوسرے دن روزہ رکھتا ہو اور شک کا دن روزے کی باری کا دن ہو۔نذر کیا ہوا اور قضا روزہ بھی شک کے دن رکھا جا سکتا ہے۔شک کا دن شعبان کا تیسواں دن ہے جب مطلع ابر آلود نہ ہونے (آسمان صاف رہنے) کے باوجود ہلال نظر نہ آئے اور لوگ ہلال کا نظر آنا بیان کریں مگر کس نے دیکھا ظاہر نہ ہو یا رویت ہلال کی شہادت بچے،غلام یا فاسق فاجر ادا کریں۔اَبر ہے تو کسی شک کی گنجایش ہی نہیں،وہ دن قطعی طور پر شعبان میں ہوگا۔

روزہ کا کفارہ

وہ شخص جس پر رمضان کا روزہ فرض ہے اور رات میں روزے کی نیت کر چکا ہے،عمداً شرمگاہ میں جماع کرے تو اس پر روزے کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

کفارہ یہ ہے کہ ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کرے۔اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔اگر اس طرح روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ فقیروں اور مسکینوں کو فی کس ایک مد یعنی بارہ چھٹانک (۶۰۰ گرام) کے حساب سے غلہ دے جس کی شرط صدقہ فطر میں ہے۔

اگر ان سب سے عاجز ہے تو کفارہ اس کے ذمے باقی رہے گا،جب کبھی مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی صورت پر قدرت حاصل ہو تو اس پر عمل کرے۔

اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ کسی عذر کی وجہ سے اپنے ذمے رکھ کر فوت ہو جائے جیسا

کہ مرض کی وجہ سے روزہ توڑا گیا ہو اور قضا نہ کیا گیا ہو اور اسی مرض میں فوت ہو جائے تو اُس روزے کے فوت ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

اگر روزہ بغیر کسی عذر کے فوت ہو جائے اور قضا پر قدرت پانے سے پہلے وہ شخص فوت ہو جائے تو ولی کو چاہیے کہ میت کے ترکہ سے ہر ایک چھوٹے ہوئے روزے کے عوض ایک مد غلہ یعنی بارہ چھٹانگ (۶۰۰ گرام) صدقہ دے۔

قولِ قدیم کی رُو سے یہ بھی جایز بلکہ سنت ہے کہ میت کی طرف سے ولی روزہ رکھے۔

بوڑھا شخص یا ایسا مریض جس کی صحت یابی کی امید نہ ہو اگر روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روزہ کے عوض ایک مُد غلہ دے۔ روزے کی بابت اس روزے سے پہلے کی رات سے پیشتر فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنی ذات کو کوئی نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو مریض کی طرح روزہ توڑ سکتی ہے اور اس پر روزہ کی قضا واجب ہے۔ اگر عورت کو خوف ہو کہ اس کے بچے کو نقصان پہنچے گا تو بھی روزہ توڑ سکتی ہے لیکن اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے اور کفارہ روزانہ ایک مُد کے حساب سے ہوگا۔

مریض اور مسافر روزے سے نقصان کا اندیشہ کریں تو روزہ توڑ سکتے ہیں، لیکن ان پر قضا واجب ہے۔ مسافر کے لیے شرط ہے کہ سفر طویل اور مباح ہو۔ مریض کا مرض دن اور رات میں مسلسل جاری ہو یا روزے کے آغاز کا وقت ہی بیماری کا وقت ہو تو رات ہی کو نیت ترک کرے، ورنہ رات کو نیت کرے۔ اگر بیماری لوٹ آئے اور روزہ توڑنے کی نوبت آئے تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

نفل روزے

ان ایام میں نفل روزے رکھنا مستحب ہے: عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ، عاشوراء یعنی دسویں محرم، تاسوعاء یعنی نویں محرم اور ایام بیض یعنی چاندنی راتوں کے تین دن تیرھویں سے پندرھویں تک اور ستِّ شوال کے چھ دن، لیکن ان کا عید سے متصل اور مسلسل رکھنا افضل ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کے معنی کسی بات پر قائم رہنے کے ہیں؛ نیک ہو یا بری۔ اور شریعت میں مسجد میں ایک خاص طریقہ پر ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

اعتکاف سنت ہے۔ بافضل نے سنت موکدہ لکھا ہے۔ اعتکاف واجب ہے اگر نذر کیا ہو۔ حرام ہے اگر عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرے اور مکروہ ہے اگر خوبصورت اور شکیل عورت اعتکاف کرے، شوہر کی اجازت کے باوجود۔

اعتکاف کا وقت

ہر وقت اعتکاف کیا جا سکتا ہے، رات یا دن کی قید نہیں ہے، اور نہ روزے کی قید ہے، لیکن رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف افضل ہے، اس لیے کہ بقولِ امام شافعی لیلۃ القدر ان ہی دنوں میں ہوئی ہے۔ ان راتوں میں سے ہر ایک رات کی نسبت لیلۃ القدر کا احتمال ہے اور طاق تاریخوں کی راتوں میں احتمال قوی ہے اور ان میں بھی اکیسویں اور تیئیسویں تاریخوں میں قوی تر احتمال ہے۔

اعتکاف صحیح ہونے کی شرطیں

اعتکاف صحیح ہونے کے لیے اسلام، عقل کا ہونا اور حیض و نفاس اور جنابت سے پاکی کی شرط ہے۔ کافر، مجنون، حیض اور نفاس والی عورت اور جنابت والے شخص کا اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

اعتکاف کے ارکان

اعتکاف کے ارکان یا فرایض یہ ہیں:

۱۔ نیت: نذر کیے ہوئے اعتکاف میں فرضیت کی نیت کرے، نیت دل سے ہوگی۔

سنت میں ''نَـوَیۡتُ الۡاِعۡتِکَافَ '' (میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں) اور نذر کی صورت میں ''نَوَیۡتُ الۡاِعۡتِکَافَ الۡمَنۡذُوۡرَ'' کہے۔

۲۔ مسجد میں قیام: قیام طمانینت کے اندازے پر کافی نہیں ہے بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو، تا کہ ایسا قیام عکوف کہلائے۔ طمانینت اس قدر زمانہ کو کہتے ہیں جس میں تسبیح ''سبحان اللہ'' کہی جاسکے۔

معتکف نذر کیے ہوئے اعتکاف سے نکل نہیں سکتا، سوائے انسانی ضروریات؛ پیشاب پاخانہ یا غسل جنابت کی ضرورت ہو۔

عورت حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے مسجد سے نکل جائے گی۔ ایسے مرض کے عذر کے باعث بھی جس کے ساتھ مسجد میں قیام کرنا ممکن نہ ہو مسجد سے نکل سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ کہ ہلکی بیماری یا بخار وغیرہ کی وجہ سے نہ نکلے۔

اعتکاف جماع سے ٹوٹتا ہے۔

حج

حج کے معنی قصد اور ارادے کے ہیں، اور شریعت میں عبادت کی غرض سے بیت اللہ کا قصد کرنے کو حج کہتے ہیں۔

عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں اور شریعت میں عبادت کی غرض سے بیت اللہ کی زیارت کو عمرہ کہتے ہیں۔

حج اور عمرہ میں فرق یہ ہے کہ حج میں وقوفِ عرفہ ایک رکن ہے جو عمرہ میں نہیں ہے۔

حج واجب ہونے کی شرطیں

پانچ شرطیں پائی جائیں تو حج اور عمرہ واجب ہوتے ہیں:

۱۔ اسلام۔

۲۔ بلوغ۔

۳۔ عقل۔

۴۔ آزادی۔

ان چار صفات کے خلاف یعنی بحالتِ کفر، نابالغی، جنون وغلامی حج واجب نہیں ہے۔

۵۔ استطاعت: اس میں زادِ سفر، سواری اور متعلقین کا نفقہ، راستہ کا امن اور سفر کا امکان بھی داخل ہیں۔ سواری کی شرط صرف اس صورت میں ہے جب کہ مکہ کی مسافت دو منزل یا اس سے زیادہ ہو۔ اس قدر مسافت میں حاجی کے پیادہ چلنے کی صلاحیت اور عدم صلاحیت کا اثر نہ ہوگا۔ اگر مسافت دو منزل سے کم ہو اور چلنے کی صلاحیت اور قدرت ہو تو اس پر حج بغیر سواری کے بھی واجب ہے۔ ان لوگوں کے لیے جن کی سکونت مکہ کے قریب ہو سواری کی شرط نہیں ہے۔

یہ بھی شرط ہے کہ قرض کا بار نہ ہو اور اگر ہو تو ادائی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اپنے سفر کے دوران ان لوگوں کے حالات کے بموجب نفقہ وسکونت اور خدمت گزاری وغیرہ کے انتظام کے مصارف کی گنجایش رکھتا ہو جن کی پرورش اس کے ذمہ ہو۔

راستہ پر امن ہو، امن کی توقع ہو اور خطرہ کا احتمال نہ ہو۔ اگر سفر میں اپنی ذات، مال یا سامان کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو اس پر حج واجب نہیں۔

راستے میں ٹھہرنے کے مقامات پر پانی وغیرہ کی سہولت بھی شرط ہے۔

وقت اتنا ہو کہ سفر طے کر سکے، اس میں وہ وقت بھی شامل ہے جو سامانِ سفر اور سواری کی تیاری کے لیے درکار ہے، اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے ایک دن میں دو منزل کا سفر طے کرنے پر مجبور ہو اور اس سے نقصان کا احتمال ہو تو اس شخص پر حج واجب نہیں ہے۔

حج کے ارکان

حج کے ارکان چھ ہیں:

۱۔ احرام یعنی حج میں داخل ہونے کی نیت **"نَوَیْتُ الْحَجَّ وَ أَحْرَمْتُ بِهِ لِلّٰهِ تَعَالٰی"** (میں حج کی نیت کرتا ہوں اور اللہ تعالی کے لیے احرام کرتا ہوں)

نیت کا مرکز دل ہے، لیکن زبان سے کہنا بھی سنت ہے۔

احرام کے لیے غسل کرنا بھی سنت ہے، اگر غسل نہ کر سکے تو تیمّم کرے۔

احرام میں افضل یہ ہے کہ اس وقت احرام کرے جب کہ راستے کا رُخ کرے۔

احرام میں حج یا عمرہ یا دونوں کا تعین بھی کرے۔

۲۔ وقوفِ عرفہ: مقامِ عرفہ پر کم از کم ایک لحظہ حاجی کی حاضری مراد ہے، عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے دن سورج کے زوال کے بعد بشرطیکہ عبادت کے اہل ہو یعنی عقل وحواس قایم ہوں۔ وقوف کا وقت یومِ نحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی فجر تک جاری رہتا ہے۔

سنت یہ ہے کہ عرفہ کے دن کو آیندہ رات کے ساتھ ملائے اور غروب تک وہیں رکا رہے۔ اس رکن کو تنہا حج کے مساوی تصور کیا گیا ہے۔ ذکر اور دعا میں کثرت بھی مسنون

ہے۔ یہ دعا افضل ہے:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ“

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ تنہا ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اسی کی حکومت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور اور میری آنکھ میں نور روشن کر۔ یا اللہ! میرے سینے کو کھول دے اور میرے کام آسان کر۔

۳۔ طواف: خانہ کعبہ کے اطراف سات چکر لگائے جائیں۔ خانہ کعبہ بائیں جانب رہے، حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرے، اگر حجر اسود سے ابتداء نہ کی گئی ہو تو اس چکر کا شمار ہی نہیں ہوگا۔

۴۔ صفا مروہ کی سعی: صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کرے، صفا سے ابتداء کر کے مروہ پر ختم کرے۔ صفا سے مروہ کا سفر ایک سعی اور واپسی دوسری سعی شمار کی جائے۔ صفا اور مروہ کے درمیان فاصلہ تین سو پچاسّی (۳۸۵) گز ہے اور ساتوں سعی کی جملہ مسافت ایک میل سوا چار فرلانگ ہوتی ہے۔(صفا اور مروہ کے درمیان کی مسافت ۲۵ء۳۸۳ میٹر ہے، جملہ سعی کی مسافت ۷۵ء۲۶۸۲ میٹر ہوتی ہے)

۵۔ حلق یا تقصیر: یعنی بال مونڈھنا یا بال ترشوانا، مرد کے لیے حلق اور عورت کے لیے تقصیر افضل ہے۔ اقل حلق یا تقصیر یہ ہے کہ سر سے تین بال نکالے جائیں۔ جس کے سر میں بال نہ ہوں اس کے لیے سر پر اُسترا پھیرنا سنت ہے۔ سر کے علاوہ دوسرے مقامات داڑھی وغیرہ کے بالوں سے اس رکن کی تکمیل نہیں ہوتی۔

۶۔ ترتیب: ترتیب واجب ہے جو ارکان پر احرام کی تقدیم، اور طواف اور حلق یا تقصیر پر وقوف عرفہ کی تقدیم اور سعی پر طواف کی تقدیم۔ حلق یا تقصیر اور طواف کے مابین کوئی ترتیب

نہیں ہے۔اس ترتیب کوایک مستقل اور چھٹا رکن قرار دیا گیا ہے۔

حلق یا تقصیر کو ابو شجاع نے واجبات میں شمار کیا تھا اور ترتیب کو چھوڑ دیا تھا، لیکن ابن قاسم اور بیجوری کا قول ہے کہ ارکان میں داخل ہے اور اعتماد اسی پر ہے۔

ارکان اور واجبات میں فرق یہ ہے کہ ارکان پر حج موقوف ہے، جس کی تلافی دم سے نہیں ہوسکتی، اور واجبات پر حج موقوف نہیں ہے اور ان کی تلافی دم سے ہوسکتی ہے۔

ارکانِ نماز کی ترتیب کی طرح ارکانِ حج میں ترتیب رکن ہے۔

عمرہ کے ارکان

عمرہ کے ارکان پانچ ہیں:

۱۔احرام یعنی نیت ''نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَ أَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى ''(میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اور احرام کرتا ہوں اللہ تعالی کے لیے)

۲۔طواف

۳۔سعی

۴۔حلق یا تقصیر

۵۔ترتیب

ان کی تفصیل ارکانِ حج میں بیان کی جا چکی ہے۔

حج کے واجبات

حج کے واجبات جو ارکان میں داخل نہیں ہیں سات ہیں: احرام، رمی جمرات، طوافِ قدوم، مزدلفہ میں شب باشی، منی میں شب باشی، طوافِ وداع، اور محرماتِ احرام سے اجتناب۔

۱۔میقات سے احرام

میقات کی دو قسمیں ہیں: میقات زمانی اور میقات مکانی۔

۱۔میقات زمانی یعنی وہ وقت جس میں احرام کیا جاتا ہے۔میقاتِ زمانی حج کے لیے

شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔ اور عمرہ کے لیے سال کے تمام دنوں میں احرام ہوسکتا ہے۔

۲۔ میقاتِ مکانی: حج کے لیے اس شخص کے لیے جو مکہ میں مقیم ہو، مکی ہو یا آفاقی، نفسِ مکہ ہے اور غیر مقیم کے لیے جو بیرونِ مکہ سے آئے، آنے والے مقام کی جہت کے لحاظ سے علی حدہ علی حدہ میقات مقرر ہیں۔

مدینہ کی سمت کے لیے ذوالحلیفہ میقات ہے۔

شام، مصر یا مغرب کے لیے الجحفہ۔

تہامۃ الیمن اور ہندوستان کے لیے یلملم۔

نجدِ حجاز اور نجدِ یمن کے لیے قرن اور مشرق کے لیے ذات عرق ہے۔

عمرہ کے لیے میقاتِ مکانی اس شخص کے لیے جو بیرونِ حرم ہو وہی ہے جو حج کی میقات ہے اور اس شخص کے لیے جو حرم میں ہو حِلّ ہے یعنی حرم سے باہر۔

عمرہ کرنے والے کو احرام کے لیے قریب ترین حِلّ تک جانا ہوگا۔ افضلِ حِلّ جعرّانہ ہے، اس کے بعد تنعیم اور حدیبیہ۔

۲۔ رمیِ جمرات

رمی کنکری مارنے کو اور جمرہ اس ستون کو کہتے ہیں جس کو کنکری ماری جاتی ہے جو تین جمرے ہیں۔ پہلا جمرہ کبری جو مسجدِ خیف کے قریب ہے اور اس کے بعد جمرہ وسطی یعنی درمیانی اور آخر میں جمرہ عَقَبہ جو مکہ کے رخ میں ہے۔

یومِ نحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو سات کنکریاں صرف جمرۂ عقبہ پر اور تشریق کے تینوں دن تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی صحیح ہونے کی شرطیں

رمی صحیح ہونے کے شرایط یہ ہیں کہ جمرات کو مارنے میں ترتیب ہو؛ کبری سے ابتداء

کرے، اس کے بعد وسطی کو اور پھر عقبہ کو مارے۔

ہر جمرے کو سات کنکریاں ایک کے بعد ایک مارے، اگر دو کنکریاں ایک ہی وقت مارے تو ایک ہی شمار ہوگی۔ البتہ ایک ہی کنکری کو سات دفعہ مار سکتا ہے، مگر مکروہ ہے۔

جمرے کو مارنے کے ارادے سے کنکری مارے۔

مرمیٰ (جس کو کنکری ماری جاتی ہے) کو کنکری پہنچنے کی توقع بھی ہو۔

کنکریاں پتھر کی قسم سے ہوں۔

کنکری ہاتھ سے پھینکے۔

رمی کے اوقات

یومِ نحر کو جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت نحر کی آدھی رات سے شروع ہوتا ہے اور وقتِ فضیلت سورج کے بلند ہونے کے بعد سے زوال تک ہے۔ وقتِ اختیاری دن کے آخر تک اور وقتِ جواز تشریق کے تیسرے دن کے آخر تک ہے۔

ایام تشریق کو تینوں جمرات کی رمی کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے اور وقتِ اختیاری آخری دن تک ہے اور وقتِ جواز ایام تشریق کے آخری دن کے آخر تک ہے۔

سنت ہے کہ کنکری دو انگل سے کم ہو۔

اگر کنکری کی طہارت میں شبہ ہو تو دھو لے۔

یومِ نحر کے لیے مزدلفہ سے اور ایام تشریق کے لیے وادی محسر سے کنکریاں حاصل کرے۔ ہر کنکری کے مارتے وقت یہ دعا پڑھے:

''بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَ أَعَزَّ جُنْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ''۔

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ بزرگ ہے، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور جماعتوں کو اس نے تنہا شکست دی۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، اگر چہ کہ کافر لوگوں کو نا گوار ہو۔

۳۔طوافِ قدوم

طواف قدوم اس شخص کے لیے واجب ہے جو مکہ میں داخل ہو خواہ کسی غرض کے لیے ہو۔ مکہ کا باشندہ ہو یا نہ ہو۔ یہ طواف اس شخص کے لیے مخصوص ہے جو عید کی آدھی رات سے پہلے مکہ میں داخل ہو۔ آدھی رات کے گزر جانے کے بعد طوافِ قدوم نہ ہوگا بلکہ طوافِ افاضہ ہوگا جو ارکانِ حج میں داخل ہے۔

۴۔مزدلفہ میں شب باشی

مزدلفہ میں عید کی رات کے نصفِ آخر میں کم سے کم ایک لحظہ کے لیے موجود رہنا واجب ہے۔ مزدلفہ سے یوم نحر کے رمیِ جمار کے لیے کنکریوں کا حاصل کرنا مسنون ہے۔

۵۔منیٰ میں شب باشی

ایام تشریق کی تینوں راتوں کا بڑا حصہ منیٰ میں گزارنا واجب ہے اس شخص کے لیے جو نَفر دوم پر عمل کرے، ورنہ نَفر اول سے استفادہ کی صورت میں صرف دو راتوں کا بڑا حصہ منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔

۶۔طوافِ وداع

مکہ سے واپسی کا طواف واجب ہے، حج کیا ہو یا نہ کیا ہو، سفر طویل ہو یا مختصر۔ یہ طواف ہر شخص پر واجب ہے جو مکہ سے سفر کرے۔ طوافِ قدوم، طوافِ وداع، مزدلفہ میں شب باشی، اور منیٰ میں شب باشی امام نووی کے بقول واجبات میں شریک کیے گئے، ورنہ رافعی کے قول کے مطابق یہ مسنونات میں سے ہیں۔

عمرہ کے واجبات

عمرہ میں دو باتیں واجب ہیں:

۱۔میقات سے احرام،اس کی تفصیل واجباتِ حج میں بیان کی جا چکی ہے۔

۲۔احرام کے محرمات سے پرہیز کرنا۔

جو امور حج میں ممنوع ہیں احرام عمرہ میں بھی ممنوع ہیں۔

حج وعمرہ کی سنتیں

حج اور عمرہ کی سنتیں پانچ ہیں:

۱۔اِفراد: حج پہلے اور عمرہ بعد میں۔

حج اور عمرہ کی ادائی کے تین طریقے ہیں:

افراد :اس طرح کہ حج کی میقات سے حج کے لیے احرام کرے اور مناسکِ حج ادا کرے اور اس سے فراغت پانے کے بعد مکہ سے باہر نکلے اور حِلّ کے قریب تر مقام تک پہنچے اور عمرہ کے لیے احرام کر کے مناسکِ عمرہ ادا کرے۔حِلّ کا افضل مقام جعرّ انہ ہے، اس کے بعد تنعیم اور پھر حدیبیہ۔

تمتع:اس طرح کہ پہلے عمرہ کے لیے احرام کرے اور مناسکِ عمرہ ادا کرے اور عمرے سے فراغت پانے کے بعد حج کے لیے احرام کرے۔

قِران :اس طرح کہ حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام کرے یا پہلے عمرے کے لیے احرام کرے اور مناسکِ عمرہ کے شروع کرنے سے پہلے ہی حج کے لیے احرام کرے اور اس کے بعد مناسک ادا کرے تو حج اور عمرہ دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔

اِفراد افضل ہے اور اس کے بعد تمتع کا درجہ ہے اور پھر قِران کا۔

۲۔تلبیہ: اِحرام کے زمانے میں تلبیہ کثرت سے کہنا سنت ہے۔البتہ طواف اور سعی کے لیے دوسرے اذکار ہیں،اور رمیِ کے لیے بھی علی حدہ تکبیر ہے۔تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

''**لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ**'' (میں حاضر ہوں،اے اللہ! میں حاضر

ہوں، میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں، نعمتیں اور ملک آپ کے لیے ہیں، آپ کا کوئی شریک نہیں)

اس کے بعد دعا مانگے:

''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لَکَ وَلِرَسُوْلِکَ وَ آمَنُوْا بِکَ وَ وَثِقُوْا بِوَعْدِکَ وَ وَفَّوْا بِعَھْدِکَ وَا تَّبَعُوْا أَمْرَکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَفْدِکَ الَّذِیْ رَضِیْتَ وَ ارْتَضَیْتَ، اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ لِیْ إِذَا مَا نَوَیْتُ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ یَا کَرِیْمُ''

یا اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں، اور تجھ سے تیرے قہر سے اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔ یا اللہ! مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا جنھوں نے تیری اور تیرے پیغمبر کی دعوت پر جواب دیا اور تجھ پر ایمان لائے اور تیرے وعدہ پر بھروسہ کیا اور تیرے عہد کو پورا کیا اور تیرے حکم کی پیروی کی۔ یا اللہ! مجھے تیرے پاس آنے والے ان لوگوں میں سے بنا جن سے تو راضی ہوا اور پسند کیا، یا اللہ! جب میں ارادہ کروں تو میرے لیے آسان بنا اور مجھ سے قبول فرما، اے کریم!

مرد تلبیہ بلند آواز سے کہے۔

کسی پسندیدہ یا مکروہ چیز پر نظر پڑے تو مُحرم کے لیے یہ کہنا سنت ہے:

''لَبَّیْکَ إِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْآخِرَۃِ''۔

اور غیر مُحرم کے لیے یہ کہنا سنت ہے:

''اَللّٰھُمَّ إِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْآخِرَۃِ''۔

۳۔ دو رکعت طواف: طواف سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نماز دن میں سرّی اور رات میں جہر سے پڑھے۔ اس نماز کے لیے سب سے افضل مقامِ ابراہیم ہے، اس کے بعد کعبہ، پھر حطیم، پھر بقیہ مسجد اور دارِ خدیجہ و دارِ خیزراں اور بقیہ مکہ اور بقیہ حرم اور پھر حِلّ۔

۴۔ آبِ زمزم کا پینا، حاجی، معتمر اور دوسروں کے لیے۔

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت حاجی، معتمر اور دوسروں کے لیے۔حرمِ مدینہ میں داخل ہونے سے قبل غسل بھی سنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آہستہ آواز میں سلام بھیجے۔

''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا، بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَلَوْتَ الظُّلْمَةَ وَ نَطَقْتَ بِالْحِكْمَةِ وَجَاهَدتَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ، جَزَاکَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَاءِ''۔

اے اللہ کے رسول! تم پر سلام ہو، اے اللہ کے نبی! تم پر سلام ہو، اے اللہ کے دوست! تم پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سچ ہے کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔آپ نے (اللہ کے) پیغام کو پہنچایا، امانت پوری کی، امت کو نصیحت کی، اور تکلیف دور کی، تاریکی کو روشن کیا، اور جو کہا حکمت کے ساتھ کہا اور آپ نے اللہ کے راستے میں سچا جہاد کیا۔اللہ آپ کو ہماری طرف سے بہترین اجر دے۔

احرام کے وقت مرد کو چاہیے کہ سیئے ہوئے اور بُنے ہوئے کپڑے ٹوپی، خُف (موزے) اور جوتے وغیرہ اتار دے، اور تہبند اور چادر دونوں سفید اور جدید استعمال کرے اور اگر جدید نہ ہوں اور پاک وصاف ہوں تو کافی ہے۔نووی نے اس عمل کو مستحب کہا تھا، لیکن بیجوری نے اس کے واجب ہونے کی رائے دی ہے اور اعتماد اسی پر ہے۔

احرام کے محرّمات

احرام کی حالت میں مُحرم پر بارہ چیزیں حرام ہیں:

۱۔سی ہوئی چیز: قمیص، قبا، خف (موزے) بُنی ہوئی چیز، زرہ، نمدے کی طرح جمائی ہوئی چیز لبادہ وغیرہ کا بدن کے کسی حصہ پر بھی استعمال کرنا مرد کے لیے حرام ہے۔

۲۔مرد کے لیے پورے سر یا سر کے بعض حصے کا ستر کرنے والی چیز یعنی شلوار اور ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپنا حرام ہے۔اگر وہ چیز ساتر نہ تصور کی جائے تو مضائقہ نہیں، جیسا کہ سر کے کچھ حصے پر ہاتھ رکھے یا محمل کے سایہ میں رہے یا چھتری پکڑے۔

۳۔عورت کے لیے چہرے یا اس کے کچھ حصے کا ایسی چیز سے جو ساتر تصور کی جائے ڈھانپنا حرام ہے۔عورت کے لیے جائز ہے کہ لکڑی وغیرہ کے توسط سے اس طرح نقاب لٹکائے کہ چہرے سے دور رہے۔

۴۔سر اور داڑھی کے بالوں میں تیل لگانا حرام ہے اور خالی کنگھی کرنا مکروہ ہے۔

۵۔بالوں کا ازالہ؛ مونڈھنے،اکھیڑنے یا جلانے سے حرام ہے، بھول کر کیوں نہ ہو۔

۶۔ہاتھ پاؤں کے ناخن نکالنا؛ تراش کر یا کسی اور طرح بھی حرام ہے۔مُحرم کا کوئی ناخن ٹوٹے اور تکلیف کا باعث ہو تو صرف اُسی ناخن کو نکال سکتا ہے۔

۷۔خوشبو کا استعمال اس ارادے سے کہ خوشبو حاصل کی جائے جیسے مشک اور کافور وغیرہ بدن یا لباس پر حرام ہے۔ارادے کی قید سے دیگر صورتیں خارج ہو جاتی ہیں جب کہ ہوا خوشبو اڑا لائے یا خوشبو کی حرمت سے واقف نہ ہو یا یہ کہ احرام کی حالت یاد نہ رہی ہو۔ ان شکلوں میں فدیہ بھی نہیں ہے۔اگر حرمت کا علم ہو تو فدیہ واجب ہو جائے گا۔

۸۔صید: خشکی کے ماکول اللحم (کھانے کے لایق) حیوان کا یا ایسے وحشی چرند پرند کا شکار حرام ہے جس کی اصل ماکول ہے۔جانور کا قتل کرنا، جال یا پھاند سے پکڑنا اور جانور پر ہاتھ ڈالنا اور اس کے کسی حصہ اور بال اور پَر کو چھیڑنا بھی شکار میں داخل ہے۔

۹۔حَرم کے درخت کا کاٹنا اور اکھیڑنا حرام ہے،مُحرم اور غیر مُحرم اس بارے میں مساوی ہیں۔

۱۰۔عقدِ نکاح مُحرم پر، اپنے لیے یا دوسرے کے لیے، وکالتاً یا ولایتاً حرام ہے۔

۱۱۔عاقل کی جانب سے جماع، حرمت کا علم رکھتے ہوئے، حج کی حالت میں یا عمرہ کی حالت میں حرام ہے۔

۱۲۔مباشرت؛ شہوت کے ساتھ شرم گاہ کے علاوہ دوسرے طریقے سے چھونے یا بوسہ وغیرہ سے حرام ہے۔بغیر شہوت کے مباشرت حرام نہیں ہے۔

ان تمام محرّمات کے ارتکاب کی صورت میں فدیہ ہے، سوائے نکاح کے جو منعقد نہیں ہوتا۔ان محرمات کی وجہ سے حج اور عمرہ کے مناسک میں کوئی فساد نہیں ہوتا، سوائے اس کے

کہ شرم گاہ میں جماع کیا جائے، ایسے جماع سے صرف وہ عمرہ فاسد ہوگا جو حج سے علی حدہ مفرداً کیا جائے، لیکن وہ عمرہ جو حج کے ضمن میں قِران کی صورت میں ادا کیا جائے، صحیح ہونے اور فاسد ہونے میں حج کے تابع ہے۔

حج میں تحلّل اول سے پہلے جماع ہو، خواہ وقوفِ عرفہ سے پہلے ہو یا بعد میں، تو حج فاسد ہوجائے گا۔ لیکن تحلّل اول کے بعد جماع ہو تو حج فاسد نہیں ہوگا۔

مباشرت جو شرم گاہ کے علاوہ میں ہو اور دیگر محرّمات کی صورت میں حج فاسد نہیں ہوگا۔ فاسد ہونے سے مُحرم احرام سے نہیں نکلتا ہے بلکہ اس پر حج وعمرہ کے بقیہ اعمال کی تکمیل واجب ہے۔

تحلّل

حج میں دو تحلّل ہیں:

۱۔ تحلل اول اُس حالت کو کہتے ہیں جب کہ تین امور جمرۃ العقبہ، طوافِ افاضہ اور بال اتارنے میں سے کوئی دو ادا ہوجائیں۔

۲۔ تحلل دوم اس حالت کو کہتے ہیں جب کہ تیسرا عمل بھی ادا ہوجائے۔

تحلل اول کے بعد جملہ محرمات بجز جملہ جنسی محرمات (عورت کے تعلق سے) حلال ہوجاتے ہیں اور تحلل دوم سے محرماتِ جنسی بھی حلال ہوجاتے ہیں، لیکن بقیہ اعمالِ حج، جمروں کی سنگساری اور ایامِ تشریق میں منیٰ میں شب باشی کی تکمیل واجب ہے۔ عمرہ میں ایک ہی تحلل ہے اور وہ جملہ اعمالِ عمرہ سے فراغت پانے پر حاصل ہوتا ہے۔

حج کے متروکات

کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر عرفہ میں وقوف چھوٹ جائے تو عمرہ کے اعمال کی طرف تحلل کر کے طواف اور سعی کرے۔ فرض ہو یا نفل اصل عبادت کی قضا واجب ہے، بشرطیکہ حصر (روکنا) کی بنا پر نہ ہو۔

اگر کوئی شخص ایک راستے سے روکا جائے اور اس کے لیے دوسرا راستہ کھلا ہو تو اس پر لازم ہے کہ دوسرا راستہ اختیار کرے۔

اگر حصر کی وجہ سے حج چھوٹ جائے اور عمرہ کی طرف تحلل کرے تو اس پر قضا نہیں ہے۔ جس نے وقوفِ عرفہ چھوڑ دیا اس پر قضا اور قربانی دونوں واجب ہیں۔

رکن جس پر حج اور عمرہ موقوف ہے چھوٹ جائے تو احرام سے نہیں نکلے گا جب تک کہ اس رکن کو ادا نہ کرے، چھوٹے ہوئے رکن کا جبر دم (قربانی) کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

سنت چھوٹ جائے تو کوئی چیز لازم نہیں ہے۔

واجب دم

دماء دمّ کی جمع ہے اور دم کے معنی خون کے اور قربانی کے ہیں، احرام کی حالت میں کسی واجب کے چھوٹ جانے یا کسی حرام کام کے وجود میں آنے سے شرعی حکم کے مطابق جو جانور ذبح کیا جائے یا اس کے عوض جو روزے رکھے جائیں یا غلّہ دیا جائے اس کو دمّ، ہدی اور قربانی کہتے ہیں۔

واجب دم کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ نسک چھوڑنے کا دم

وہ دم جو عبادت کے چھوٹ جانے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جیسا کہ تمتع، قِران، حج چھوٹ جانا، میقات سے احرام نہ کرنا، مزدلفہ اور منیٰ میں رات نہ گزارنا، کنکریاں نہ مارنا، طوافِ وداع نہ کرنا، نذرِ مسنون کی خلاف ورزی۔

اس دم کی ترتیب یہ ہے کہ ایک بکری کی قربانی دی جائے۔ بکری میں مینڈھی نَر اور مادہ سب شامل ہیں۔ بکری نہ ملے یا واجبی قیمت سے زیادہ پر ملے تو دس روزے رکھے جائیں؛ تین حج کے زمانے میں اور سات وطن واپسی کے بعد۔

حج کے تین روزوں میں مستحب یہ ہے کہ عرفہ سے پہلے چھٹی سے آٹھویں تاریخ تک

رکھے جائیں۔سفر کے دوران میں وطنی روزوں کو رکھنا جائز نہیں ہے۔اگر مکہ میں قیام ہی کا ارادہ ہوتو یہ سات روزے بھی رکھے جائیں۔اگر تین روزے حج کے زمانہ میں رکھے بغیر وطن لوٹے تو وطن میں اس کے دس روزے رکھنا لازم ہے۔ان تین اور سات روزوں کے درمیان کم سے کم چار دن کے فصل کی ضرورت ہے۔اس کو دمِ ترتیب کہتے ہیں۔

ابوشجاع نے اس کی تقلید کی ہے،لیکن محرّر اور منہاج کی رُو سے اس میں ترتیب کے ساتھ تعدیل بھی ہے؛ پہلے بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے اور بکری نہ مل سکے تو اس کی قیمت سے غلہ خرید کر صدقہ کرے۔اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر مد کے بدلے ایک روزہ رکھے۔

۲۔دمِ حلق وترفّہ

سر کے بال اور ناخن نکالنے، خوشبو کا استعمال کرنے اور سر میں تیل ڈالنے،لباس پہننے سے جو دم واجب ہوتا ہے اس میں اختیار ہے؛ ایک بکری یا تین روزے یا تین صاع نو سیر (سات کلو دو سو گرام) غلہ کا چھ مسکینوں یا فقیروں پر ایک کو نصف صاع کے حساب سے صدقہ۔

۳۔دمِ احصار

احصار حج اور عمرہ کے مناسک سے روکنے اور منع کرنے کو کہتے ہیں۔حج اور عمرہ سے احصار چھ طرح کا ہوسکتا ہے: دشمن روک دے، بلاوجہ قید میں رکھے، غلام کو مالک، بیوی کو شوہر،اولاد کو ان کے اصول ماں باپ وغیرہ اور قرض دار کو قرض خواہ روک دے۔

احصار کی وجہ سے مُحرِم تحلل کرے،تحلل مناسک سے نکل جانے کا ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔اس کا دم ایک بکری ہے اور یہ اُس جگہ ذبح کی جائے گی جہاں روکا گیا ہو۔

احصار کی وجہ سے حج یا عمرہ سے نکلنے کی نیت کرے تو احرام سے نکل جائے گا۔

۴۔دمِ صید

شکار کی وجہ سے جو دم واجب ہوتا ہے اس میں تین امور میں اختیار ہے:

ا۔جس جانور کی مثال پالتو جانوروں میں صورت اور خلقت میں ہو تو اس کو ذبح

کرے اور حرم کے مسکینوں اور فقیروں میں تقسیم کرے۔

۲۔ یا اس شکار کے جانوروں کی مثل کی قیمت کا تعین رائج الوقت سکہ میں کر کے اس سے غلہ خریدے اور حرم کے مسکینوں اور فقیروں میں تقسیم کرے۔

۳۔ یا ہر ایک مد (۱۲ چھٹانگ یعنی ۶۰۰ گرام) اور اس کے ہر ایک کسر کے معاوضہ میں ایک روزہ رکھے۔

شکار کے جانور کی مثال بظاہر موجود نہ ہو تو دو امور میں اختیار ہے:

۱۔ اس کی قیمت سے غلہ خریدے اور صدقہ دے۔

۲۔ یا ہر ایک مد اور ہر ایک کسر کے عوض ایک روزہ رکھے۔

۵۔ دمِ وطی

وطی یعنی جماع جو عاقل کی جانب سے عمداً اس کی حرمت کے علم کے ساتھ ہو تو اس پر اس ترتیب سے دم واجب ہے: ایک اونٹ کی قربانی دے ورنہ ایک گائے کی، ورنہ سات بکریوں کی۔ ورنہ اونٹ کی قیمت کا تعین کر کے اس سے غلہ خریدے اور حرم کے مسکینوں اور فقیروں پر تقسیم کرے۔ فی کس کتنی مقدار میں غلہ دیا جائے اس کی قید نہیں ہے۔ اصل قیمت کا صدقہ دینا کافی نہیں ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ہر ایک مد (بارہ چھٹانک؛ ۶۰۰ گرام) کے عوض ایک روزہ رکھے۔

ہدی، اطعامِ مساکین اور روزہ کی جگہ

ہدی جانور کے ذبح کرنے کو کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جو ہدی احصار کی وجہ سے ہو اس کا حرم کو بھیجنا واجب نہیں ہے، بلکہ احصار کی جگہ پر قربانی دی جائے۔ بغیر ذبح کے زندہ جانور کا صدقہ دینا کافی نہیں ہے۔

۲۔ جو ہدی واجب کے چھوٹ جانے اور محرمات کے ارتکاب کی وجہ سے ہو حرم ہی میں قربانی دی جائے۔ عمرہ کرنے والے کے ہدی کا ذبح مروہ میں اور حاجی کا منیٰ میں ہوگا۔ غلہ بھی حرم میں دے۔ ذبح کیا ہوا جانور کم از کم تین مسکینوں یا فقیروں کو دے۔ معتمر یا حاجی

اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ اختیاری روزہ کا حرم میں رکھنا جایز ہے۔

ہدی اور طعام کے شرایط

اضحیہ کے جانور اور فطرہ کے غلہ کی نسبت جو شرایط ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔

حرم کی حرمت

حرم کے جانور کا شکار جایز نہیں ہے۔ اس حکم کا احرام سے تعلق نہیں، مُحرم اور مُحِلّ دونوں کے لیے یکساں ہے۔ اس کا تعلق حرم کے رقبہ (علاقہ) سے ہے۔ حرم میں حرمِ مکہ اور حرم مدینہ دونوں داخل ہیں، اور حرمت میں یہ دونوں مساوی بھی ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ حرمِ مکہ کی خلاف ورزی میں دم ہے اور حرمِ مدینہ کی خلاف ورزی میں کوئی حکم نہیں ہے۔

حرم کے درختوں کو کاٹنا بھی جائز نہیں ہے، بڑے درخت کے لیے ایک گائے اور چھوٹے کے عوض ایک بکری ذبح کی جائے۔ حرم کی خودرو نباتات کا جس کو بویا نہ گیا ہو کاٹنا اور اکھیڑنا جایز نہیں ہے۔ لیکن خشک گھاس کا کاٹنا جایز ہے، اکھیڑنا جایز نہیں۔ اس حکم میں مُحلّ اور مُحرم برابر ہیں۔

اَذخر، کانٹی اور چوپایوں کا چارہ اور دوا کی جڑی بوٹی اور زراعت کی فصل کاٹنا جایز ہے۔

ذبیحہ

حیات یعنی زندگی

ذبح کے تعلق سے جانور کی زندگی کے تین درجے ہیں:

۱۔ حیاتِ مستقرّہ میں حیوان کی بینائی، آواز اور حرکت تینوں اختیاری ہوتے ہیں۔ اُس کی علامت خون کا کودنا اور حرکتِ عنیفہ (اضطراری) ہے اور حیاتِ مستقرّہ کے لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اس حالت میں حیوان کچھ وقت یا کچھ دن زندہ رہ سکتا ہے۔

۲۔ حیاتِ مستمرّہ: وہ حالت ہے جو جسم سے جان نکل جانے تک قایم رہتی ہے، اس کی علامت جان کی موجودگی ہے۔

۳۔ حرکتِ مذبوح وہ حالت ہے جس میں بینائی، آواز اور حرکت تینوں اختیاری نہیں رہتیں، بلکہ اضطراری ہو جاتی ہیں اور حیوان کی موت فی الحال ہوتی ہے۔

حیوانِ ماکول

حیوان ماکول (کھانے کے لایق) دو قسم کے ہیں:

۱۔ بحری یعنی پانی کے جانور جو پانی سے باہر زندہ نہیں رہ سکتے، یہ ضروری نہیں کہ یہ جانور مچھلی ہی کی شکل میں ہوں۔ یہ جانور بغیر ذبح کے حلال ہیں۔

۲۔ برّی یعنی خشکی میں زندہ رہنے والے جانور۔ یہ جانور ذبح کے بغیر حلال نہیں ہیں۔

ذبح سے مقصود یہ ہے کہ حیوان کے جسم سے خون نکال کر حرارتِ غزیری کو دور کیا جائے اور گوشت کو کھانے کے لایق بنایا جائے۔

ذبح کی سہولت یا دشواری کے لحاظ سے ماکول اللحم حیوانوں کی پھر دو قسمیں ہیں:

مقدور علیہ اور غیر مقدور علیہ۔

ا۔مقدور علیہ وہ حیوان ہے جس کے ذبح کرنے پر قدرت ہو، اگر اس کی گردن چھوٹی اور معمولی ہو جیسا کہ گائے بکری تو گردن کے اعلی حصے یعنی حلق کے پاس ذبح کرنا چاہیے۔ اگر اونٹ کی طرح لمبی ہو تو گردن کے نچلے حصے یعنی جسم کے متصل ذبح کرنا چاہیے۔ ان کے علاوہ دیگر جگہوں پر ذبح کرنا جایز ہے، مگر مسنون یہ جگہیں ہیں۔

۲۔ غیر مقدور علیہ وہ حیوان ہے جس کے ذبح پر قدرت نہ ہو جیسا کہ ہرن وغیرہ وحشی جانور یا پالتو جانور جو وحشی یا بے قابو ہو جائیں، اس کے جسم کے جس جگہ پر ہو سکے ایسا زخم پہنچائے جو جان لینے والا ہو، اس شرط سے وہ زخم نکل جاتا ہے جو ہلکا ہو یا جان لینے والا نہ ہو۔

ذبح کے واجبات

ذبح میں دو چیزیں واجب ہیں:

ا۔حلقوم یعنی نرخرا، سانس کے آمد و رفت کی نالی۔

۲۔اور مَرِی یعنی غذا اور پانی کی نالی جو حلق سے معدہ کو جاتی ہے اور حلقوم کے پیچھے ہوتی ہے؛ ان دونوں کو کاٹنا واجب ہے۔ یہ بھی واجب ہے کہ کاٹنے میں کوئی طویل فصل نہ ہو۔ حلقوم اور مری دونوں پوری طور پر کاٹی جائیں۔ اگر ان کا کوئی حصہ باقی رہا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

ذبح کی سنتیں

ذبح میں آٹھ چیزیں سنت ہیں:

ا۔۲۔ دونوں شہ رگوں کا جو گردن میں حلقوم کی دونوں جانب ہوتی ہیں کاٹنا مسنون ہے۔ شہ رگوں کے علاوہ مزید کسی چیز کا کاٹنا سنت نہیں ہے۔

۳۔تسمیہ یعنی ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا مسنون ہے۔ اکمل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ تسمیہ کے بغیر بھی ذبیحہ حلال ہے لیکن عمداً تسمیہ چھوڑنا مکروہ ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام سے ذبح کرنا حلال نہیں ہے۔ تسمیہ دیگر ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ خدا کے نام کے ساتھ رسول کا نام ملانا حلال نہیں ہے۔

۵۔ استقبالِ قبلہ اس طرح کہ جانور کی گردن اور ذبح کرنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

۶۔ تکبیر یعنی اللہ اکبر تسمیہ سے پہلے یا بعد۔ قربانی اور عقیقہ میں یہ دعا پڑھی جائے: ''اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنْکَ وَ اِلَیْکَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ '' یا کہے ''مِنْ فُلَانٍ '' (یا اللہ! یہ تجھ سے ہے اور تیری طرف ہے، اس کو میری جانب سے یا فلاں کی جانب سے قبول کر)

۷۔ آلۂ ذبح کو تیز کرنا، مگر جانور کو دکھاتے ہوئے نہ کرے۔

۸۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرنا۔

آلۂ ذبح

لوہے یا تانبے وغیرہ کے دھاردار آلہ کے ذریعہ جس میں زخم پہنچانے کی صلاحیت ہو ذبح کرنا جایز ہے، البتہ دانت، ہڈی اور ناخن کے علاوہ ہو۔ دھاردار آلہ کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اُس کے ذریعہ جان لینے میں آسانی ہے، ایسے ذرائع سے بھی ذبح نہیں کیا جا سکتا جو گلا گھونٹنے کی تعریف میں داخل ہوں۔

ذبح کا مجاز

ہر مسلم، بالغ اور ممیّز کا ذبیحہ حلال ہے جو ذبح کی طاقت رکھتا ہو اور ہر کتابی کا، یہودی ہو یا نصرانی بہ حکم آیت ''وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ '' (جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے) اور اظہر قول کے مطابق مجنون اور نشہ کیے ہوئے شخص کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ اندھے شخص کا ذبیحہ مکروہ ہے۔ مجوسی (آتش پرست) اور بت پرست کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، اور نہ مرتد کا۔

عورت بھی ذبح کر سکتی ہے، مگر مرد عورت سے افضل ہے اور عورت ممیّز سے۔ اگر کتابی کسی ذبیحہ کو ذبح کرنا بیان کرے تو اس کا کھانا حلال ہے۔

جنین

جنین وہ بچہ جو ابھی پیٹ میں ہو اور پیدا نہ ہوا ہو، اُس کی ماں کے ذبح ہونے سے حلال ہو جاتا ہے یعنی ماں کے ذبح کے بعد بچہ مرا ہوا نکلے یا اس میں حیاتِ غیر مستقرہ ہو تو اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اس کے شکم سے بچہ زندہ نکلے اور اس میں حیاتِ مستقرہ ہو تو اس کو بھی ذبح کرے۔

علقہ (خون کا لوتھڑا) اور مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) حرام ہیں۔

حیوان کا جزء

وہ جزء جو زندہ جانور سے زندگی میں کاٹا جائے مراد ہے، حیوانِ ماکول (کھانے کے لایق) کے بالوں کے علاوہ دوسرے اجزاء۔ طہارت اور نجاست میں جزء کا حکم وہی ہے جو اس کے میتہ کا ہے۔ مچھلی، ٹڈّی اور آدمی کا جزء طاہر ہے، گدھے اور بکری کا نجس۔ حیوانِ ماکول کی قید سے گدھے اور بلّی کے بال خارج ہو جاتے ہیں اور نجس ہیں۔

حلال اور حرام جانور

ہر وہ جانور حلال ہے جس کو دولت مند مرفّہ الحال اور سلیم الطبع اہل عرب نے پسند کیا ہے، سوائے اس کے جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ تحریم کی نسبت صریح حکم کے بعد اہلِ عرب کی پسندیدگی کوئی چیز نہیں۔

خچر اور شہری گدھا نص سے حرام گردانے گئے ہیں۔

وہ جانور بھی حرام ہیں جن کا قتل ایذا رسانی کی صفت کی وجہ سے مستحب قرار دیا گیا ہے جیسا کہ سانپ، بچّھو، چوہا، گھونس؛ ان کے علاوہ سُوّر بھی حرام ہے۔

ہر وہ جانور حرام ہے جس کو اہلِ عرب نے پسند نہ کیا ہو، سوائے اس جانور کے جس کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے؛ تڑس، خرگوش، لومڑی، سمور، گلہری، دُلدُل حلال ہیں۔

چوپایوں میں سے وہ حرام ہیں جن کے دانت مضبوط اور دوسرے جانور کو زخمی کرنے

کے قابل ہیں جیسے شیر، بوزبچہ، بھیڑیا، ریچھ، بندر، کتّا، سوّر، بلّی وغیرہ۔

پرندوں میں سے وہ پرند حرام ہیں جن کے پنجے مضبوط اور دوسرے جانور کو زخمی کرنے کے قابل ہیں جیسے صقر، باز، شاہین وغیرہ۔

اکلِ میتہ

وہ شخص جو کھانے کے لیے حلال چیز نہ پائے اور بھوک کی شدت کی وجہ سے ہلاکت کا اندیشہ کرے تو سدِ رمق یعنی جان بچانے کی حد تک مردہ جانور کھا سکتا ہے۔

مردہ جانور

دو قسم کے مرے ہوئے جانور حلال ہیں:

۱۔ مچھلی: مچھلی سے مراد ہر وہ جانور ہے جو پانی سے باہر زندہ نہ رہ سکے اور خشکی پر اس کی زندگی صرف عیشِ مذبوح کی طرح ہو۔ عیشِ مذبوح اس حالتِ زندگی کو کہتے ہیں جو کسی جانور کے ذبح کرنے بعد اس کے ہلاک ہونے تک طاری ہوتی ہے۔

وہ جانور جو خشکی اور تری دونوں میں زندہ رہتے ہیں حرام ہیں جیسا کہ مینڈک، کیکڑا اور تانبیل وغیرہ۔

۲۔ ٹڈّی۔

خون بھی دو قسم کے حلال ہیں: جگر اور تلّی۔

مختصر یہ کہ جانوروں کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم وہ ہے جن کے کھانے کی اجازت ہی نہیں، ذبح کیے گئے ہوں یا مردہ ہوں۔

دوسری قسم وہ ہے جن کے کھانے کی اجازت ہے، مگر شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد۔

تیسری قسم وہ ہے جو مردہ اور بغیر ذبح کیے کھائے جاتے ہیں جیسے مچھلی اور ٹڈّی۔

صید یعنی شکار

شکار کا حکم

سدھائے ہوئے شکاری درندے؛ چیتے اور کتے وغیرہ اور پرندے؛ باز، بہری وغیرہ کا شکار کیا ہوا اور مار ڈالا ہوا جانور حلال ہے۔ چوں کہ شکار کیا ہوا جانور مقدور علیہ نہیں ہے اس لیے اس کے جسم کے کسی خاص حصہ پر زخم پہنچانے کی قید نہیں ہے۔ زخم سے تعبیر عام حالات کے لحاظ سے کی گئی ہے، ورنہ زخم کی بھی قید نہیں ہے۔

شکار کیے ہوئے جانور میں حیاتِ مستقرہ ہو تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے۔ حرکتِ مذبوح کی حالت میں اس کی بھی ضرورت نہیں، کتے کا زخمی کیا ہوا حصہ نجس ہے اور سات مرتبہ پانی سے دھونے سے پاک ہو جائے گا جس میں ایک مرتبہ مٹی استعمال کی گئی ہو۔

تعلیم کے شرائط

شکاری جانوروں کے سدھانے کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ شکاری جانور شکار پر چھوڑا جائے تو روانہ ہو۔

۲۔ روانہ ہونے کے بعد اگر روکا جائے تو رکے۔ اعتماد اس پر ہے کہ یہ شرط صرف سدھائے ہوئے درندے کے لیے ہے، نہ کے پرندے کے لیے۔

۳۔ شکار کو مارے تو اس میں سے کچھ نہ کھائے۔

۴۔ اور ان طریقوں کی تکرار کرے جس سے اس کی تربیت کی نسبت قیاس کیا جائے۔

ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو مارا ہوا شکار حلال نہیں ہے، سوائے اس کے کہ شکار حیاتِ مستقرہ کی حالت میں پایا جائے اور ذبح کیا جائے۔

اضحیہ یعنی قربانی

اضحیہ اس مویشی کو کہتے ہیں جو عیدالاضحیٰ اور تشریق کے دنوں میں اللہ تعالی سے حصولِ تقرب کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں جس کو قربانی کہتے ہیں۔

قربانی سنت موکدہ کفایہ ہے کہ گھر والوں میں سے کوئی ایک قربانی دے تو دوسروں کے لیے کافی ہے۔

گو قربانی سنت ہے لیکن نذر کی جائے تو واجب ہو جاتی ہے۔ قربانی مستحب ہونے کے لیے اسلام، بلوغ، عقل، آزادی اور استطاعت کی شرط ہے۔ استطاعت سے مراد یہاں اتنے مال کا پایا جانا ہے جو اپنے اور اپنے متعلقین کی عید اور ایام تشریق کی غذا کی قیمت سے زیادہ ہو۔

سنت ہے کہ مرد اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور عورت دوسرے سے ذبح کروائے۔

قربانی دینے والے کے لیے ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن اور قربانی دینے تک بال اور ناخن نہ نکالنا سنت ہے۔

وہ جانور جن کی قربانی جائز ہے

مندرجہ ذیل جانوروں سے قربانی ادا ہوتی ہے:

۱۔ضأن یعنی مینڈا یا پوٹلا جس میں مادہ بھی شامل ہے، جس کا ایک سال پورا ہوا ہو۔

۲۔معز یعنی چھیلا یا بکری جس میں مادہ بھی شامل ہے، جس کے دو سال پورے ہوئے ہوں۔

۳۔اونٹ جس کے پانچ سال پورے ہوئے ہوں۔

۴۔گائے میں بیل بھی داخل ہے جس کے دو سال پورے ہوئے ہوں۔

اونٹ اور گائے کی قربانی سات لوگوں یا سات گھروں کی طرف سے دی جاسکتی ہے، ہر ایک کو اپنے حصہ سے کچھ دینا چاہیے۔ سات کی تعداد کا حکم حج کے سات اغراض کی

قربانیوں پر بھی حاوی ہے۔

بکری کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے۔بکری میں افراد (قربانی میں تنہائی) اوراونٹ گائے میں شرکت افضل ہے۔

قربانی میں افضل اونٹ ہے، پھر گائے پھر بکری۔

وہ جانور جن کی قربانی صحیح نہیں

معیوب جانوروں کی قربانی جایز نہیں ہے، جانوروں کا عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے، مندرجہ ذیل جانور معیوب ہیں:

۱۔اندھا؛ خواہ ایک آنکھ سے ہو۔

۲۔لنگڑا۔

۳۔بیمار؛ بیماری سے گوشت میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔

اگر یہ تمام عیوب کم ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۴۔ایسا لاغر جانور جس کا بھیجا خالی ہو گیا ہو۔

۵۔کان کٹا ہوا یا بے کان والا۔

۶۔دم کٹا ہوا۔

خصی کیا ہوا اور سینگھ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جایز ہے۔

اضحیہ کی مدت

قربانی کے ذبح کرنے کی مدت کا آغاز عید الاضحیٰ کی نماز کے وقت سے ہوتا ہے، اس وقت تک تاخیر کرنا افضل ہے جب کہ سورج ایک نیزہ برابر بلند ہونے کے بعد اتنا وقت گزر جائے کہ دو رکعت نماز اور دو مختصر خطبے پڑھے جاسکیں۔ اور تشریق کے آخری دن سورج غروب ہونے تک وقت جاری رہتا ہے۔

یوم نحر یعنی دسویں ذی الحجہ سے متصل تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ یوم نحر اور ایام

تشریق کو ملا کر جملہ چار دن ہیں جن میں قربانی دی جاسکتی ہے۔

جو جانور نماز سے پہلے ذبح کیا جائے قربانی میں داخل نہ ہوگا۔

نذر کی ہوئی قربانی

نذر کیا ہوا ذبیحہ ہو تو نذر کرنے والے لیے اس میں سے کچھ کھانا جایز نہیں ہے، بلکہ واجب ہے کہ پورا گوشت فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کردے۔ اس کے چمڑے وغیرہ سے بھی استفادہ نہ کرے۔ حج کے نذر کیے ہوئے ہدی اور دمِ جبران کا بھی یہی حکم ہے۔

متطوّع یعنی بطورِ ثواب والے ذبیحہ میں سنت ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ حصے کا استعمال اپنے لیے نہ کرے، اور دوسرا تہائی فقراء پر تقسیم کرے اور تیسرا تہائی دیگر لوگوں کو بطور ہدیہ دے۔

ذبیحہ نذر کا ہو یا ثواب کی نیت سے کیا ہوا؛ اس کا گوشت، چمڑا، بال وغیرہ کسی چیز کو فروخت کرنا حرام ہے، اس کا کوئی حصہ بطورِ اجرت قصائی کو دینا بھی حرام ہے۔

افضل یہ ہے کہ بطورِ تبرک خود چند لقمے کھائے اور پورا تقسیم کردے۔

عقیقہ

عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو ولادت کے وقت بچے کے سر پر ہوتے ہیں اور شریعت میں اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے کے لیے ولادت کے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے۔

گنتی میں ولادت کا دن بھی شمار کیا جائے گا۔ ساتویں دن سے پہلے ہی بچہ فوت ہو جائے تو بھی عقیقہ کیا جائے۔

تاخیر کی وجہ سے عقیقہ چھوٹ نہیں جائے گا، بلوغ کے بعد عقیقہ وَلی (سرپرست) پر سے ساقط ہو جائے گا، لیکن خود کو اختیار رہے گا کہ اپنی ذات کے لیے عقیقہ دے۔

عقیقہ سنت موکدہ ہے، اس کا وقت بچے کے پیدا ہونے سے شروع ہوتا ہے۔

لڑکے کے لیے دو اور لڑکی کے لیے ایک بکری یا مینڈی ذبح کی جائے، اگرچہ کہ لڑکے کے لیے بھی ایک بکری ذبح کرنے سے عقیقہ کی سنت حاصل ہو جاتی ہے۔

عقیقہ کے گوشت کو کشمش اور شہد وغیرہ کے ساتھ پکائے اور فقیروں اور مسکینوں کو پہنچائے۔ ولیمہ کی طرح دعوت نہ دے۔ اگر تونگروں کو بھیجے تو وہ اس میں تصرف کا حق رکھتے ہیں۔

ہڈیوں کو توڑنا مکروہ نہیں ہے لیکن جوڑوں سے جدا کرنا مندوب ہے۔

عقیقہ کے جانوروں کی عمر، ان کے عیوب سے پاک ہونے، ان کے کھانے اور صدقہ دینے، نہ بیچنے اور نذر کرنے کے بارے میں وہی احکام ہیں جو اضحیہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ نذر کیے ہوئے عقیقہ سے کچھ نہ کھائے۔ البتہ ثواب کی نیت سے کیے جانے والے عقیقہ سے کچھ کھائے۔

بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت ہے۔ بچے کے داہنے کان میں سورہ ''انا أنزلناہ'' پڑھنا بھی مندوب ہے۔ کھجور کو چبا کر بچے کو چٹائے۔ خشک کھجور نہ ہو تو پینڈ کھجور، ورنہ کوئی شیریں چیز چٹائے۔

ولادت کے ساتویں دن نام رکھنا سنت ہے، اس سے پہلے اور بعد میں بھی جایز ہے۔
نووی نے لکھا ہے کہ ولادت کے ساتویں دن یا ولادت کے دن نام رکھنا سنت ہے۔ اچھا نام رکھنا بھی مسنون ہے۔

شفعہ

شفعہ کے معنی ضم کرنے اور ملانے کے ہیں اور شریعت میں ملکیت کے اُس جبری استحقاق کو کہتے ہیں جو شراکت کے سبب سابق شریک کو اُس موجودہ شریک کے خلاف حاصل ہے جس نے عوض ادا کیا ہے۔

جس جائداد پر کوئی عوض ادا کیے بغیر حق حاصل ہوا ہو جیسا کہ وراثت میں تو شفیع وارث سے جائداد حاصل نہیں کرسکتا۔ وصیت اور ہدیہ کا بھی یہی حکم ہے۔ بعض دوسرے شرعی ہدیے بھی ہیں جو حقِ شفعہ کو بے اثر کرتے ہیں۔

شفعہ واجب ہے، شفعہ واجب ہونے سے مراد شرعی معنی نہیں ہیں جس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں گناہ ہے بلکہ واجب ہونے سے مراد قانونی حق کے ثابت ہونے کے ہیں۔ حقِ شفعہ کا معاف کرنا افضل ہے۔

شفعہ کا حق شریک کو خِلطت یعنی ملکیت میں شرکت کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے، نہ کہ ہمسایگی کی وجہ سے۔ ایسے ہمسایہ کو جس کی جائداد متصل اور ملی ہوئی ہو یا نہ ہو کوئی شفعہ کا حق حاصل نہیں ہے، برخلاف حنفی مسلک کے۔ اگر حنفی حاکم نے شافعی ہمسایہ کے حق میں ایسا تصفیہ کیا تو اس کا تصفیہ قطعی ہوگا۔

شفعہ کا حق ایسی جائداد میں ہوتا ہے جو تقسیم ہوسکتا ہو اور تقسیم ایسی ہو جس کی وجہ سے اس سے استفادہ کے مقصد میں کوئی خلل نہ پڑتا ہو۔ جو جائداد تقسیم نہ ہوسکتی ہو یا جس سے استفادہ میں تقسیم کی وجہ سے خلل پڑتا ہو، اس میں شفعہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک چھوٹا سا حمام۔ اگر حمام بڑا ہو اور اس میں تقسیم ہوسکتی ہو اور دو حمام کردیے جاسکتے ہوں تو اس میں شفعہ ہے۔

ہر ایسی جائداد میں شفعہ ثابت ہے جو غیر منقولہ ہے اور زمین سے منتقل نہ ہوسکے، اور موقوفہ نہ ہو جیسے عمارت اور درخت جو زمین پر ہوں اور دروازے جو عمارت میں نصب

ہوں۔موقوفہ جائداد میں شفعہ نہیں ہے۔

شفیع جائداد کے اس حصہ کو اس کا عوض ادا کر کے حاصل کرے گا جس پر کہ خرید و فروخت ہوئی ہو، اگر قیمت ایسی ہو جس کا مثل ہو جیسے غلہ یا نقد تو اس کو ادا کرے گا۔ دیگر اشیاء کی قیمت مقرر کی جائے گی۔

حق شفعہ علی الفور اور بلا تاخیر طلب کیا جائے گا، علی الفور کی قید بیچنے کا علم ہونے کے بعد عاید ہوگی۔ اگر شفیع کو بیچنے کا علم نہ ہو سکے تو اس کا حق مدت دراز تک جاری رہ سکتا ہے۔ جائداد کے بیچے جانے کا علم ہوتے ہی شفیع اس کے حصول کی نسبت جلدی کرے گا۔ شفعہ کے مطالبہ میں جلدی اُسی حد تک ہوگی جس کی عام طور پر عادت ہے۔ شفیع ایسی جلدی پر مجبور نہیں ہوگا جو خلافِ عادت ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جو سستی اور غفلت پر محمول ہو سکے۔

بیچے جانے کے علم کے ساتھ حق کے مطالبہ کی قدرت حاصل ہو اور پھر تاخیر کرے اور جلدی نہ کرے تو حق شفعہ ختم ہو جائے گا۔ اگر شفیع بیمار ہو یا مشتری کے شہر سے غایب ہو لیکن اس کو حق کے مطالبہ کے لیے اپنی جانب سے دوسرے کو وکیل بنانے پر قدرت ہو تو وکیل مقرر کرے گا۔ اگر وکیل بنانے کی قدرت نہ ہو تو حق کے مطالبہ کی نسبت گواہ بنائے گا، اگر باوجود قدرت کے وکیل نہ بنائے یا گواہ نہ کرے تو اظہر قول یہ ہے کہ حق شفعہ ختم ہو جائے گا۔ بہر حال وکیل بنانے کو گواہ بنانے پر ترجیح حاصل ہے۔

اگر شفیع کا دعوی یہ ہو کہ علی الفور طلب کرنے کی شرط سے واقف نہ تھا اور اس کی حیثیت کے لحاظ سے اس دعوی کی گنجایش بھی ہو تو اس کے قول کی تصدیق قسم لے کر کی جائے گی۔

اگر کوئی مرد کسی عورت سے کسی مشترکہ جائداد کو مہر قرار دے کر عقد نکاح کرے تو شفیع اس جائداد کو مہرِ مثل کے عوض حاصل کرے گا۔

اگر شفیع متعدد ہوں تو ہر ایک اپنی ملکیت والے حصہ کے تناسب سے مشفوع کی جائداد میں حصہ پائے گا۔ یہی قول معتمد علیہ ہے، ورنہ بعض فقہاء نے لوگوں کی تعداد کے لحاظ سے

اس حق کو ثابت قرار دیا ہے۔

خلاصہ

شفعہ کے تین ارکان ہیں:

۱۔ شفیع: شفعہ کا حق رکھنے والا۔ شفیع کے لیے شرط ہے کہ ملکیت میں شریک ہو، نہ کہ جوار اور ہمسایہ میں۔

۲۔ مشفوع: وہ چیز جس پر حق شفعہ نافذ کیا جاتا ہے۔ مشفوع میں شرط ہے کہ لایقِ تقسیم ہو اور غیر منقولہ ہو۔

۳۔ مشفوع عنہ: مشتری جس کے خلاف حقِ شفعہ نافذ کیا جاتا ہے۔ مشفوع عنہ کے لیے شرط ہے کہ شفیع کی ملکیت کے بعد اس کو ملکیت حاصل ہوئی ہو۔

وقف

وقف کے معنی حبس یعنی روکنے کے ہیں اور شریعت میں ایسے مال کے روکنے کو وقف کہتے ہیں جو معین ہو۔ اس سے عین چیز کے باقی رہتے ہوئے فائدہ اٹھانا ممکن ہو اور اس جائداد میں وقف کرنے والا اپنے تصرف کو اس مقصد سے منقطع کرے کہ نیک کام میں اللہ تعالی سے تقرب حاصل کرنے کے لیے اس کو صرف کرے۔

وقف کے شرایط

چند شرایط پر وقف جایز ہے بلکہ مستحب ہے:

۱۔ وقف کیا ہوا مال ایسا ہو جس کے عین کو باقی رکھ کر فائدہ اٹھایا جائے اور یہ فائدہ اٹھانا جائز ہو۔ عین کے باقی رہنے کے لیے کسی مدت کی قید نہیں ہے۔ تھوڑی مدت بھی کافی ہے۔ اس لیے کہ حقیقی دوام مخلوقات میں ممکن نہیں ہے۔

فائدہ اٹھانے کی قید عام ہے، فی الحال ہو یا آئندہ ممکن ہو۔ عین چیز کی بقا کی قید سے وہ چیزیں نکل جاتی ہیں جس کے عین کو ختم کیے بغیر فائدہ اٹھانا ممکن نہ ہو جیسا کہ شمع یا غذا۔

مباح کی قید سے لہو ولعب کے وسائل نکل جاتے ہیں۔

۲۔ موقوف علیہ: وقف ایسے شخص پر ہو جو فی الحال زندہ ہو۔ اس شرط سے وہ وقف نکل جائے گا جو قریب میں پیدا ہونے والے بچے پر کیا جائے۔ ایسے وقف کو "منقطعِ اول" کہتے ہیں۔ "منقطعِ اوسط" اور "منقطع آخر" کی نسبت اختلاف ہے۔ اور معتمد علیہ یہ ہے کہ جایز ہے۔

۳۔ وقف کا مقصد حرام نہ ہو۔ کسی معصیت کے لیے نہ ہو۔ مقصد یعنی اللہ کا تقرب ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ معصیت کے مقصد کی نفی کرنا کافی ہے۔ فقیروں کے علاوہ مالداروں پر بھی وقف ہو سکتا ہے۔

۴۔ وقت کی تعین نہ ہو: وقف کسی خاص مدت کے لیے نہ ہو اور نہ وقف کو کسی شرط کے

ساتھ معلق کیا جائے۔

۵۔وقف کرنے والا: وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو، بچے اور مجنون کی طرف سے وقف صحیح نہیں، وہ وقف بھی صحیح نہیں ہوگا جس کو جبراً کیا گیا ہو۔

٦۔ وقف کے صیغہ کی نسبت جو الفاظ استعمال کیے جائیں صراحۃً ہو سکتے ہیں اور کنایۃً بھی۔

۷۔وقف کی نسبت وقف کرنے والے کی طرف سے مقرر کردہ شرایط پر عمل ہوگا۔

تقدیم کی شرط اس طرح ہوگی کہ میں نے اپنی اولاد میں سے ان پر وقف کیا جو نیکوکار ہیں۔تاخیر کی شرط اس طرح ہوگی کہ اس کو میں نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور جب وہ گزر جائیں تو ان کی اولاد پر۔تسویہ اس طرح کہ میں اپنی اولاد پر مساویانہ؛ مردوں اور عورتوں پر وقف کیا۔تعطیل اس طرح کہ میں نے اپنی اولاد پر اس حساب سے وقف کیا کہ ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے۔

ہبہ

ہبہ ہُبوب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہوا کے چلنے اور بہنے کے ہیں۔ نیند سے بیدار ہونے کو بھی ہبہ کہا گیا ہے۔ شریعت میں اپنی زندگی میں ثواب کے لیے مال کی ملکیت کو کسی عوض کے بغیر منتقل کرنے کو ہبہ کہتے ہیں۔

اس تعریف میں صدقہ جو مُعطی (دینے والے) کے ثواب یا مُعطی لہ (جس کو دیا جائے) کی ضرورت کی وجہ سے دیا جائے اور ہدیہ جو معطی لہ کو تعظیماً یا تکریماً دیا جائے داخل ہیں۔ ہبہ کی خاص تعریف یہ ہے کہ اپنی زندگی میں ثواب کے لیے مال کی ملکیت کو بغیر کسی عوض منتقل کیا جائے، کسی کی تعظیم کے لیے نہیں اور نہ کسی کی ضرورت کی وجہ سے، اور جس میں ایجاب وقبول ہو۔ اس تعریف سے صدقہ اور ہدیہ خارج ہو جاتے ہیں۔

ہبہ کے ارکان

ہبہ کے ارکان چار ہیں:

۱۔ واہب یعنی ہبہ کرنے والا۔ شرط یہ ہے کہ اس کی ملکیت حقیقی اور حکمی ہو۔

۲۔ موہوب لہ؛ وہ شخص جس کے فایدے کے لیے ہبہ کیا گیا۔ شرط یہ ہے کہ موہوب لہ میں ہبہ کی ہوئی چیز کے مالک ہونے کی اہلیت ہو، اگرچہ کہ غیر مکلّف ہو۔ اس بچہ کے لیے جو ابھی حمل میں ہو یا جانور کے لیے ہبہ نہ ہوگا۔

۳۔ موہوب؛ وہ چیز جو ہبہ کی گئی ہو۔ شرط یہ ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز معلوم، طاہر، فائدہ اٹھانے کے قابل ہو اور غصب کی ہوئی نہ ہو۔

۴۔ صیغہ؛ وہ الفاظ جو ہبہ کرنے والا ایجاب کے طور پر بولے اور جس کے حق میں ہبہ کیا گیا ہو قبول کے طور پر کہے۔ ایجاب وقبول کے معنی میں موافقت بھی شرط ہے۔

ہبہ کا حکم

ہر وہ چیز جس کی خرید وفروخت صحیح ہے اس کا ہبہ صحیح ہے اور جس کی خرید وفروخت صحیح نہیں اس کا ہبہ بھی صحیح نہیں۔ مجہول و نامعلوم چیز کا ہبہ جایز نہیں جیسا کہ کوئی کہے کہ ان دو کپڑوں میں سے ایک کو ہبہ کیا۔ نامعلوم کی طرح نجس اور غصب کی ہوئی چیز کا ہبہ بھی جایز نہیں۔

ہبہ کی بنیاد پر ملکیت حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ ہبہ کرنے والے کی اجازت سے قبضہ نہ کیا جائے۔ اگر بغیر اجازت کے قبضہ کیا جائے تو ملکیت حاصل نہیں ہوگی۔ اگر ہبہ کی ہوئی چیز پر قبضہ ہونے سے پہلے موہوب لہ یا ہبہ کرنے والے میں سے کوئی فوت ہو جائے تو ہبہ فسخ نہیں ہوگا اور فریقین کے وارثین قبضہ لینے اور قبضہ دینے میں قائم مقام ہوں گے۔ موہوب لہ اس پر قبضہ کرے تو ہبہ کرنے والا رجوع نہیں کرسکتا، سوائے اس کے کہ وہ والدین یا جدّین یعنی دادا نانا جیسے اصول کے رشتے داروں میں سے ہو۔

قبضہ کی اجازت دینے اور قبضہ لینے سے پہلے رجوع ہوسکتا ہے، اگر عمر بھر کے لیے یا موت کے انتظار میں کوئی چیز دوسرے شخص کو دی جائے اور موہوب لہ اس کو قبول کر کے قبضہ کر لے تو وہ چیز موہوب لہ کی ہوگی اور اس کے بعد اس کے وارثین کی فاسد شرط ساقط ہو جائے گی اور معاہدہ قایم رہے گا۔ جیسا کہ کوئی شخص ایک مکان کے بارے میں یہ کہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو گئے تو مکان کی ملکیت میری طرف واپس لوٹے گی اور اگر میں تم سے پہلے فوت ہو جاؤں تو مکان تمہارا ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں مکان موہوب لہ اور اس کے وارثین کا ہوگا۔

فرایض

فرایض فریضہ کی جمع ہے اور فریضہ فرض سے مشتق ہے اور مفروضہ کے معنی میں ہے۔ فرض کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں اور شریعت میں وارث کے مقررہ حصہ کو فرض کہتے ہیں اور فرایض سے مراد فقہ کا وہ شعبہ ہے جس میں ترکہ کی تقسیم کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں وراثت پانے کا حق صرف مردوں کو تھا، عورتوں کو نہ تھا، بڑوں کو تھا، چھوٹوں کو نہ تھا۔ ابتدائے اسلام میں حِلف یعنی ایک دوسرے کی امداد اور تعاون کے عہد پر ترکہ میں حصہ ملتا تھا۔ اس کے بعد اسلام اور ہجرت کے تعلق سے ایک دوسرے سے حصہ پانے لگے۔ پھر وصیت کے ذریعہ حصوں کا تعین ہوا۔ بالآخر کلامِ مجید کی آیاتِ میراث کے ذریعہ فقہ کے اس شعبہ کی تکمیل ہوئی۔

علومِ فرایض

فرایض کے لیے تین علوم سے واقفیت ضروری ہے:

۱۔ علمِ نسب۔

۲۔ علمِ حساب۔

۳۔ اور علمِ فتویٰ۔

وراثت کے ارکان

وراثت کے تین ارکان ہیں:

۱۔ وارث۔

۲۔ مورث۔

۳۔ اور حقِ موروث۔

موقوف علیہ وراثت

وراثت تین امور پر موقوف ہے:

۱۔اسباب کی موجودگی۔

۲۔رکاوٹوں کی نفی۔

۳۔اورشرایط۔

وراثت کے اسباب

وراثت کے چار اسباب ہیں:

۱۔نسب۔

۲۔نکاح۔

۳۔ولاء۔

۴۔اورجہتِ اسلام۔

رکاوٹیں

وراثت پانے کے لیے چار امور کی نفی لازم ہے:

۱۔غلامی۔

۲۔قتل۔

۳۔اختلافِ ملتین۔

۴۔اوردورِ حکمی یعنی ایک حکم دوسرے حکم پر موقوف ہو۔(اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کو وارث بنانے سے دوسرا وراثت سے محروم ہو جائے، مثلاً متوفی کا بھائی جو وراثت پا رہا ہے متوفی کا کوئی بیٹا ہونے کا اقرار کرے)

وراثت کی شرطیں

وراثت کی چار شرطیں ہیں:

۱۔مورث کی موت کا یقین۔

۲۔وارث کی زندگی۔

۳۔میت سے رشتے داری۔

۴۔اور وراثت کی جہت کا علم۔

مرد وارثین

مردوں میں سے وراثت پانے والوں کی تعداد پندرہ ہے:

۱۔باپ۔

۲۔دادا اور اسی طرح جہاں تک سلسلہ اوپر جائے۔

۳۔بیٹا۔

۴۔پوتا اور اسی طرح جہاں تک سلسلہ نیچے جائے۔

۵۔حقیقی بھائی۔

۶۔علاتی بھائی۔

۷۔اخیافی بھائی۔

۸۔حقیقی بھائی کا بیٹا۔

۹۔علاتی بھائی کا بیٹا اور اسی طرح ان کا سلسلہ۔

۱۰۔حقیقی چچا۔

۱۱۔علاتی چچا۔

۱۲۔حقیقی چچا کا بیٹا۔

۱۳۔علاتی چچا کا بیٹا اور ان کا سلسلہ۔

۱۴۔شوہر۔

۱۵۔مولیٰ یعنی غلام کا مالک جس نے غلام کو آزاد کیا۔

دس کی تعداد پر اختصار اس طرح ہوسکتا ہے کہ بھائی میں حقیقی، علاتی اور اخیافی تینوں کو

شمار کیا جائے اور بھتیجے میں حقیقی اور علاتی بھائی کا بیٹا اور چچا میں حقیقی اور علاتی چچا اور چچا کے بیٹے میں حقیقی اور علاتی چچا کا بیٹا شمار کیے جائیں۔

اگر یہ سب کے سب مرد وارثین موجود ہوں تو ان میں سے صرف تین افراد؛ باپ، بیٹا اور شوہر وراثت پائیں گے۔ پوتا بیٹے کی موجودگی میں وراثت نہ پائے گا، اور دادا باپ کی وجہ سے اور باقی وارثین بیٹے کی وجہ سے وراثت نہ پائیں گے۔ اور ان حالات میں میّت عورت کی ہوگی۔

عورت وارثین

عورتوں میں وراثت پانے والوں کی تعداد اجمالاً سات اور درحقیقت دس ہے:

۱۔ماں۔

۲۔دادی۔

۳۔نانی اور اسی طرح ان کا سلسلہ جہاں تک اوپر جائے۔

۴۔بیٹی۔

۵۔پوتی اور اسی طرح ان کا سلسلہ جہاں تک نیچے تک جائے۔

۶۔حقیقی بہن۔

۷۔علاتی بہن۔

۸۔اخیافی بہن۔

۹۔بیوی۔

۱۰۔مولات یعنی غلام کی مالک عورت جس نے غلام کو آزاد کیا ہے۔

دادی میں نانی کو، بہن میں حقیقی، علاتی اور اخیافی بہنوں کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد سات ہوتی ہے۔

اگر یہ عورتیں سب کی سب موجود ہوں تو ان میں سے صرف پانچ عورتیں؛ ماں، بیٹی، پوتی، بیوی اور حقیقی بہن وراثت پائیں گی۔

بقیہ عورتیں اس طرح محجوب ہوتی ہیں؛ دادی اور نانی ماں کی موجودگی میں وراثت نہ پائیں گی اور اخیافی بہن بیٹی اور علاتی بہن کی موجودگی میں اور آزاد کیے ہوئے غلام کی مالکہ اصل رشتے داروں کی موجودگی میں وراثت نہ پائیں گی اور میت مرد کی ہوگی۔

اگر مرد اور عورت وارثین سب کے سب بیوی یا شوہر کو چھوڑ کر موجود ہوں تو باپ، ماں، بیٹا، بیٹی اور شوہر یا بیوی صرف پانچ اشخاص وراثت پائیں گے۔

کبھی محجوب نہ ہونے والے وارثین

ایسے وارثین جن کی وراثت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی پانچ ہیں:

باپ، ماں، بیٹا، بیٹی، شوہر یا بیوی۔

عصبہ

عصبہ کسی شخص کی پدری رشتے داری کو کہتے ہیں جس کی قرابت میت کے ساتھ عورت کے توسط کے بغیر ہو اور جس کے لیے عصبہ بننے کی صورت میں کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ اگر تنہا ہو تو وراثت میں پورا ترکہ پاتا ہے، اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہو تو ذوی الفروض کو ان کے حصے دیے جانے کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے لے لیتا ہے۔ عصبہ کی حالت میں صرف باپ اور دادا کو شامل کرنے کے لیے حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ ان دونوں کے لیے جب عصبہ نہ ہوں تو حصہ مقرر ہے۔ باپ دادا، بیٹے کے ساتھ ہوں تو ان کو چھٹا حصہ ملے گا۔

عصبہ میں ترجیح جہت کے لحاظ سے ہوگی، اگر جہت ایک ہی ہو تو قربت کا لحاظ کیا جائے گا۔ جہت اور قربت دونوں مساوی ہوں تو پھر رشتے کی قوت کا لحاظ ہوگا۔ جہت کی تفصیل عصبہ بنفسہ میں بیان کی گئی ہے، رشتے کی قوت کی مثال علاتی بھائی پر حقیقی بھائی کی ترجیح ہے۔ باپ کی جہت اصلی اور بیٹے کی جہت فرعی کہی جاتی ہے۔ جہت اور قربت کے لحاظ سے رشتے داروں کی ترتیب بھی مقرر ہے۔

عصبہ تین قسم کے ہیں: عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ، عصبہ مع الغیر۔

ا۔عصبہ بنفسہ

وہ قرابت دار جو خود سے عصبہ کا حق رکھتے ہیں اور دیگر رشتے داروں میں سے بعض کو ان کے حصہ سے بالکلیہ محروم کردیتے ہیں اور بعض کو اپنے عصبہ میں شریک کرتے ہیں۔ مستحق ہونے کے لحاظ سے ان کی ترتیب یہ ہے:

بیٹا پھر پوتا اور اسی طرح جہاں تک نیچے جائے۔

پھر باپ پھر دادا اور اسی طرح جہاں تک اوپر جائے۔

اور حقیقی بھائی۔ دادا اور حقیقی بھائی کے درمیان کوئی ترتیب نہیں ہے، دونوں مساوی ہیں۔ پھر علاتی بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا۔

پھر چچا اسی ترتیب سے، پھر چچا کا بیٹا، پھر علاتی چچا، پھر علاتی چچا کا بیٹا۔ چچاؤں اور ان کے بیٹوں میں حقیقی کو علاتی پر ترجیح ہوگی۔

اگر نسب کے عصبات نہ ہوں تو مولیٰ یعنی غلام کا مالک وارث ہوگا (مرد ہو یا عورت) جس نے غلام کو رہا کیا ہو۔

اگر میت کے لیے نسب اور ولاء دونوں کے عصبات نہ ہوں تو ترکہ بیت المال میں داخل کیا جائے گا۔

۲۔عصبہ بغیرہ

وہ رشتے دار جن کو خود سے عصبہ بننے کا حق حاصل نہیں ہے، بلکہ بعض دیگر عصبی رشتے داروں کے ساتھ ان کو عصبہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔

وہ افراد جن کی وجہ سے عصبہ کا حق پیدا ہوتا ہے چار مرد ہیں جو اپنی بہنوں کو عصبہ بناتے ہیں اور ان میں ترکہ کی تقسیم مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصے کے حساب سے ہوتی ہے:

ا۔ بیٹا۔

۲۔ پوتا اور اسی طرح جہاں تک نیچے جائے۔

۳۔حقیقی بھائی۔

۴۔علاتی بھائی۔

اخیافی بھائی اپنی بہن کو عصبہ نہیں بناتا، بلکہ ان دونوں کا ایک تہائی حصہ ہے جس کی تقسیم مساوی ہوگی۔

۳۔عصبہ مع الغیر

وہ رشتے دار جن کو تنہا ہونے کی صورت میں عصبہ کا حق نہیں، مگر جب آپس میں جمع ہوجائیں تو ایک دوسرے کو عصبہ بناتے ہیں جیسا کہ بہنیں جب بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ ہوں۔

ذوی الفروض

مقرر کردہ حصے

وہ حصے جو کلام مجید میں مقرر ہیں چھ ہیں:

نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث اور سدس۔

ان چھ حصوں کے علاوہ اور دو صورتیں بھی ہیں:

عول اس صورت کو کہتے ہیں جب کہ ذوی الفروض پر ترکہ کی تقسیم سے مال میں کمی ہو۔

ردّ اس صورت کو کہتے ہیں جب کہ تقسیم کے بعد مال باقی رہ جائے۔

نصف

آدھا حصہ پانے والے پانچ اشخاص ہیں:

۱۔۲۔بیٹی، پوتی اور ان کا سلسلہ جہاں تک نیچے جائے، جب کہ یہ دونوں تنہا ہوں اور ان کے ساتھ کوئی مرد عصبہ بنانے والا نہ ہو۔

۳۔۴۔حقیقی اور علاتی بہن جب کہ ان کے ساتھ کوئی مرد عصبہ بنانے والا نہ ہو۔

۵۔شوہر جس کے ساتھ بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ نہ ہوں۔

رُبع

چوتھا حصہ پانے والے دو اشخاص ہیں:

ا۔شوہر جب کہ اس کے ساتھ بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ موجود ہوں، اس سے پیدا ہوئے ہوں یا دوسرے شوہر سے۔

۲۔بیوی؛ ایک ہو یا زیادہ، جب کہ ان کے ساتھ بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ نہ ہوں۔

ثُمن

آٹھواں حصہ صرف بیوی پاتی ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ، جب کہ اس کے ساتھ بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ نہ ہوں۔

ثلثان

دو تہائی حصہ پانے والے چار لوگ ہیں:

ا۔بیٹیاں جب ایک سے زیادہ ہوں۔

۲۔پوتیاں جب ایک سے زیادہ ہوں اور ان کے ساتھ صُلبی بیٹی نہ ہو۔ بیٹی کی موجودگی میں پوتیوں کو ثلثین کا تکملہ سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔

۳۔حقیقی بہنیں جب ایک سے زیادہ ہوں۔

۴۔علاتی بہنیں جب ایک سے زیادہ ہوں اور ان دونوں یعنی نمبر ۳ و ۴ کے ساتھ ان کا بھائی نہ ہو۔ بھائی ان کے ساتھ ہو تو ان کو عصبہ بنائے گا اور عصبہ میں ان کو بعض وقت ثلثین سے زیادہ اور بعض وقت ثلثین سے کم حصہ ملے گا۔

ثلث

ایک تہائی حصہ پانے والے دو اشخاص ہیں:

ا۔ماں جب مجحوب نہ ہو یعنی جب کہ میت کی اولاد نہ ہو یا بھائی اور بہنیں حقیقی، علاتی یا اخیافی دو کی تعداد میں نہ ہوں۔

۲۔اخیافی بھائی اور بہنیں جب ایک سے زیادہ ہوں؛ مرد ہوں یا عورت، مساوی حصہ پائیں گے، اس لیے کہ ان کا رشتہ محض ماں کی وجہ سے ہے اور ماں کے رشتہ میں عصبہ نہیں۔

سدس

چھٹا حصہ پانے والے سات اشخاص ہیں:

۱۔ماں جب کہ اس کے ساتھ میت کی اولاد؛ بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ یا ایک سے زیادہ حقیقی یا غیر حقیقی بھائی اور بہن ہوں۔

۲۔جدّہ یعنی دادی یا نانی، ماں کی عدم موجودگی میں۔جدّات ایک سے زیادہ ہوں تو بھی ان سب میں یہی حصہ چھٹا ملے گا۔اگر ماں موجود ہو تو جدّہ ساقط ہو جائے گی اور اس کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ باپ کی موجودگی سے دادی ساقط ہو جاتی ہے،لیکن نانی ساقط نہیں ہوتی۔اصول یہ ہے کہ ایک ہی جہت میں جو قریب تر ہوں وہ بعید تر کو محروم کرتے ہیں۔

۳۔پوتی جو بیٹی کے ساتھ ہو۔دو تہائی میں سے بیٹی کو نصف دینے کے بعد جو چھٹا حصہ باقی بچتا ہے پوتی کو ملے گا۔

۴۔علاتی بہن جو حقیقی بہن کے ساتھ ہو۔

۵۔باپ جو میت کی اولاد؛ بیٹا بیٹی، پوتا پوتی کے ساتھ ہو۔میت کی ایک بیٹی اور باپ ہو تو بیٹی کو نصف اور باپ کو چھٹا حصہ بطور حصہ ملے گا اور جو باقی رہے گا وہ بھی باپ کو عصبہ کے طور پر ملے گا۔میت کا ایک بیٹا اور باپ ہو تو باپ کو صرف چھٹا حصہ ملے گا اور باقی سب بیٹا عصبہ کے طور پر پائے گا۔

٦۔دادا باپ کی عدم موجودگی میں۔نانا جدّ فاسد کہلاتا ہے اور ذوی الارحام میں ہے۔

۷۔اخیافی بھائی یا بہن میں سے ہر ایک کو۔

حجب

حجب کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں۔اور شریعت میں وارث کو وراثت سے روکنے کو حجب کہتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں: حجبِ حرمان اور حجب نقصان:

ا۔ حجب حرمان

وراثت سے بالکلیہ روکنے اور محروم کرنے کو کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: حجبِ حرمان بالوصف اور حجبِ حرمان بالشخص۔

حجبِ حرمان بالوصف

وہ اشخاص جو ایک خاص صفت کی وجہ سے وراثت سے محروم کیے گئے ہوں، ان کی چار قسمیں ہیں:

ا۔غلام

٢۔قاتل، مقتول کی وراثت نہیں پائے گا؛ اس نے خود قتل کا ارتکاب کیا ہو یا اعانت کی ہو، اور قتل؛ قتلِ عمد ہو یا قتلِ خطا یا شبہِ عمد۔

٣۔مرتد، اسی طرح زندیق جو کفر کو پوشیدہ رکھے اور اسلام کا اظہار کرے۔

٤۔اہلِ ملتین ؛ مختلف مذہب والے اشخاص مسلم کافر سے اور کافر مسلم سے وراثت نہیں پائے گا۔ مرتد کسی سے وراثت نہیں پائے گا، نہ مرتد سے، نہ مسلم سے، نہ کافر سے۔

حجبِ حرمان بالشخص

وہ افراد جو دوسرے افراد کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم ہوتے ہیں؛ جدّات (دادیاں اور نانیاں) قریب کی ہوں یا دور کی، ماں کی موجودگی میں ساقط ہوجاتی ہیں۔ اور دادیاں باپ کی وجہ سے بھی۔

دادا باپ کی موجودگی میں ساقط ہوتے ہیں، اسی طرح دور کا دادا نزدیک کے دادا کی وجہ سے ساقط ہوجاتا ہے۔

اخیافی بھائی اور بہن میت کی اولاد اور اجداد کی وجہ سے محروم ہوجاتے ہیں۔ حقیقی بھائی تین اشخاص بیٹے پوتے وغیرہ اور باپ کی وجہ سے محروم ہوجاتے ہیں۔ علاتی بھائی اور بہن چار اشخاص بیٹے پوتے وغیرہ اور باپ اور حقیقی بھائی کی وجہ سے، حقیقی بھائی کا بیٹا سات

اشخاص سابقہ چھ اور حقیقی بھائی کے بیٹے کی وجہ سے۔ حقیقی چچا آٹھ اشخاص؛ سابقہ سات اور علاتی بھائی کے بیٹے کی وجہ سے، علاتی چچا نو اشخاص؛ سابقہ آٹھ اور حقیقی چچا کی وجہ سے۔ حقیقی چچا ک بیٹا دس اشخاص؛ سابقہ نو اور علاتی چچا کی وجہ سے۔ علاتی چچا کا بیٹا گیارہ اشخاص؛ سابقہ دس اور حقیقی چچا کے بیٹے کی وجہ سے۔

غلام کو آزاد کرنے والا غلام کے نسبی عصبہ کی وجہ سے محروم ہوتا ہے۔

۲۔حجبِ نقصان

وراثت میں بڑے حصے سے روک کر اُس سے کم تر حصے کے دینے کو کہتے ہیں۔اس کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ایک حصہ سے دوسرا حصہ؛ ماں کو تہائی سے چھٹا حصہ،شوہر کو نصف سے پاؤ حصہ، بیوی کو پاؤ حصہ سے آٹھواں حصہ۔

۲۔ایک عصبہ سے دوسرے عصبہ جیسا کہ بہن عصبہ مع الغیر سے عصبہ بغیرہ ہو جائے۔ بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ مع الغیر ہے اور اس کا حصہ نصف ہے۔ جب بہن کے ساتھ اُس کا بھائی ہو تو عصبہ بغیرہ ہو جائے گی اور اس کا حصہ ایک تہائی ہوگا۔

۳۔حصہ سے عصبہ؛ تنہا بیٹی کا حصہ نصف تھا، بھائی کے ساتھ ہوگی تو عصبہ بنے گی اور ایک تہائی پائے گی۔

۴۔عصبہ سے حصہ جیسا کہ دادا جو تنہا عصبہ کی وجہ سے وراثت پاتا ہے، بھائیوں کے ساتھ مقررہ حصہ پاتا ہے۔

۵۔حصہ میں مزاحمت؛ بیٹیوں کا حصہ دو تہائی ہے،جس قدر زیادہ بیٹیاں ہوں گی اسی میں سے اپنا حصہ پائیں گی۔

۶۔عصبہ میں مزاحمت؛ بیٹے جس قدر زیادہ ہوں گے ایک دوسرے کا حصہ کم کریں گے۔

ذوی الارحام

ذوی الارحام کے معنی قرابت داروں کے ہیں اور شریعت میں ان قرابت داروں کو ذوی الارحام کہتے ہیں جو ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ ہیں اور جن کی رشتے داری میت کے ساتھ عورت کے توسط سے ہوتی ہے۔

عصبات اور ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں مال بیت المال میں داخل ہوگا۔ اگر بیت المال نہ ہو یا بیت المال کا انتظام اطمینان بخش نہ ہو تو مال ذوی الارحام پر تقسیم ہوگا۔

ذوی الارحام گیارہ ہیں:

١۔ نانا، پرنانا، پرنانی وغیرہ۔

٢۔ بیٹیوں کی اولاد۔

٣۔ حقیقی اور علاتی بھائی کی بیٹیاں۔

٤۔ حقیقی اور علاتی بہن کی اولاد۔

٥۔ اخیافی بھائی کی اولاد۔

٦۔ اخیافی چچا۔

٧۔٨۔ حقیقی اور علاتی چچا کی بیٹیاں۔

٩۔ پھوپھیاں۔

١٠۔ ماموں۔

١١۔ خالائیں۔

متفرق مسائل

چار مرد ایسے ہیں جو عصبہ کے طور پر وراثت پاتے ہیں لیکن ان کی بہنیں وراثت نہیں پاتیں:

١۔ حقیقی یا علاتی چچا۔

٢۔ حقیقی یا علاتی چچا کے بیٹے۔

٣۔ حقیقی یا علاتی بھائی کے بیٹے۔

۴۔مولیٰ معتق کے عصبات وراثت پاتے ہیں اوران کی بہنوں؛ پھوپھی، چچا کی بیٹی اور بھتیجی کوعصبہ نہیں اور یہ ذوی الارحام میں سے ہیں۔

وصیت

وصیت کے معنی ملانے کے ہیں اور شریعت میں وصیت کی دو قسمیں ہیں: وصیت اور ایصاء۔

۱۔وصیت جو خیر واحسان کے طور پر کسی کے حق میں کی جائے اوراس پر عمل کو موت کے بعد موقوف رکھا جائے۔

۲۔ایصاء جس کی رُو سے وصی کو اپنی موت کے بعد جائداد میں تصرف کا اختیار اس غرض سے دیا جائے کہ بچوں کی پرورش اور نگرانی کرے، امانتوں کو واپس لے اور قرضوں کو ادا کرے، لیکن اس نوع کی وصیت میں کوئی امرِ تبرع یعنی خیر واحسان نہیں ہے۔

وصیت کا حکم

وصیت خیر واحسان کے لیے سنت موکدہ ہے۔ مالداروں کے حق میں مباح ہے، ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت مکروہ ہے۔ اُس شخص کے حق میں جس کی نسبت علم ہو کہ ترکہ میں حق پیدا ہونے پر وہ ترکہ کو تباہ وتاراج کرے، وصیت کرنا حرام ہے۔ اُن حقوق کی ادائی کی نسبت جو خود کے ذمے ہیں وصیت کرنا واجب ہے۔

وصیت کی مقدار

وصیت کی مالیت ترکہ کی مالیت کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو، بلکہ مستحب ہے کہ ایک

تہائی سے کچھ کم ہو۔ زیادہ کی نسبت تعمیل وارثین کی اجازت پر موقوف ہے۔ ورنہ زیادہ کی حد تک وصیت باطل ہوگی۔

وصیت کا نفاذ اس صورت میں ہوگا جب کہ ترکہ قرض کی ادائی میں ختم نہ ہو۔ ترکہ میں سب سے پہلے تجہیز کے مصارف ہوں گے، پھر قرض کی ادائی ہوگی۔ اس کے بعد وصیت اور پھر وراثت کی تقسیم ہوگی۔

وارث کے حق میں وصیت کرنا مکروہ ہے۔ اگر کی جائے تو نافذ نہیں ہوگی جب تک کہ باقی وارثین اجازت نہ دیں، وارث سے مراد وہ شخص ہے جو موصِی کی موت کے وقت وراثت کا مستحق ہو، وارثین کی اجازت بھی مُوصِی کی موت کے بعد ہوگی۔

رجوع: مُوصِی زندگی میں وصیت سے رجوع کر سکتا ہے، لیکن وارثین اجازت سے رجوع نہیں کر سکتے۔

وصیت کی شرطیں

خیر واحسان کے لیے جو وصیت کی جائے اس کے ارکان چار ہیں:

۱۔ موصِی۔

۲۔ موصی لہ۔

۳۔ موصی بہ۔

۴۔ صیغہ۔

۱۔ **مُوصی** یعنی وصیت کرنے والے کے لیے شرط ہے کہ بالغ، عاقل اور مختار ہو۔ مجنون، بیہوش، بچے اور مجبور کی وصیت جایز نہیں۔

۲۔ **موصی لہ**: جس کے حق میں یا جس کے لیے وصیت کی جائے، اس کے لیے شرط ہے کہ اگر معین ہو تو اس میں ملکیت کی اہلیت ہو۔ کسی میت یا جانور کے حق میں وصیت نہیں ہوسکتی۔ نابالغ، مجنون اور اس بچے کے حق میں وصیت ہوسکتی ہے جو شکمِ مادر میں ہو۔ موصی لہ مبہم نہ ہو متعین ہو۔ موصیٰ لہ اصالۃً یا ولایۃً وصیت کو قبول بھی کرے، موصی کے

انتقال کے بعد نہ کہ پہلے۔ موصی لہ غیر متعین بھی ہوسکتا ہے اور جہتِ عامہ کے لیے بھی وصیت ہوسکتی ہے۔ فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستے میں صرف کرنے کے لیے وصیت کی جائے تو وصیت کا مال نمازیوں پر صرف کیا جاسکتا ہے۔ دیگر کارِ خیر مثلاً فقراء کا تعاون اور مسجد کی تعمیر کے لیے بھی وصیت کی جاسکتی ہے۔

۳۔ **موصی بہ**: وہ چیز جس کی نسبت وصیت کی جائے مقصود بہ ہو، منتقل ہوسکتی ہو اور مباح ہو۔ اس کا معلوم اور موجود ہونا ضروری نہیں ہے، مجہول اور معدوم کی نسبت بھی وصیت ہوسکتی ہے۔ جانور کے تھن میں جو دودھ ہے اور جس کی مقدار معلوم نہیں اور درخت کے پھل کی نسبت جو ابھی ظاہر نہیں ہوا ہے وصیت ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ کہ مُوصِی کی میت کے وقت وہ مُوصِی کی ملکیت میں ہو۔

۴۔ **صیغہ**: ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن سے وصیت کا مقصد صریحاً یا کنایۃً ظاہر ہوسکے اور بمنزلۂ ایجاب ہو۔ موصی لہ کی جانب سے قبول کا عمل موصی کی موت کے بعد ہو۔ موت سے پہلے قبول کرنا بے سود ہے، اس لیے کہ موصی اپنی زندگی میں رجوع کرسکتا ہے۔ اگر موصی لہ متعین نہ ہو تو قبول کی شرط نہیں ہے اور وصیت پر عمل بمنزلۂ قبول ہے۔

ایصاء کی شرطیں

موت کے بعد اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لیے جو وصیت کی جائے اس کے ارکان بھی چار ہیں:

۱۔ موصی۔

۲۔ وصی۔

۳۔ موصی فیہ۔

۴۔ صیغہ۔

۱۔ موصی؛ وصیت کرنے والے کے لیے شرط ہے کہ بالغ، عاقل، مختار ہو، نابالغ، مجنون یا مجبور نہ ہو۔

۲۔ **وصی**؛ وہ شخص ہے جس کو وصیت کی تعمیل کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اور پہلی قسم کے موصی لہ کی جگہ ہے۔ وصی کے لیے چھ شرائط ہیں:

۱۔ اسلام۔

۲۔ بلوغ۔

۳۔ عقل۔

۴۔ امانت عدالت کی جگہ پر۔

۵۔ وصیت پر عمل کرنے کی صلاحیت۔

٦۔ وصیت پر عمل کرنے کا تعلق جن افراد سے ہے ان سے وصی کو کوئی دشمنی نہ ہو۔

وہ افراد جو ان صفات کی ضد صفات سے متصف ہوں وصی نہیں بنائے جا سکتے۔

وصی کے مرد ہونے کی شرط نہیں ہے، عورت بھی ہو سکتی ہے۔

اگر یہ شرایط بچے کی ماں میں موجود ہوں تو اس کو دیگر لوگوں پر ترجیح ہوگی۔

۳۔ **موصی فیه** : وہ چیز جس کے تعلق سے وصیت کی جائے جس کو پہلی قسم میں موصیٰ بہ کہا گیا ہے۔ اس میں ایسے تصرف کی شرط ہے جس کو مالی تصرف کہا جائے اور یہ بھی شرط ہے کہ معصیت کے کام یعنی کنیسہ کی تعمیر یا بت تراشی کے لیے نہ ہو۔

۴۔ **صیغہ**؛ ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جس سے ایصاء کا مطلب ظاہر ہو اور بمنزلہ ایجاب ہو۔ اس کا قبول بھی مُوصِی کی موت کے بعد جب چاہے ہو سکتا ہے۔

نکاح

نکاح کے معنی ضم کرنے اور ملانے کے ہیں اور شریعت میں ایسے معاہدہ کو نکاح کہتے ہیں جس کے منعقد ہونے سے جماع حلال ہو جاتا ہے۔

موسی علیہ السلام کی شریعت میں مردوں کے مفادات کی رعایت کرتے ہوئے عورتوں کی تعداد کی نسبت کوئی قید نہیں تھی، اور عیسی علیہ السلام کی شریعت میں عورتوں کے مفادات کی رعایت کرتے ہوئے بیویوں کی تعداد کو گھٹا کر ایک پر محدود کیا گیا۔ اور شریعتِ محمدی میں ان دونوں کے مفادات کی رعایت رکھتے ہوئے خاص شرایط کے ساتھ ایک محدود تعداد کی اجازت دی گئی۔

نکاح کا حکم

اس شخص کے لیے نکاح مستحب ہے جس کو نکاح کی ضرورت ہو، جماع کی طاقت اور خواہش ہو، اور مہر ونفقہ وغیرہ کی استطاعت رکھتا ہو۔ مہر ونفقہ کی عدم استطاعت کی صورت میں نکاح مستحب نہیں ہے بلکہ نہ کرنا مستحب ہے۔ اگر جماع کی طاقت یا خواہش نہ ہو تو نکاح مکروہ ہے۔

مرد چار عورتوں کو اور غلام دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتا ہے۔ آزاد مرد باندی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا، البتہ تین شرطیں پائی جائیں تو کر سکتا ہے:

۱۔ آزاد عورت میسر نہ ہو۔

۲۔ نافرمانی کا خوف ہو۔

۳۔ باندی مسلمان ہو۔

نظر کے احکام

یہاں صرف آنکھ سے دیکھنے کے متعلق احکام ہیں، اس کو مسّ کرنے اور چھونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جن مقامات پر نظر کرنا حرام ہے ان کا چھونا بھی حرام ہے، جس چیز سے لذت حاصل کرنا منع ہے، اس کی طرف شہوت سے نظر کرنا بھی حرام ہے، اگر چہ کہ حیوانات یا جمادات سے کیوں نہ ہو۔

مرد کی نظر عورت کی طرف نو طرح ہوسکتی ہے، ہر ایک صورت میں اس کے عکس یعنی عورت کی نظر مرد کی طرف کے لیے بھی وہی حکم ہے۔ جو حکم مرد کی نظر کی نسبت ہے وہی عورت کی نظر کی نسبت ہے:

۱۔ مرد کی نظر عورت کی طرف ضرورت کے بغیر جایز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، اگر چہ کہ بغیر شہوت کے ہو۔ مرد کی ضعیفی اور ناکاری اس حکم کو تبدیل نہیں کرتی۔

۲۔ مرد کی نظر اپنی بیوی اور باندی کے پورے بدن کی طرف جایز ہے، مگر شرم گاہ کی طرف مکروہ ہے۔

۳۔ مرد کی نظر محرم عورت یا شادی شدہ باندی کے بدن کے اس حصے کے علاوہ جایز ہے جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ محرم اس رشتے دار کو کہتے ہیں جس کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ محرمیت میں نسب، رضاعت اور مصاہرت کے رشتے شامل ہیں۔ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر نظر کرنا حرام ہے، مرد کی نظر صرف مرد کی طرف اور عورت کی نظر عورت کی طرف بھی اسی حد تک محدود ہے۔

۴۔ نکاح کی غرض سے عورت کے چہرے اور ہاتھوں پر نظر کرنا صرف جایز نہیں بلکہ سنت بھی ہے، مسّ کرنے اور چھونے کی اجازت نہیں، عورت کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

۵۔ علاج کے لیے بدن کے اس حصہ کی طرف نظر کرنا جایز ہے جس کے علاج کی ضرورت ہو، شرم گاہ بھی مستثنیٰ نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی محرم رشتے دار یا شوہر کی موجودگی میں معائنہ ہو اور عورت معالج دستیاب نہ ہو، یہی حکم جنسِ مخالف کے لیے بھی ہے۔

۶۔ گواہی کے لیے عورت کے بدن کے اس حصہ کی طرف دیکھنا جایز ہے جس کی نسبت گواہی دینی ہے۔

۷۔خرید وفروخت وغیرہ کے معاملات کے لیے عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا جایز ہے۔

۸۔باندی کی خریدی کے وقت اس کے بدن کے ان مقامات کی طرف نظر کرنا جایز ہے جس سے اس کے کاموں کی صلاحیت کا قیاس کیا جاسکے۔

۹۔تعلیم کے لیے نظر کرنا جایز ہے۔

نکاح کے ارکان

نکاح کے پانچ ارکان ہیں جن کے بغیر عقدِ نکاح صحیح نہیں ہوسکتا:

۱۔شوہر

۲۔بیوی

۳۔ولی

۴۔شاہدین یعنی دو گواہ

۵۔صیغہ یعنی ایجاب وقبول

نکاح کے شرایط

شوهر کے لیے پانچ شرطیں هیں:

۱۔حلال رشتہ رکھتا ہو، محرم کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

۲۔مختار ہو یعنی مجبور نہ ہو۔

۳۔معین ہو، غیر معین کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

۴۔عورت کے نام اور حسب ونسب کا علم رکھتا ہو۔

۵۔مرد ہونا یقینی ہو۔

بیوی کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱۔حلال رشتہ رکھتی ہو،محرم نہ ہو۔

۲۔متعین ہو، غیر متعین کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔

۳۔دوسرے کے نکاح اور عدت سے خالی ہو،عدت کے زمانہ میں بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔

۴۔عورت ہونا یقینی ہو۔

ولی اور شاہدین یعنی دو گواہوں کی اہلیت کے لیے چھ شرایط ہیں:

۱۔اسلام

۲۔بلوغ

۳۔عقل

۴۔آزادی

۵۔مرد؛عورت ولی نہیں بن سکتی، نہ اپنا نکاح خود کرسکتی ہے اور نہ دوسرے کا اور نہ گواہ ہوسکتی ہے۔

۶۔عدالت؛ شاہدین کے لیے عدل کی شرط ہے، ولی کے لیے فاسق نہ ہونا کافی ہے۔

قریب تر ولی میں یہ صفات نہ ہوں تو بعید تر ولی کو مقرر کیا جائے گا۔

گواہوں کے لیے مزید شرط یہ ہے کہ اندھے، بہرے اور گونگے نہ ہوں اور عاقدین کی زبان سے واقف ہوں اور ولی نہ مقرر کیے گئے ہوں۔

صیغہ؛ الفاظ نکاح یعنی ایجاب وقبول صریح ہوں، کنایہ نہ ہوں۔ عقدِ نکاح یعنی ایجاب قطعی طور پر عورت کی جانب سے ہوگا اور نکاح کا قبول شوہر کی جانب سے، لیکن قبول کو مقدم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اولی الولات یعنی ولایت کا حق رکھنے والوں کی ترتیب

عورت کے رشتے داروں کو ولایت یعنی نکاح کرانے کا حق بالترتیب یعنی یکے بعد

دیگرے حاصل ہے، پہلے شخص کی موجودگی میں دوسرے شخص کو کوئی حق نہیں ہے۔ باپ کو دادا، دادا کا باپ اوراسی طرح حقیقی بھائی، علاتی بھائی، حقیقی بھائی کا بیٹا، حقیقی چچا، علاتی چچا اوران دونوں کے بیٹے، اسی ترتیب سے۔

نسب کے رشتے دار موجود نہ ہوں تو مولی معتق اور ان کے عصبات۔نسب اور ولاء دونوں میں سے کوئی رشتے دار موجود نہ ہوتو حاکم۔

خِطبہ یعنی پیغامِ نکاح

نکاح کے سوال کو خِطبہ کہتے ہیں جو مرد کی جانب سے عورت کے پاس پیش کیا جاتا ہے جس کو پیام کہا جاتا ہے۔ ایسی عورت کی نسبت جو شوہر کے فوت ہونے کی وجہ سے یا طلاقِ بائن کی بناء پر عدّت میں ہو صراحۃً پیام دینا جایز نہیں ہے، البتہ کنایۃً جائز ہے۔ طلاقِ رجعی کی صورت میں تعریض یعنی کنایۃً بھی جایز نہیں ہے۔

تصریح ایسے الفاظ کے استعمال کو کہتے ہیں جو نکاح کرنے کی خواہش کو صاف اور صریح طور پر ظاہر کریں جیسا کہ ''تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں''۔

تعریض ایسے الفاظ کے استعمال کو کہتے ہیں جو نکاح کرنے کی خواہش کو صاف وصریح طور پر ظاہر نہ کریں، بلکہ صرف نکاح کا احتمال پیدا کریں جیسا کہ یہ کہنا کہ ''تمہارے بہت سے خواہش مند ہیں''۔تعریض کی صورت میں عدت گزرنے کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔

ایک مرد کے پیام کے رد ہونے سے پہلے دوسرے مرد کی جانب سے پیام پیش کرنا جایز نہیں ہے۔

ایسی عورت جو نکاح کی رکاوٹوں اور سابقہ پیام سے خالی ہو اس سے نکاح کا سوال تعریض اور تصریح دونوں میں ہوسکتا ہے۔

اجبار کے معنی مجبور کرنے کے ہیں۔ باکرہ لڑکی کو باپ اور دادا نکاح پر مجبور کرسکتے ہیں۔ باکرہ اس لڑکی کو کہتے ہیں جس کی بکارت جماع کی وجہ سے زایل نہ ہوئی ہو۔ یہاں صرف بکارت کو امتیاز حاصل ہے۔لڑکی کے بالغہ یا نابالغہ، عاقلہ یا مجنونہ ہونے میں کوئی

فرق نہیں ہے۔

دادا کو اسی صورت میں اختیار ہے جب کہ باپ موجود نہ ہو یا یہ کہ باپ موجود ہو، مگر اہلیت نہ رکھتا ہو۔

اگر لڑکی بالغہ اور عاقلہ ہو تو اس کی اجازت لینا مسنون ہے اور اجازت کے لیے لڑکی کا خاموش رہنا بھی کافی ہے۔

لیکن سنت یہ ہے کہ صغیرہ (چھوٹی بچی) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ بالغ نہ ہو اور اجازت نہ دے۔

اجبار کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرطیں ہیں کہ نکاح کفو میں ہو، شہر کے مروجہ سکہ کے حساب سے مہرِ مثل پر ہو۔

ثیبہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر جایز ہی نہیں ہے، بجز اس کے کہ عورت بالغ ہونے کے بعد اپنی زبان سے اجازت دے۔ استفسار پر ثیبہ عورت کا خاموش رہنا کافی نہیں ہے۔ ثیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی بکارت جماع کی وجہ سے زایل ہوئی ہو۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ باپ اور دادا کے علاوہ دوسرا کوئی شخص نابالغ لڑکی کا نکاح ہی نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ نکاح کے لیے اجازت کی ضرورت ہے اور نابالغ لڑکی کی اجازت صحیح نہیں ہے۔

محرمات

وہ عورتیں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے؛ نصِّ قرآن سے چودہ عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے، نسب کی رُو سے سات ہیں:

۱۔ ماں کتنی ہی اوپر ہو

۲۔ بیٹی کتنی ہی نیچی ہو

۳۔ حقیقی، علاتی یا اخیافی بہن

۴۔ پھوپھی حقیقی یا بالواسطہ جیسے باپ یا ماں کی پھوپھی

۵۔خالہ حقیقی یا بالواسطہ جیسے باپ یا ماں کی خالہ
۶۔ بھائی کی بیٹی اور بھائی کی اولاد کی بیٹیاں
۷۔بہن کی بیٹی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں
رضاعت کی وجہ سے دو عورتیں حرام ہیں:
۱۔رضاعی ماں
۲۔رضاعی بہن
یہ دو تو نصِ قرآنی کی وجہ سے حرام ہیں، ورنہ نسب کی ساتوں محرمات رضاعت میں بھی حرام ہیں جیسا آگے آئے گا۔
مصاہرت (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے چار عورتیں حرام ہیں:
۱۔ بیوی کی ماں نسب یا رضاعت سے کتنی ہی اوپر ہو۔
۲۔ربیبہ یعنی بیوی کی دوسرے شوہر سے بیٹی۔
۳۔باپ یا دادا وغیرہ کی بیوی۔
۴۔بیٹے وغیرہ کی بیوی۔
ان تیرہ عورتوں کی حرمت جو اس وقت تک بیان کی جا چکی ہیں دائمی ہے اور ہر حالت میں قایم رہے گی، لیکن ایک دوسری اور آخری قسم وہ ہے جس کی حرمت جمع کے ساتھ مشروط ہے:
۱۔ بیوی کے ساتھ اس کی بہن؛ علاتی، رضاعی یا نسبی جمع نہیں کی جا سکتی۔اس بارے میں بہن کی رضامندی کوئی چیز نہیں ہے۔
۲۔حدیث کے حکم سے بیوی کے ساتھ اس کی پھوپھی اور خالہ کو جمع کرنا بھی حرام ہے۔
جن عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے ان کے ساتھ نکاح کیا گیا تو دوسرا نکاح باطل ہوگا، نہ کہ پہلا۔
رضاعت کی وجہ سے وہ ساتوں عورتیں حرام ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔

عیب کی وجہ سے فسخِ نکاح کا خیار

بعض عیوب کے پائے جانے کی وجہ سے شوہر اور بیوی دونوں کو اختیار ہے کہ نکاح کو فسخ کروائیں۔ وہ عیوب جو دونوں کے لیے عام ہیں تین ہیں:

۱۔ جنون؛ دائمی ہو یا غیر دائمی، بیہوشی جنون سے خارج ہے۔

۲۔ جذام

۳۔ برص؛ بہق جس میں صرف جِلد کا رنگ تبدیل ہوتا ہے خارج ہے۔

دو امور عورت کے لیے مختص ہیں اور مرد نکاح کو فسخ کروا سکتا ہے:

۱۔ رتق؛ گوشت کی وجہ سے جماع کی جگہ بند ہو۔

۲۔ قَرَن؛ ہڈی کی وجہ سے جماع کی جگہ بند ہو۔

دو امور مرد کے لیے مختص ہیں اور عورت نکاح فسخ کروا سکتی ہے:

۱۔ جب عضو تناسل کٹا ہوا ہو۔

۲۔ عَنَت؛ مرد عنّین ہو اور جماع کرنے سے عاجز ہو۔

مہر

مہر اس مال کو کہتے ہیں جو نکاح کے سبب سے شوہر کی جانب سے بیوی کو دیا جاتا ہے۔ نکاح میں مہر متعین کرنا مستحب ہے۔ بغیر مہر کے بھی نکاح صحیح ہو سکتا ہے لیکن مکروہ ہے۔

مہر متعین کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱۔ مہر کی مقدار شوہر خود مقرر کرے اور بیوی اس پر رضا مند ہو۔

۲۔ مہر قاضی مقرر کرے، قاضی کے مقرر کردہ مہر کے لیے لازم ہے کہ تخمیناً مہرِ مثل کے مساوی ہو، اس کی نسبت فریقین کی رضامندی شرط نہیں ہے۔ قاضی کا مقرر کردہ مہر، مہرِ مثل نہ ہو تو فریقین کی رضامندی کی ضرورت ہے۔

۳۔ مہر متعین ہونے سے پہلے بیوی کے ساتھ جماع کرے تو مہرِ مثل شوہر کے ذمہ عائد ہوگا۔ ہر عین چیز یا منفعت جس کی قیمت ہو سکتی ہو مہر ہو سکتی ہے۔ منفعت کی ایک مثال قرآن کی تعلیم بھی ہے۔

مہر کی مقدار متعین نہیں ہے، لیکن سنت ہے کہ دس درہم یعنی ڈھائی تولے () چاندی سے کم نہ ہو۔ اور پانچ سو درہم یعنی ایک سو پچیس تولے () چاندی سے زیادہ نہ ہو۔

مہرِ مسمّٰی وہ مہر ہے جس کی مقدار نکاح کے وقت مقرر کی جائے۔

مہرِ مثل مہر کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو بیوی کے رشتے داروں، بہنوں، پھوپھیوں وغیرہ کے لیے مقرر کیا گیا ہو یا عادت کے طور پر بیوی کے مساوی درجہ کے خاندان میں مقرر کیا گیا ہو۔

مہر کب ساقط ہوتا ہے؟

کامل مہر اس وقت شوہر کے ذمے ہوگا جب کہ نکاح کے بعد عورت کے ساتھ جماع کیا ہو یا نکاح کے بعد اور جماع سے پہلے شوہر یا بیوی کا انتقال ہو جائے۔

نصف مہر شوہر کے ذمے اس وقت ہوگا جب کہ نکاح کے بعد دکول سے پہلے کسی وجہ سے بیوی سے علی حدگی ہو جائے۔

اس صورت میں مہر شوہر کے ذمہ ہی نہیں ہوگا جب کہ نکاح کے بعد اور جماع سے پہلے کسی ایسے عیب کی وجہ سے جس کا ذکر خیارِ عیوب میں کیا گیا ہے یا تنگ دستی کی وجہ سے نکاح فسخ کر دیا جائے یا یہ کہ نکاح خود فاسد ہو۔

مہر کی ادائی کا وقت

مہر کی ادائی کے وقت کے لحاظ سے مہر کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مہرِ معجّل وہ مہر ہے جو نکاح کے وقت ادا کیا جائے۔

۲۔ مہرِ موجّل وہ مہر ہے جس کی ادائی کے لیے کوئی وقت مقرر کیا جائے۔

۳۔ حالّ وہ مہر ہے جس میں تاجیل یا تعجیل کا ذکر نہ کیا جائے، یہ مہر عندالطلب ادا کیا جائے گا۔

ولیمہ

ولیمہ ''ولم'' سے مشتق ہے اور اس کے معنی جمع ہونے کے ہیں اور شریعت میں اس ضیافت کو ولیمہ کہتے ہیں جو عقدِ نکاح کے بعد شوہر کی جانب سے دی جاتی ہے۔ عام طور پر ولیمہ ہر اس ضیافت کو کہتے ہیں جو کسی قابلِ مسرت واقعہ پر دی جاتی ہے۔

ولیمہ کا حکم

ولیمہ سنت موکدہ ہے، ولیمہ کے علاوہ دیگر ضیافتیں سنت ہیں، جیسا کہ ختنہ کے وقت وغیرہ۔ شرط یہ ہے کہ داعی صرف تو انگروں کو نہ بلائے بلکہ فقیروں کو بھی شریک کرے۔

ولیمہ کا کھانا

مالدار کے لیے ولیمہ کی اقلّ مقدار یہ ہے کہ ایک بکری ذبح کرے۔ تنگ دست کے لیے اجازت ہے کہ اس کو جو میسر آئے کھلائے پلائے جیسا کہ قہوہ، کافی اور دیگر مشروبات۔

ولیمہ کی دعوت کو قبول کرنے کے احکام

نکاح کے ولیمہ کی دعوت کا قبول کرنا اور اس میں شرکت کرنا واجب ہے۔ ابن قاسم نے فرض عین اور بعض نے فرض کفایہ لکھا ہے۔ یہ حکم صرف شرکت کی حد تک ہے، کھانا اور پینا مسنون ہے۔ ولیمۂ نکاح کے علاوہ دیگر دعوتوں کا قبول کرنا اور شرکت کرنا مسنون ہے۔ وجوب اور استحباب کے حکم کے لیے شرط یہ ہے کہ فقیروں کو بھی بلایا گیا ہو۔

پہلے دن ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دوسرے دن مسنون۔

بعض اعذار کی وجہ سے ولیمہ میں شرکت سے انکار بھی کیا جاسکتا ہے، جب کہ محفلِ ولیمہ میں وہ شخص موجود ہو جس سے اذیت کا خطرہ ہو یا خرافات عمل میں لائی جائیں۔

خلع

خلع مشتق ہے ''خَلَعَ'' سے اور خلع کے معنی نزع کرنے اور اتارنے اور نکالنے کے ہیں اور شریعت میں عوض کے بدلے فرقت اور علی حدگی کے حاصل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ خلع بھی دراصل طلاق کی ایک قسم ہے۔

خلع کا حکم

عوض کے بدلے خلع جائز ہے۔عوض ایسا ہو جس کا علم ہو اور جس کا سپرد کرنا ممکن ہو۔ اگر عوض متعین نہ ہو یا معلوم نہ ہو یا یہ کہ عوض نجس ہو تو بھی خلع ہو جائے گا۔البتہ عورت کے ذمے مہرِ مثل لازم ہو جائے گا۔

خلع کے جواز کا مطلب یہ ہے کہ خلع صحیح ہے۔خلع کے ذریعہ عورت اپنے نفس کی آپ مالک اور مرد کے حق میں اجنبی ہو جاتی ہے۔اس لیے خلع کے بعد شوہر بیوی سے نکاحِ جدید کے بغیر رجوع نہیں کرسکتا۔طہر اور حیض دونوں حالتوں میں خلع جائز ہے۔نکاح کے مانند خلع میں بھی بیوی کی طرف سے ایجاب اور شوہر کی جانب سے قبول ہوگا۔

طلاق

طلاق کے معنی قید کھول دینے کے ہیں اور شریعت میں نکاح کی قید کھول دینے کو طلاق کہتے ہیں۔

طلاق صحیح ہونے کے لیے شوہر کا مکلّف اور مختار ہونا شرط ہے۔ مکلّف کی قید سے بچہ اور مجنون، اور مختار کی قید سے مجبور خارج ہو جاتا ہے۔ البتہ باختیارِ خود نشہ کیے ہوئے شخص کی طلاق سزا کے طور پر نافذ ہوگی۔

نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی۔ طلاق کی تقسیم مختلف طرح سے الفاظِ طلاق، بیوی کی حالت اور طلاق کے احکام کے لحاظ سے ہو سکتی ہیں۔

الفاظ کے لحاظ سے طلاق کی قسمیں

الفاظ کے لحاظ سے طلاق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ طلاقِ صریح: ایسے الفاظ میں دینے کو کہتے ہیں جن سے سوائے طلاق کے کوئی دوسرے معنی کا احتمال ہی نہ ہو۔ طلاقِ صریح کے لیے نیت شرط نہیں ہے۔ طلاقِ صریح کے الفاظ کے استعمال کے بعد شوہر کا یہ دعوی صحیح نہ ہوگا کہ طلاق دینا مقصود نہ تھا۔

طلاقِ صریح کے لیے تین الفاظ متعین ہیں:

۱۔ طلاق اور جو اس سے مشتق ہو جیسے: ''میں نے تجھ کو طلاق دی'' یا ''تو طالق ہے'' یا ''تو مطلقہ ہے''۔

۲۔ فراق جیسے: ''میں نے تجھ سے فراق کیا'' اور ''تو مفارقہ ہے''۔

۳۔ صراح جیسے ''تجھ کو میں نے چھوڑ دیا''۔ ''تو مسرّحہ'' ہے۔

اگر خلع میں مال کا ذکر کیا گیا تو طلاقِ صریح ہوگی۔

اگر چہ طلاقِ صریح میں نیت شرط نہیں ہے مگر مُکرہ (مجبور کیا ہوا) شخص کی طلاقِ صریح

طلاقِ کنایہ کی جگہ پر ہوگی۔ اگر اس کی نیت بھی شامل تھی تو طلاق ہوگی، ورنہ نہیں۔

۲۔ طلاقِ کنایہ ایسے الفاظ میں طلاق دینے کو کہتے ہیں جن سے طلاق اور غیر طلاق دونوں کا احتمال پیدا ہو۔ طلاقِ کنایہ کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے۔ اگر کنایہ کے الفاظ کے ساتھ طلاق کی بھی نیت کی جائے تو طلاق ہوگی، ورنہ نہیں۔

کنایہ کے الفاظ یہ ہوسکتے ہیں: تم آزاد ہو۔ تم خالی ہو۔ تم اپنے لوگوں سے مل جاؤ۔

طلاقِ صریح کے الفاظ میں تعداد کا ذکر نہ ہو تو وہ بھی بمنزلۂ طلاقِ کنایہ ہوگی اور اس میں نیت لازم ہوگی۔

بیوی کے حالات کے لحاظ سے طلاق کی قسمیں

بیوی کے حالات کے لحاظ سے طلاق کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ طلاقِ سنّی: طلاق کا سنت طریقہ یہ ہے کہ حیض والی عورت کو ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع نہ ہوا ہو۔

۲۔ طلاقِ بدعی: طلاق کا بدعتی طریقہ یہ ہے کہ شوہر بیوی کو حیض کے زمانہ میں یا ایسے طہر کے زمانے میں طلاق دے جس میں جماع ہوا ہو۔

۳۔ طلاقِ لا ولا: اس طریقہ کو کہتے ہیں جو نہ سنّی ہو اور نہ بدعی، جیسا کہ آیسہ یعنی اس عورت کی طلاق جس کا حیض ضعیفی کی وجہ سے بند ہو گیا ہو۔ صغیرہ اور کم سن لڑکی کی طلاق جس کو حیض نہ آیا ہو اور حاملہ اور مختلعہ کی طلاق جس کو خلع دیا گیا ہو اور غیر مدخولہ کی طلاق جس کے ساتھ شوہر نے جماع ہی نہ کیا ہو۔

طلاق کے حکم کے لحاظ سے طلاق کی قسمیں

طلاق کے حکم کے لحاظ سے طلاق کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ واجب ہے جب کہ مولی اور مالک حکم دے یا یہ کہ فریقین کے اختلاف اور مصالح کا لحاظ کرتے ہوئے حاکم تصفیہ کرے یا یہ کہ خود شوہر عاجز ہو اور جماع کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

۲۔مندوب ہے اس بیوی کو طلاق دینا جو غیر مستقیمۃ الحال اور بدچلن ہو۔
۳۔مباح ہے اس عورت کو طلاق دینا جس کی طرف شوہر میلان نہ رکھے اور جس کی پرورش نہ کرے۔
۴۔مکروہ ہے اس عورت کو طلاق دینا جو مستقیمۃ الحال اور نیک چلن ہو۔
۵۔حوام ہے طلاقِ بدعی جس کی صراحت اس سے پہلے ہو چکی ہے۔

طلاق کی تعداد

آزاد مرد تین طلاق دے سکتا ہے اور غلام صرف دو۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق اور دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دی جائے۔

طلاق میں استثناء ہوسکتا ہے جب دونوں جملے ملا کر کہے جائیں کہ ''میں نے تین طلاق دئے سوائے ایک مرتبہ کے''۔

طلاق کو کسی صفت یا شرط کے ساتھ معلق کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ''اگر میں گھر میں داخل ہوا تو تُو طالق ہے''۔

رجعت یا رجوع

رجعت ''رجوع'' سے ہے اوراس کے معنی لوٹنے اور پلٹنے کے ہیں اورشریعت میں خاص طریقہ پر طلاق غیر بائن کی عدت کے اندر عورت کوطلاق سے نکاح کی طرف لوٹانے کورجعت کہتے ہیں۔

طلاق اور عدت کے لحاظ سے بیوی کی زوجیت قایم رکھنے یا طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کی نسبت تین صورتیں ہیں:

۱۔رجعت: اگرایک یا دوطلاق دی جائے اور بیوی کی عدت کے دن پورے نہ ہوئے ہوں تو شوہر کواختیار ہے کہ بیوی کی اجازت کے بغیر طلاق سے رجوع کرکے بیوی کی زوجیت کوقایم رکھے۔

رجعت کے تین ارکان ہیں: شوہر، بیوی اورصیغہ:

شوہر کے لیے شرط ہے کہ اہلیت رکھتا ہو، بالغ، عاقل اورمختار ہو۔ وہ مرد جو نشے میں ہو رجعت کرسکتا ہے۔ مرتد رجعت نہیں کرسکتا۔ بچہ اورمجنون رجعت نہیں کرسکتے۔

بیوی کے لیے شرط ہے کہ نکاح کے بعد شوہر نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو۔ اگر جماع سے پہلے طلاق دی جائے تو شوہر رجعت نہیں کرسکتا۔ قاضی کے حکم سے نکاح فسخ کیا گیا ہوتو رجعت نہیں ہوسکتی۔

طلاق کی تعداد تین مرتبہ سے کم ہو، ایک مرتبہ طلاق دی گئی ہو یا دو مرتبہ، مگر تین مرتبہ نہ دی گئی ہو۔ تین مرتبہ کی طلاق کے بعد رجعت نہیں ہوسکتی۔ طلاق کی قید سے خلع خارج ہوجاتا ہے۔ عدت کی مدت نہ گزری ہو۔

صیغہ یعنی رجعت کے الفاظ کے لیے شرط ہے کہ صریح ہوں یا کنایہ اور کنایہ میں نیت بھی شامل ہو۔ شرط یہ ہے کہ معلق یا موقّت نہ ہو۔ صریح الفاظ یہ ہیں: ''رَدَدْتُکِ

لِنِکَاحِیْ وَ أَمْسَکْتُکِ عَلَیْہِ ''میں نے تجھ کو میرے نکاح کی طرف لوٹایا اور میں نے تجھ کو نکاح پر روکا۔

الفاظ کنایہ یہ ہیں: ''تَزَوَّجْتُکِ، أَنْکَحْتُکِ ''یعنی میں نے تجھ سے شادی کی یا میں نے تجھ سے نکاح کیا۔

۲۔نکاحِ جدید: اگر طلاق ایک یا دو مرتبہ ہی دی گئی ہو، مگر عدت کے دن گزر گئے ہوں تو شوہر رجعت نہیں کر سکے گا، بلکہ نکاحِ جدید کرے گا اور بیوی شوہر کے ساتھ طلاق کی بقیہ تعداد تک رہے گی۔ نکاحِ جدید سے پہلے ایک طلاق ہوئی تھی تو نکاحِ جدید کے بعد شوہر کو دو طلاق کا حق رہے گا اور اگر دو طلاق ہوئی تھیں تو صرف ایک طلاق باقی رہے گی۔

۳۔تحلیل: اگر تین طلاق دئے گئے ہوں تو شوہر رجوع نہیں کر سکے گا اور نہ نکاحِ جدید کر سکے گا، سوائے اس کے کہ نکاح سے پہلے پانچ شرایط کی تکمیل کی گئی ہو:

۱۔عورت طلاق دینے والے شوہر کی عدت پوری کرے۔

۲۔دوسرے مرد کے ساتھ صحیح طور پر نکاح کرے۔

۳۔دوسرا مرد عورت کے ساتھ جماع کرے۔

اس مرد کے لیے شرط ہے کہ جماع کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۴۔اس دوسرے مرد سے عورت طلاقِ باین لے۔

۵۔عورت اس دوسرے مرد کی طلاق کی عدت پوری کرے۔

ایلاء

ایلاء کے معنی حلف اٹھانے کے ہیں اور شریعت میں ایک خاص مدت تک بیوی کے ساتھ جماع نہ کرنے کا حلف اٹھانے کو ایلاء کہتے ہیں۔ طلاق کی شرط کے ساتھ جماع بھی ایلاء کے حکم میں داخل ہے۔

ایلاء کا حکم

اگر کوئی شوہر اس بات کا حلف اٹھائے کہ مطلقاً اپنی بیوی کے ساتھ جماع نہ کرے گا یا ایسی مدت کے لیے جو چار مہینوں سے زیادہ ہو تو شوہر کو چار مہینوں کے گزرنے کے بعد دو امور میں اختیار ہے:

۱۔ فیئہ یعنی جماع کرے اور کفارہ ادا کرے۔

۲۔ طلاق دے دے۔

ایلاء کی قسمیں

ایلاء کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا حلف اٹھائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کا حلف اٹھائے۔

۳۔ بیوی کے ساتھ جماع کو طلاق کے ساتھ مشروط کرے، مثلاً یہ الفاظ کہے: ''اگر تیرے ساتھ جماع کروں تو تو طالق ہے''۔ اس کے بعد جماع کرے تو عورت کو طلاق ہوجائے گی۔ یا یوں کہے: ''اگر تیرے ساتھ جماع کروں تو میرے ذمہ اللہ کے لیے نماز یا روزہ یا حج ہوگا''۔ اس کو بھی ایلاء کہتے ہیں۔

ایلاء کے لیے شوہر میں جماع کی صلاحیت بھی شرط ہے۔ اگر شوہر عنّین ہو تو ایلاء نہ ہوگا۔

مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ زمانہ کا ذکر ہی نہ ہو۔ دائمی بھی مطلقاً میں داخل ہے۔

بیوی کے لیے شرط ہے کہ جماع کے لایق ہو اور جماع میں کوئی رکاوٹ نہ ہو جیسا کہ بیماری یا احرام کی حالت یا روزہ۔ ایسی مدت حساب میں نہیں لی جائے گی۔

چار مہینوں کی مدت اس لیے مقرر کی گئی ہے عورت اس سے زیادہ میں اذیت محسوس کرتی ہے۔ اس لیے شریعت نے ایلاء کو حرام قرار دیا اور گناہِ صغیرہ میں شامل کیا۔

مدت کا آغاز ایلاء سے ہوگا اور بیوی طلاقِ رجعی میں ہو تو مدت کا آغاز رجعت کرنے کے بعد ہوگا۔

فیئہ ''فاء'' سے ہے اور جماع کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔

اگر شوہر میں ایسا کوئی طبعی مرض وغیرہ ہو تو زبان سے اپنے الفاظ واپس لے سکتا ہے اور اظہارِ ندامت کر سکتا ہے۔

کفارہ: اگر حلف اٹھایا تھا تو حلف کا کفارہ شوہر پر لازم آئے گا اور اگر ایلاء کو طلاق یا نماز پر مشروط کیا تھا تو طلاق ہو جائے گی یا نماز واجب ہوگی۔

شوہر کی طرف سے انکار

اگر شوہر جماع اور طلاق دونوں یا صرف جماع سے انکار کرے تو حاکم اس کی طرف سے ایک طلاق رجعی دے گا۔ حاکم کی طلاق شوہر کی طرف سے نیابۃً ہوگی۔ اور اس کا نفاذ چار مہینوں کے اندر نہ ہوگا جس کی مہلت شوہر کو دی گئی ہے۔

ظہار

ظہار ماخوذ ہے ''ظہر'' سے اور ''ظہر'' کے معنی پُشت کے ہیں اور شریعت میں ظہار یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

شوہر اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کرے اور طلاق نہ دے اور رجوع کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ ظہار کی مثال یہ ہے: ''تو میرے لیے ماں کی پشت کے مانند ہے''۔ ماں کی تشبیہ سے مراد یہاں ہر ایک محرم عورت کی تشبیہ ہے اور پشت کا لفظ دیگر اہم اعضائے بدن کو بھی شامل ہے۔

ظہار کا کفارہ

کفارہ ''کفر'' سے مشتق ہے اور اس کے معنی چھپانے کے ہیں۔ کفارہ سے گناہ کی نفی مقصود ہوتی ہے۔ ظہار کے کفارہ میں ترتیب ہے:

۱۔ مسلمان غلام یا باندی آزاد کرے۔

۲۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔

۳۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں یا فقیروں کو ایک مدّ یعنی بارہ چھٹانگ (۶۰۰ گرام) فی کس کے حساب سے غلہ دے جس کی صراحت فطرہ میں ہے۔

کفارہ کی ادائی تک بیوی کے ساتھ جماع حلال نہیں ہے۔

عدت

عدّت اسمِ مصدر ہے اور عدد سے ماخوذ ہے اور شریعت میں ایسی مدت تک عورت کو انتظار میں رکھنے کے ہیں، جس میں اس کا رحم پاک ہو جائے؛ حیضوں کے آنے یا مہینوں کے گزرنے یا وضعِ حمل ہونے کی وجہ سے۔

عدت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ عدت شوہر کی وفات کی وجہ سے ہو۔

۲۔ یا کسی دوسرے سبب کی وجہ سے ہو۔

۱۔ عدت شوہر کے وفات پانے کی وجہ سے ہو اور عورت حمل سے ہو تو وضعِ حمل تک عدت ہے۔ اگر حمل نہ ہو تو چار مہینے قمری اور دس دن تک عدت ہے۔

۲۔ شوہر کی وفات کے علاوہ کسی دوسرے سبب کی وجہ سے عدت ہو اور عورت حمل سے ہو تو عدت وضعِ حمل تک ہے۔ اگر حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین کامل طہر تک ہے۔ اگر طہر میں ایسے وقت طلاق دی گئی ہو کہ طلاق کے بعد طہر کے کچھ دن باقی رہتے ہوں تو تیسرا حیض شروع ہوتے ہی اس عورت کی عدت پوری ہوگی۔

اگر حیض یا نفاس کی حالت میں طلاق دی گئی ہو تو جیسا ہی چوتھا حیض شروع ہو اس کی عدت پوری ہوگی۔

اگر عورت صغیرہ ہو یا بڑی ہو مگر اس کو حیض نہ آیا ہو یا اس کا حیض بند ہو گیا ہو تو اس کی عدت قمری تین مہینے ہے۔

اس عورت کے لیے جس کو جماع سے پہلے طلاق دی گئی ہو، کوئی عدت نہیں ہے۔

اگر باندی حمل سے ہو تو اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہے۔ حیض والی ہو تو اس کی عدت دو طہر ہے اور شوہر کے وفات پانے کی وجہ سے ہو تو دو مہینے پانچ رات اور طلاق کے

سبب سے ہوتو ڈیڑھ مہینہ ہے، لیکن اولی دو مہینے ہے۔

عدت کا نفقہ

طلاقِ رجعی کی عدت میں شوہر پر عورت کا نفقہ، سکونت، لباس اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی فراہمی واجب ہے، البتہ طلاق سے پہلے یا طلاق کے دوران میں عورت کی جانب سے شرارت کی بناء پڑی ہوتو اس کو نفقہ وغیرہ کوئی چیز نہیں ملے گی۔

طلاقِ بائن میں صرف سکونت کا انتظام شوہر پر واجب ہوگا، نفقہ یا دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم نہیں کیے جائیں گے، لیکن حمل سے ہوتو نفقہ وسکونت وغیرہ سب ملیں گے۔

جس عورت کو خلع دیا گیا ہو یا جس کا نکاح فسخ کیا گیا ہوتو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہے۔

عورت متوفی عنہا کو جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اگر چہ کہ حمل سے ہو نفقہ نہیں ملے گا۔

احداد یعنی سوگ

احداد حدّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی منع کرنے اور رکنے کے ہیں اور شریعت میں زینت اور خوشبو سے روکنے کو ''احداد'' کہتے ہیں۔

احداد کا حکم

شوہر کے فوت ہونے پر عدت کے زمانے میں زینت اور خوشبو سے احتراز کرنا اور سابقہ مکان میں سکونت رکھنا عورت پر واجب ہے۔ عدت چار مہینے قمری اور دس روز ہے۔ زیور اور لباس دونوں میں زینت ممنوع ہے۔ لباس میں رنگین اور رنگوں میں زرد اور سرخ رنگ ممنوع ہیں۔ پارچہ کی نوعیت کی قید نہیں ہے؛ سوتی، ریشمی یا اُونی لباس جو رنگا ہوا نہ ہو پہن سکتی ہے۔

سرمہ لگانا بھی زینت کے لیے ممنوع ہے اور ضرورت پر جایز ہے۔

خوشبو کا استعمال بدن، لباس اور غذا میں ممنوع ہے۔

مفارقت کی دیگر صورتوں میں زینت کا ترک کرنا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

سکونت

جس مکان میں شوہر سے جدائی ہوئی ہے اُسی مکان میں عدت کے زمانے میں قیام رکھنا عورت پر واجب ہے، خواہ شوہر فوت ہوا ہو یا طلاقِ بائن دی گئی ہو یا یہ کہ نکاح فسخ کیا گیا ہو۔ شوہر یا اس کے رشتے دار عورت کو اس کی قیام گاہ سے نکال نہیں سکتے اور نہ عورت شوہر کی رضامندی کے باوجود ناگزیر حالات کے علاوہ اپنے قیام سے باہر جا سکتی ہے۔

شوہر کے علاوہ دوسرے قریبی رشتے دار باپ بیٹے وغیرہ یا کسی اجنبی شخص کے لیے اس کے غیر معمولی علم وفضل یا زہد وتقوی کی وجہ سے تین دن یا اس سے کم مدت کے لیے عورت زینت ترک کر سکتی ہے۔

رضاعت

رضاعت کے معنی دودھ پینے کے ہیں۔اس عورت کوجس نے دودھ پلایا مُرضعہ اور بچے کوجس نے دودھ پیا رضیع کہا جاتا ہے۔رضاعت کا رشتہ عورت کا دودھ پینے سے پیدا ہوتا ہے۔

رضاعت کے ارکان

رضاعت کے تین ارکان ہیں:

۱۔مرضعہ ۲۔رضیع ۳۔دودھ

مرضعہ کے لیے شرط ہے کہ دودھ پلاتے وقت اس کی عمر کم سے کم نو سال قمری ہو۔

رضیع کی عمر دودھ پیتے وقت دو سال قمری سے کم ہو۔

دودھ کے لیے شرط ہے کہ پانچ متفرق دفعات میں پیا ہو۔ پلائے ہوئے دودھ کی مقدار کی کمی یا زیادتی یا دودھ کے چھاتی سے پلانے یا نکال کر کسی برتن یا آلہ کے ذریعہ پلانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

رضاعت کا حکم

رضاعت کی وجہ سے مُرضعہ؛ رضیع کی ماں اور مُرضعہ کا شوہر؛ رضیع کا باپ ہوجاتا ہے۔ مرضعہ اور اس کے جملہ نسبی اور رضاعی محرم قرابت دار رضیع کے لیے بھی محرم ہوجاتے ہیں۔ان کے ساتھ رضیع کا نکاح حرام ہے۔اسی طرح رضیع اور اس کی اولاد کے ساتھ مرضعہ کا نکاح حرام ہے۔البتہ وہ اشخاص جو رضیع کے درجہ میں ہوں جیسا کہ رضیع کا بھائی اور جو رضیع کے درجہ سے بالاتر ہوں جیسے کہ رضیع کا باپ، دادا یا چچا، اس حکم سے خارج ہیں۔نسب یا رضاعت کی وجہ سے رشتے میں جو تحریم پیدا ہوتی ہے اس کی صراحت محرماتِ نکاح میں ہوچکی ہے۔

نفقہ

نفقہ ''اِنفاق'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی کارِ خیر میں خرچ کرنے کے ہیں۔ تین اسباب کی وجہ سے نفقہ واجب ہوتا ہے:

۱۔قرابت۔

۲۔ملکیت۔

۳۔زوجیت۔

۱۔قرابت

قرابت میں اصول اور فروع کا نفقہ ایک دوسرے پر واجب ہے۔ اصول؛ ماں باپ، دادا دادی وغیرہ کو، اور فروع؛ بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی وغیرہ کو کہتے ہیں۔ نفقہ میں مرد یا عورت ہونے یا کسی مذہب کی قید نہیں ہے۔

اصول کا نفقہ فروع پر صرف فقر کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، فقر مال کے نہ رکھنے یا ہنر کے نہ جاننے کی حالت کو کہتے ہیں۔ فروع کا نفقہ اصول پر فقر کے علاوہ کم سنی یا کسی آفت یا جنون کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

۲۔ملکیت

ملکیت میں غلام اور جانوروں کا نفقہ مالک پر واجب ہے۔ ان کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے جس کی طاقت ان میں نہ ہو۔ جانوروں میں قید ہے کہ مُحرّم (حرمت والے) ہوں۔ غیر مُحرّم جانور جیسے چیل، کوے، بچھو، چوہے اور دیوانے کتے کی پرورش واجب نہیں ہے۔

٣۔زوجیت

زوجیت میں ممکّنہ بیوی کا نفقہ واجب ہے۔ممکّنہ بیوی اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو اپنے شوہر کے سپرد کردے۔غیر ممکّنہ بیوی کا نفقہ واجب نہیں ہے۔نکاح سے مہر واجب ہوتا ہے اور تمکین سے نفقہ۔

شوہر خوش حال ہو تو جس غلہ کا عام رواج ہے اس کے دو مُدّ (دیڑھ سیر یعنی ایک کلو دو سو گرام) اور سالن اور حسبِ عادت لباس اور مکان بھی دینا ہوگا۔شوہر تنگ دست ہو تو عام غلّے سے ایک مُدّ (بارہ چھٹانگ یعنی ٦٠٠ گرام) اور غریبوں کا سالن اور لباس دینا ہوگا۔ اگر شوہر متوسط الحال ہو تو دیڑھ مُدّ (اٹھارہ چھٹانگ یعنی ٩٠٠ گرام) اور سالن اور لباس بھی متوسط الحال لوگوں کے موافق دینا ہوگا۔

اگر عورت کی حیثیت مقتضی ہو تو شوہر اس کی خدمت کا انتظام بھی کرے گا۔

اگر شوہر اس قدر تنگ دست ہو کہ نفقہ نہ دے سکے تو بیوی کو دو امور میں اختیار ہوگا:

١۔صبر کرے اور اپنے مال سے خرچ کرے یا قرض لے کر گزارا کرے اور اس طرح جو خرچ ہوگا وہ شوہر پر بطورِ قرض رہے گا۔

٢۔یا نکاح فسخ کروائے۔فسخِ نکاح کی جدائی سے طلاق کی تعداد میں کمی نہ ہوگی اور سابقہ نفقہ ساقط نہ ہوگا۔

اگر شوہر اتنا تنگ دست ہو کہ جماع سے پہلے مہر ادا نہ کر سکے تو بھی عورت فسخِ نکاح کروا سکتی ہے،اگرچہ کہ شوہر کی تنگ دستی سے نکاح سے پہلے واقف رہی ہو۔

حضانت

حضانت ''حضن'' سے ماخوذ ہے اور حضن کے معنی پہلو اور گود کے ہیں اور شریعت میں حضانت سے ایسے شخص کی حضانت مراد ہے جو تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنی آپ پرورش نہ کرسکتا ہو جیسا کہ کم سن بچہ اور مجنون۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو ایسی حالت میں علی حدہ کرے جب کہ اُسی بیوی کے بطن سے شوہر کو بچہ موجود ہو تو بچے کے تمیز کی عمر کو پہنچنے تک یعنی تقریباً سات سال کی عمر تک بیوی بچہ کی حضانت کا ترجیحی حق رکھتی ہے۔

حضانت میں بچے کی پرورش، تربیت، تیمارداری وغیرہ سارے امور داخل ہیں، جس شخص پر بچے کا نفقہ واجب ہے اسی پر ان مصارف کا بار ہوگا۔ اگر بچے کی حضانت سے ماں انکار کرے تو حضانت کا حق ماں کی ماؤں کی طرف منتقل ہوگا۔

عمر کی قید نہیں ہے بلکہ بچے میں قوتِ تمیز پیدا ہونا شرط ہے جو عموماً سات سال کی عمر کے لگ بھگ پیدا ہوتی ہے۔ تمیز پیدا ہونے کے بعد بچے کو اختیار ہوگا کہ ماں اور باپ دونوں میں سے جس کے ساتھ چاہے رہے۔

ماں اور باپ دونوں میں سے کسی میں کوئی کہنہ مرض ہو تو دوسرا اُس مرض کے ختم ہونے تک حضانت کا مستحق ہوگا۔

اگر باپ موجود نہ ہو تو بچے کو دادا اور ماں کے درمیان یا ماں اور بھائی اور چچا کے درمیان انتخاب کا اختیار دیا جائے گا۔

حضانت کی شرطیں

حضانت کی سات شرطیں ہیں:

۱۔ عقل؛ مجنون کو حق نہیں ہے۔

۲۔آزادی

۳۔مذہب؛ کافر عورت مسلم بچے کی حضانت کا حق نہیں رکھتی

۴۔عفّت و پاک دامنی؛ بدچلن عورت کو حق نہیں۔

۵۔امانت

۶۔اقامت؛ ماں کا قیام اسی شہر میں ہو۔اگر ماں باپ دونوں میں سے کوئی عارضی طور پر سفر کرے تو بچہ مقیم کے ساتھ رہے گا اور اگر مستقل طور پر اپنا علاقہ چھوڑ دے تو بچہ باپ کے ساتھ رہے گا۔

۷۔خُلو؛ یعنی بچے کی ماں شوہر نہ رکھتی ہو اور شادی سے خالی ہو۔البتہ بچے کی ماں بچے کے کسی محرم رشتے دار چچا وغیرہ کے ساتھ نکاح کرے اور دوسرا شوہر رضامند ہو تو ماں کا حق باقی رہے گا۔

ان میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو تو حضانت کا حق ختم ہوگا۔

متفرقات

ردّت یعنی ارتداد

ردّت کے معنی کسی ایک چیز سے دوسری کی طرف رجوع کرنے کے ہیں اور شریعت میں کفر کی نیت سے یا کفر کے قول یا فعل سے اسلام سے روگردانی کرنے کو ردّت کہتے ہیں۔

کفر کا قول و فعل دل لگی کے طور پر بھی کیا جائے تو ردّت ہے۔ کفر کی فحش ترین قسم ارتداد ہے۔

اگر کوئی شخص اسلام سے مرتد ہو جائے، اللہ تعالی کے وجود سے انکار کردے یا اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے پیغمبر کو جھٹلائے، اس چیز کو جو اجماع سے حرام قرار دی گئی ہو حلال ٹھیرائے یا اس چیز کو جو اجماع سے حلال قرار دی گئی ہو حرام ٹھیرائے تو اصح قول یہ ہے کہ اس کو فوراً توبہ کی ہدایت کی جائے اور تین دن تک مہلت دی جائے۔ اگر توبہ کرے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے تو بہتر ہے، ورنہ امام کے حکم سے اس کا قتل کیا جائے گا۔

مرتد کی میت کو غسل دینا واجب نہیں ہے بلکہ جایز ہے۔ اس پر نماز پڑھنا جایز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔ اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جایز نہیں ہے۔

ترکِ صلات

پانچ وقت کی فرض نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بھی نہ پڑھنے کو ترکِ صلات کہتے ہیں اور تارکِ صلات کے لیے شرط ہے کہ مکلّف یعنی عاقل، بالغ اور مختار ہو۔

تارکِ صلات کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ایک وہ شخص جو نماز کے واجب ہونے کی نسبت اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے نماز چھوڑ دے، اس کا حکم مرتد کا حکم ہے جس کی تفصیل ردّت کے بیان میں لکھی گئی ہے۔

۲۔ دوسرا وہ شخص جو نماز کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو، مگر سستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے، یہاں تک کہ وقت نکل جائے تو اس کو توبہ کی ہدایت دینا مندوب ہے۔ اس نے توبہ کی اور نماز پڑھی تو ٹھیک۔ اگر توبہ نہیں کی اور نماز نہیں پڑھی تو اس کو قتل کیا جائے، تعزیراً نہ کہ کفر کی وجہ سے۔ غسل، کفن، نماز اور دفن میں اس کا حکم مسلمانوں کا حکم ہوگا۔

مسابقت

دو لوگوں کے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کو مسابقت کہتے ہیں۔ اور شریعت میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں گھوڑے وغیرہ کے دوڑانے اور تیراندازی کرنے کو مسابقت کہتے ہیں۔

مسابقت کا حکم

سواری کے جانوروں کو دوڑانا اور تیراندازی کرنا عوض کے ساتھ یا بغیر عوض جایز ہے۔ سپاہ گری کے فنون سے مقصود اسلام کی حفاظت ہو تو واجب ہے۔ محض مسابقت کے لیے ہو تو سنت ہے۔ اور بغیر کسی ارادے کے ہو تو مباح ہے، اگر ایسے لوگوں کے خلاف ہو جن سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تو مکروہ اور راہزنی وغیرہ کے لیے ان فنون کو استعمال کیا جائے تو حرام ہیں۔ کسی فن سپاہ گری کی مہارت حاصل کرنے کے بعد اس کو چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

مسابقت صحیح ہونے کی شرطیں

جانور سواری کے ہوں اور جنگ میں کارآمد ہوں۔ گھوڑے اور اونٹ کا دوڑانا قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور اظہر یہ ہے کہ ہاتھی، خچّر اور گدھے کو بھی دوڑا سکتے ہیں۔

گائے، کتے اور پرندوں کا دوڑانا عوض کے بغیر جائز ہے۔ چوپایوں اور پرندوں کا لڑانا عوض کے ساتھ یا بغیر عوض حرام ہے۔

مسافت معلوم ہو یا آغاز اور انتہا کا علم ہو، مسافت اس قدر ہو کہ طے کی جاسکے۔

سواری کے جانور اور سواری کرنے والے معین ہوں اور سواری کی جائے۔

فن جس میں مسابقت کی جاری ہو فنونِ حرب میں سے ہو۔

نشانہ اندازی میں طریقہ،نشانہ اندازی،نشانہ کی مقدار اور نشانہ بازوں کی ترتیب مقرر ہو۔

نشانہ اندازی میں نیزہ بازی اور بندوق اور غلیل سے نشانہ بازی داخل ہے۔

عوض کے لیے شرائط

مقابلہ کے لیے جو انعام یا صلہ مقرر کیا جائے وہ ایک طرفہ ہو۔ مقابلہ کرنے والوں میں سے کوئی ایک اپنے ذمے عوض مقرر کرے۔ اگر وہ خود سبقت لے گیا تو عوض اسی کا ہوگا، ورنہ دوسرا پائے گا۔ اگر دونوں ایک ساتھ عوض مقرر کریں تو تیسرے مُحلّل کے مسابقت میں داخل ہوئے بغیر مسابقت جائز نہ ہوگی۔ محلّل سبقت لے گیا تو وہ دونوں عوض پائے گا، ورنہ کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔

محلل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی شرکت کی وجہ سے شرط حلال اور جائز ہو جاتی ہے۔

مسابقت کرنے والوں کے علاوہ ایک تیسرا شخص یا حاکم بھی عوض مقرر کر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانچ چھ میل اور دوسری مرتبہ ایک میل گھوڑا دوڑایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانڈنی عضباء دوڑ میں مشہور تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ پیدل دوڑی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پہلوان کے ساتھ کشتی لڑی تھی اور رکانہ نے کشتی میں ہارنے کے بعد اسلام قبول کیا۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ تیر انداز تھے۔ مشہور ہے کہ آپ دس میں سے نو تیر نشانہ پر لگاتے اور دسواں تیر خطا کرتے تا کہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔

اَیمان

اَیمان یمین کی جمع ہے اور یمین داہنے اور سیدھے ہاتھ کو کہتے ہیں، پھر حلف کے معنی میں اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔اور شریعت میں ایسے معاملہ کی نسبت جس میں ممانعت کا احتمال ہو اللہ کے نام یا اس اس کی ذات کی صفت کا ذکر کر کے تحقیق اور تاکید کرنے کو کہتے ہیں۔

یمین صرف اللہ تعالی کی ذات یا اس کے نام یا اس کی ذات کی صفت سے منعقد ہوتی ہے۔

حلف اٹھانے والے کے لیے شرط ہے کہ مکلّف، بالغ، عاقل، مختار اور گویا ہو اور حلف کا ارادہ رکھتا ہو۔

یمینِ لغو اس حلف کو کہتے ہیں جو ارادہ اور نیت کے بغیر غصہ اور عجلت کی حالت میں زبان سے نکل جائے۔اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اگر کسی نے کسی کام کے نہ کرنے کا حلف اٹھایا اور کسی دوسرے کو اس کے کرنے کے لیے حکم دیا تو اس میں حلف کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔اگر کسی نے اس صراحت کے ساتھ حلف اٹھایا کہ نہ خود کام کرے گا اور نہ دوسرے سے کام لے گا اور پھر دوسرے سے کام لے تو خلاف ورزی ہوگی۔اگر کسی نے دو کاموں کے نہ کرنے کا حلف اٹھایا اور ان دو میں سے ایک کام کیا تو خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

قسم کا کفارہ

حلف کی خلاف ورزی ہونے کی صورت میں حلف اٹھانے والے کو تین امور میں اختیار ہے:

۱۔مسلم غلام کو آزاد کرے۔

۲۔یا دس مسکینوں کو فی کس ایک مد (بارہ چھٹانک یعنی ۶۰۰ گرام) کے حساب سے

شہر کے مروّجہ غلے سے دے۔

۳۔ یا دس مسکینوں کو ایک ایک پارچہ ایسا دے جو پہننے کے لایق ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو پارچہ جس شخص کو دیا جائے اسی کے پہننے کے لایق ہو، بلکہ اس کے، اس کی بیوی اور بچوں کے پہننے کے لایق ہو تو کافی ہے۔ استعمال کیا ہوا لباس بھی دیا جا سکتا ہے۔

اگر یہ تینوں امور جس میں اس کو اختیار حاصل ہے نہ پا سکے تو تین روزے رکھے۔ معتمد یہ ہے کہ ان روزوں کا پے در پے رکھنا واجب نہیں ہے۔

نذر

نذر کے معنی مطلقاً وعدہ کرنے کے ہیں، نیک کام کی نسبت ہو یا برے۔ اور شریعت میں ایسے نیک کام کے وعدہ کو نذر کہتے ہیں جو اصلاً شریعت میں لازم نہ ہو۔

نذر کے ارکان

نذر کے ارکان تین ہیں:

۱۔ ناذر۔

۲۔ منذور۔

۳۔ صیغہ۔

نذر کرنے والے کے لیے شرط ہے کہ مسلم، مکلّف، مختار اور متصرّف ہو۔

منذور وہ چیز جس کی نذر کی جائے معصیت کا کام نہ ہو۔

صیغہ زبان سے الفاظ کہے، محض نیت کافی نہیں ہے۔

نذر کی قسمیں

نذر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نذرِ لجاج۔

۲۔ نذرِ تبرّر۔

نذرِ لجاج

لِجاج خصومت کو طول دینے کو کہتے ہیں۔ شریعت میں لجاج سے مراد ایسی نذر ہے جس میں کارِ خیر یا عبادت کی نیت نہ ہو، بلکہ عمل پر ترغیب دلانا یا کسی عمل سے منع کرنا یا کسی

واقعہ کی تحقیق کرنا مقصود ہو۔ترغیب کی مثال یہ ہے: ''اگر میں گھر میں داخل نہ ہوں تو اللہ کے لیے مجھ پر فلاں چیز ہے''۔منع کی مثال یہ ہے: ''اگر میں فلاں سے بات کروں تو اللہ کے لیے فلاں چیز ہے''۔تحقیق کی مثال یہ ہے: ''اگر واقعہ ایسا نہ ہو جیسا کہ فلاں نے کہا تو مجھ پر اللہ کے لیے فلاں چیز ہے''۔

نذرِ تبرر

تبرّر ''برّ'' سے ہے جس کے معنی کارِ خیر کے ہیں۔نذر تبرر کارِ خیر یا عبادت کی غرض سے کی جاتی ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ معصیت کے لیے نہ ہو،اس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔نذرِ مجازات: ایسے معاملہ کی نذر کو کہتے ہیں جو غیر لازم ہو اور جس کی تعمیل کو کسی پسندیدہ واقعہ پر موقوف رکھا جائے۔غیر لازم کی قید سے فرضِ عین نکل جاتا ہے۔جیسا کہ کہے: ''اللہ مجھ کو شفا دے تو میں اللہ کے لیے نماز پڑھوں گا،روزہ رکھوں گا''۔یا ''صدقہ دوں گا''۔یہاں نماز،روزہ اور صدقہ سے مراد وہ امور ہیں جو فرضِ عین نہیں ہیں،بلکہ فرض کفایہ یا سنت ہیں۔اس نذر کی تعمیل واجب ہوگی،تاخیر کے ساتھ،نہ کہ علی الفور۔فعلِ مباح چھوڑنے کی نذر منعقد نہیں ہوتی جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ گوشت نہیں کھاؤں گا یا دودھ نہیں پیوں گا۔

۲۔نذرِ غیر مجازات

وہ نذر جو مطلق ہو اور کسی واقعہ پر موقوف نہ رکھی گئی ہو جیسا کہ مرض سے شفا پانے کے بعد کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالی کے لیے مجھ پر فلاں چیز ہے۔

غفر الله لنا و لوالدنا و لإخواننا ولكافة المسلمين اجمعين. آمين

یہ کتاب المکتبة الشافعیة ادارہ رضیة الابرار بھٹکل میں شامل کیا جارہا ہے،

https://telegram.me/shafayibooks